

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224305

UNIVERSAL
LIBRARY

سلسلہ ثانیء جمعہ جلد

فنانہ لندن

352

ترجمہ مسٹر نیر آف لندن
مصنفہ جانج ڈبلیو ایم ریٹلند



لال پبلشرس
میر تقی رام فیروز پوری
پیارے سب سے دور تو لکھا۔ لاہور

مستزاف لندن

سلسلہ اول

مکمل اردو ترجمہء اجلوں میں

از مفتی تیرخو نام صاحب فیض پوری

میںالطس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ حیرت خیز اور سبق آموز ناول یہی ہے۔ قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دونوں جوان ایک ہی وقت میں ان دو شرکوں پر ایک ہی منزل مقصود کا ہیبانی کی طرف روانہ ہوتے ہیں پہلی دشوار گزار اور پریشور مقامات سے گزرتی ہے مگر اس کے کنارے جا بجا تاسیشتی فروگاہیں موجود ہیں دوسری سیدھی ٹھکان اور بنیاد پر شاواہب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پر ہے۔ مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے۔ مگر جزوی طور پر اس قدر مستحسن ایسے عجیب اور اتنے حیرت خیز کہیر کر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا رہتا مگر سب نہیں ہوتا اور ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر طبیعت کو چین نہیں آتا غضب کا لغزیت پل ہے اور اس پر مصنف کی جادو بیانی اور شہساز طرز تحریر نے غضب کر دیا ہے۔ نیکی اور بدی۔ گناہ اور پاکبازی سافذس و مقول کے بیٹا حیرت خیز نظائری پیش کئے ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ ڈی محنت سے کیا گیا ہے جو ہر لحاظ سے اصل عبارت کے مطابق ہے مگر بھی ترجمہ معلوم نہیں جتنا سیکڑوں سنات خوشنودی موصول ہوئی ہیں۔ ضخامت ۱۲۴ صفحات ۲۳ صفحوں سے زیادہ قیمت ریچھ محصولاں الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جاسکتے ہیں۔ حصہ اول کی قیمت پندرہ روپے اور باقی حصہ کی ۱۲ روپے علاوہ محصولاں ہے۔

لال برادر سس پارسنر روڈ نوکھ لالہ پور

سلسلہ ثانی

چھٹی جلد

فسانہ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری

ایڈیٹر رسالہ ترجمان لاہور

۲۱ ۱۹۶۰ء

لال برادر س

پارسنرز روڈ، لوکھیا لاہور

جارج سٹیم پریس، لاہور میں پائنتنگ لالہ انیسروس پرنٹرز جمپا

حق محفوظ

پست ۱۱

اشاعت ثانی

تتمتع

فہرست مطالب

صفحہ	مضمون	باب
۶۱۹	سرکرسٹو فرادر لیڈی لینٹ	باب ۴۰
۶۲۶	کیتان اولہنڈر بس	باب ۴۱
۶۳۸	فرینیک کرش کا اضطراب	باب ۴۲
۶۴۴	بیٹریسی فیلڈس میں مقابلہ	باب ۴۳
۶۵۲	ٹڈ مارش اور اولڈ ڈیچہ	باب ۴۴
۶۵۸	ارل آف ایلیگسم کا انصاف	باب ۴۵
۶۸۰	عابد خاتون اور اس کا محن	باب ۴۶
۶۹۲	ایڈیلیس کی شادی	باب ۴۷
۷۰۱	نفس پرست اور عصمت پرست	باب ۴۸
۷۲۰	افلاس اور گناہ دست بدست	باب ۴۹
۷۳۰	دو دوست	باب ۷۰

سلسلہ ثانی

فسانہ لندن

چھٹی جلد

سر کرستوفر اولیڈی بلنٹ

باب ۶۰

ہماری داستان کا نگارہ اب سر کرستوفر بلنٹ کے مکان واقع جرمن سٹریٹ میں منتقل ہوتا ہے۔

واقعات مذکورہ کے دوسرے دن صبح کا وقت تھا۔ اور سر کرستوفر اور ان کی لیڈی صبح کے دسترخوان پر بیٹھے تھے۔ میز پر کئی طرح کی کھانے کی چیزیں رکھی تھیں۔ کیونکہ لیڈی بلنٹ ایک کسینر تھی۔ نفیس کھانوں کی بہت شایق تھی۔ وہ دسترخوان پر ہر قسم کی خوراک کا غیر معمولی مقدار میں مہیا ہونا فیض میں داخل سمجھتی تھی۔

لیڈی بلنٹ نے اس وقت غیر معمولی بناؤ چناؤ کر رکھا تھا۔ سبز رنگ کی گون کے سامنے حصہ پر انڈیائی قوس و قزح کی جھلک نمودار تھی۔ ٹوپی پر انڈیائی رنگ کے ہی پتے لگے ہوئے تھے۔ اور پاؤں میں بھی سبز سیلبرہ تھے۔ شاید یہ کہنا بجا نہ ہو گا۔ کہ طعام کی میز کے قریب بیٹے آرام کر رہی ہر اطمینان کے ساتھ لیٹے اور اپنے پاؤں جو کی پر لکھے لیڈی بلنٹ لالہ سری نظر آتی تھی۔ کوئی ہمہی اسے اس انداز معشوقانہ سے بیٹھے دیکھتا تو سمجھتا ایسی حسین اور نازک اہم لیڈی صبح کے کھانے پر دما سے ٹوٹ یا نصف بکٹ سے زیادہ کیا کھ سکتی ہے گا نہیں

وہ بہت پڑھتی تھی۔ اصحاب بھی میز پر رکھے ہوئے ہر ایک قاب سے بڑی مقدار چٹ کر چکی تھی۔ سر کرستوفر اس کے بالمقابل ابھی بے آب کی طرح مضطرب نظر آتا تھا۔ اپنی عزیز میری کے پاس خاطر دایوں کہنا چاہیے کہ ہر وقت کے جھگڑے تکرار کو منع کرنے کے لئے اس نے بیگم کے خاص احکام کے مطابق ایک ملکی نیلی ڈریسنگ گون پہننا منظور کر دیا تھا جس میں سنہری رنگ کا بھاری ٹھنڈے دار کر بند تھا۔ ایک تیز سرخ رنگ کی پتلون۔ دلدیزوں کے پاجامے کی طرح کھلی اور ڈھیلی اور سر پہ ایک لمبی دم دار انگوٹھی ریشمی ٹوپی بایں کان کی طرف جھکی ہوئی اس لباس میں سر کرستوفر کی صورت ایسی نظر آتی تھی جیسے کوئی شخص تعالیٰ دقت کے جلسہ میں تکی لباس پہن کر شریک ہوا ہو۔

سر کرستوفر بہت نرم لہجہ میں گویا ڈرتا ہو کہ میری زبان سے ذرا تیز کاغذ نکلا۔ تو ضرور کان پر ٹکڑے سپید ہو گا۔ کہنے لگا۔ ”جان من حکم دو۔ تو اس بجئے ہوئے گوشت کا ذرا سا کڑا پیٹل کروں“ لیڈی ہنٹ تنہا لہجہ میں بولی۔ ”اے واہ! بڑا خفیس گوشت لیا آئے۔ رہنے دو میں اسے پسند نہیں کرتی۔ ناحق اصرار نہ کرو۔“

”میری جان... میری پیاری...“ ٹائٹ نے ٹائٹ کے لہجہ میں رکتے رکتے کہا۔

ابھی تو...“

لیڈی نے خفگیں ہو کر کہا۔ ”آخر اس فقرہ کو ختم بھی کر دے؟“

سر کرستوفر جرات سے بولا۔ ”جان من میں عرض کر رہا تھا کہ تم نے ابھی ابھی اس گوشت سے چند ٹولے لئے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ تم اسے ضرور پسند کرتی ہو۔“

حضرت نے یہ الفاظ تو کہہ دیے مگر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ خود حیرت میں ہیں مجھ سے ایسی دلیری کا اظہار کیونکر ہوا۔

”چند ٹولے! بیگم صاحب نے اپنا چہرہ آنا سرخ کر کے جتنا اُن کے سونہرے آزار بند کا رنگ تھا۔ کہا۔“ تو عرض کرو میں نے چھ یا سات ٹکے کھا لئے۔ تو تم اس پر حرف گیری کرنے والے کون ہو؟“

”جان من بھلا میں...“

”ہاں ہاں تم! بتاؤ۔ تم عرض کرنے کا کیا حق رکھتے ہو؟“ لیڈی ہنٹ نے دھکی کا لہجہ اختیار کر کے کہا۔

اب ہمارا قابل قدر مایٹ بیگی تلی کی طرح ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ غریب ڈرتا ہے اب ایک ہی دو منٹ میں مزاج پر سی ہونے لگے گی۔ آخر جرات کرتے بول۔ میری جان بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ مگر اس سے یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری بھوک کافی تیز ہے۔
لیڈی بلیٹ نے لہجہ میں کہنے لگی۔ ”سر کرستوفر تم جھوٹ بکتے ہو۔ میری بھوک بالکل ذرا کم ہو چکی ہے۔ بھلا کسی نے تین چار نواہے گوشت کے لئے لئے۔ ذرا سا سنبوہ کھا لیا یا مٹھوڑا اجڑا۔
مزے چھایا۔ اور چند کباب پیچھے۔ تو اس سے کیا سیری ہوتی ہے؟“

سر کرستوفر نے نرمی سے عرض کیا ”میری جان ان کے سوا اور اندھے بھی تو تھے۔“
بگم کہنے لگی ”ہاں دو ذرا ذرا سی انڈیاں۔ مگر کیا یہ چینی سیر کرنے کو کافی ہیں جن دنوں میں لیڈی میٹ فیلڈ کے ہاں راکتی تھی۔ تو میں دو ڈبل روٹیاں کھن سمیت ثابت کھا جاتی تھی۔“

سر کرستوفر پیار کے لہجہ میں کہنے لگا ”میری پیاری اب تو تم لیڈی میٹ فیلڈ کے ہاں نہیں ہو۔ اب تم اس کی حفاظت میں ہو۔ جو تمہارا پرستار ہے جس نے تمہیں اپنے نام میں شریک کیا۔۔۔ اور ایسا نام کہ میں بلا اظہار فخر کہہ سکتا ہوں۔ اسے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اگرچہ صرف اس موقع پر جب میں غلطی سے پورٹ سوکن کے عہدہ کا امیہ دار بنا۔۔۔“

لیڈی بلیٹ اس انداز سے گویا وہ اپنی بات منوانے کی عادی ہو۔ بولی۔ ”سر کرستوفر ان حکایات کو جانے دو جنہیں تم سرگھڑی لے بیٹھے ہو۔ میں آندر مین کا لفظ کانوں سے سننا گوارا نہیں کرتی۔ کیونکہ ایک باجر میں شہر میں ایک لیڈی کے ہاں راکتی تھی۔ اور اس کے چاندی کے چھچھہ گم ہو گئے تھے۔ تو اس نے معاملہ کو گلڈ ہال کے آندر مین تک پہنچایا۔۔۔“
سر کرستوفر قطع کلام کہہ کہنے لگا۔ ”جان من تم اس بات کو بھول جاتی ہو۔ کہ تم اب لیڈی بلیٹ ہو۔ مگر جلدے نو۔ اس ناگوار مضمون کو ترک کرو۔“

وہ بولی۔ ”یہ ملک مضمون ترک کرنے ہی کے قابل ہے۔ میں بتاتی ہوں۔ اب ہمیں کیا ذکر کرنا چاہیے۔“

”ہاں میری سب پیاری۔ بھلا وہ ذکر کیلئے؟“

”اے اتم نے سب پیاری کہا تھا۔“ لیڈی بلیٹ پیچھ کو کہنے لگی۔ ”تو کیا تمہارا اور بھی کسی سے پیار ہے؟ سر کرستوفر کیا ایسی باتیں سننے کے لئے ہی میں نے سب کچھ چھوڑ کر تم سے

شادی کی تھی؟ شرم نہیں آتی۔ کہ تم میرے ایثار کی یہی قدر کرتے ہو۔“
سر کرستوفر نے ملائیت کے لہجہ میں کہا۔ تمیری جان میں اس کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں
کہ جب میں نے تم سے لیڈی بلنٹ بننے کی درخواست کی۔ تو اس کے لئے تمہیں کسی خاص ایثار
کی ضرورت تو پیش نہ آئی تھی۔“

وہ کہنے لگی۔ ”واہ! یہ سمجھتے ہو۔ کہ میں نے ایک اعلیٰ ملازمت کو ترک کرنے میں کچھ کم ایثار
سے کام لیا تھا؟ چوبیس پونڈ سالانہ تنخواہ کے ملتے تھے۔ اور پھر ممکن تھا کہ میری شادی کسی
ڈیوک یا شہزادے سے ہو جاتی۔“

سر کرستوفر دل میں کہنے لگا۔ ”کاش تم اس ڈیوک یا شہزادے کو چھوڑ کر میرے حصے میں نہ
آتیں۔ کیونکہ اس ڈیوک یا شہزادے کی حالت بھی ہرگز قابل رشک نہ ہوتی۔“ مگر ظاہر میں
اس نے کہا۔ ”خیر میری جان اس جھگڑے کو طے کر دو۔“

”سر کرستوفر“ جھگڑا تو عورت نے اپنے سر کو سخت آمیز طریق پر ملا کر کہا۔ ”میں خود کسی لفظی
تکدار کو پسند نہیں کرتی۔ میں ذکر کچھ اور کرنے کو تہی۔ کہ تم نے ناحق ایک ستا خانہ کلمہ کہہ کر
مجھے آرزو کر دیا۔ تو کہ یہ تھا۔ کہ میں اس گوشت۔ چرنے اور کبابوں کو بالکل پسند نہیں کرتی
انہیں دیکھ کر تو میری جھوک زایل ہو گئی ہے۔ میں چاہتی ہوں۔ آئندہ میز پر اس سے بہتر
چیزیں رکھی جائیں۔ سر کرستوفر ذرا گھنٹی تو بجاؤ۔“

”میری بیاری چارلٹ۔۔۔“
”سر کرستوفر میں غم دیتی ہوں۔ تم گھنٹی بجاؤ۔“ لیڈی نے اپنے شوہر کی طرف تہہ آلود
نظر سے دیکھ کر کہا۔

ناچار اس غریب کو گھنٹی بجانی پڑی۔ اس نے ایک سرواہ کھینچ لیا کیا۔ اور گھنٹی
کی آواز سن کر نوکرا حاضر ہوا۔

اس سے مخاطب ہو کر لیڈی بلنٹ نے حکمانہ لہجہ میں کہا۔ ”جان۔“
”جی حضور۔“

”مسٹر بوڈکن سے کہہ دو۔ فوراً یہاں حاضر ہو۔“ پدمراج عورت نے شان رعنائی
سے کہا۔

”بہت اچھا حضور۔“ اور اتنا کہہ کر نوکرا وہ سے چلا گیا۔ وہ دل میں شکر گداز کرتا۔ کہ

بیکم صاحب کا قہر مجھ پر نازل نہیں ہوا۔
تھوڑی دیر میں مسٹر بوڈکن کرہ میں داخل ہوئی۔ وہ ادھیڑ عمر کی موٹی تارنی عورت تھی اور
سرکسٹوفر کے ہاں بڑی خادمہ کا فرض سرانجام دیتی تھی۔
لیڈی بلنٹ نے اپنے خوشنما چہرہ کو بگاڑ کر نہایت خوفناک بنایا۔ اور حکمانہ لہجہ میں لہی
”مسٹر بوڈکن۔“

”بیکم صاحب۔“

”یہ گورنٹ جو تم نے تیار کیا ہے بالکل فضول ہے۔“
”جی۔“

”اور یہ چونہ مرغ ایسا ہے کہ دیکھنے سے نفرت آتی ہے۔“
”اچھا۔“

”اور انڈے تو بالکل ہی لغو تھے۔“

”آپ بچہ ایسا کہتی ہیں؟“

لیڈی بلنٹ کہنے لگی ”تو کیا میں مذاق کر رہی ہوں۔ دیکھو مسٹر بوڈکن میں تمہیں صاف
لفظوں میں بتا دیتی ہوں۔ میں کھانے کی چیزوں کا خراب کیا جانا پسند نہیں کرتی۔ اگر تمہیں بازار
سے ابھی نہیں ملتیں۔ تو کوئی اور دکاندار تلاش کر لو۔“

مسٹر بوڈکن یہ سمجھتی تھی۔ کہ میں نے ان چیزوں کو خاص محنت اور جان نثاری سے تیار کیا
ہے۔ اسے ان کی نفاست اور لذت پر ناز تھا۔ اس لئے یہ اعتراضات سن کر اسے سخت حیرت
ہوئی کہنے لگی ”بیکم صاحب مسٹر سنگمز جس کے ہاں سے میں خوراک کی چیزیں منگاتی ہوں
رئیس گھرانوں کو سامان مہیا کرتا ہے۔“

مالک مکان نے پہلے مسٹر بوڈکن اور پھر سرکسٹوفر کی طرف قہر آلود نظر سے دیکھ لکھا
”بلے۔ اگر وہ نام نہاد رؤسا مسٹر سنگمز کی فضول چیزیں کھا سکتے ہیں۔ تو مجھے پتہ نہیں
ایسا برا کھانا لیڈی بلنٹ بہر حال نہیں کھا سکتی۔“

تھوڑی دیر کے لئے ایک خوفناک وقفہ حائل رہا۔ مسٹر بوڈکن اتنی حیرت زدہ تھی۔ کہ
نہیں جانتی تھی میں سر کے بل کھڑی ہوں یا پاؤں پر سرکسٹوفر اس قدر مرعوب تھا۔ کہ
اسکی سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ جو کچھ میں سن رہی ہوں صحیح ہے یا غلط۔ اور لیڈی بلنٹ دونوں

کی طرف فاتحہ اندازتے دیکھ رہی تھی۔

آخر سر کرسٹوفر نے ہی جہاں کر کے رکتے رکتے کہا: ”لیکن... میری جان... میری پیاری یقیناً تم یہ نہیں چاہتی ہو... میرا مطلب یہ ہے تم ایسا نہیں کر سکتی ہو... میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک مضبوط قوت فیصلہ رکھنے والی...“

”قوت فیصلہ کئی جہنم میں“ لیدی بلنٹ نفرت سے قطع کلام کر کے بولی: ”میں جانتی ہوں میں کیا کہہ رہی ہوں۔ اور سنسز بوڈکن دیکھو۔ میں تمہیں حکم دیتی ہوں۔ آئیدہ اس سنگڑ کے مائل سے کوئی سودا نہ آئے۔ اگر تم اس سے بہتر چیز نہیں لاسکتی ہو۔ تو آج ہی اپنا بوریا بستر باندھ لو۔ اور زحمت کی ٹھان لو“

سنسز بوڈکن بڑی کفایت شعار عورت تھی۔ اور اس نے عرصہ دراز کی ملازمت میں اپنی عمر کے لئے گذارے لائق سرمایہ جمع کر لیا تھا۔ ان حالات میں وہ لیدی بلنٹ کے جارحانہ سلوک کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔ کہنے لگی: ”میرا بیٹا اگر زحمت ہی کا سوال ہے تو حقدار عہدہ مجھے اجازت دی جائے۔ میں زحمت ہو جاؤنگی۔ اگر آپ کا میرے کام کو اطمینان نہیں۔ تو میرا یہاں رہنا یکساں رہے۔ میں آج ہی استعفیٰ پیش کرتی ہوں۔“

”استعفیٰ“ لیدی بلنٹ نے الال بھوکا ہو کر کہا۔

خادمہ کہنے لگی: ”اے میں میرا استعفیٰ یہی نتیجہ انتہا ہے۔ اگرچہ ممکن ہے۔ آپ نے اسے اچھی طرح سمجھا نہ ہو۔ کیونکہ آپ خیر سے تھوڑے ہی دنوں میں حکمران کی عمارت ہوئی ہیں۔“

”بجنت بناشدنی! لیدی بلنٹ نے چیخ کر کہا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس پر بارش جوش کے صرع کا دورہ طاری ہونے والا ہے۔“ سر کرسٹوفر تھیں ذرا شرم نہیں آتی۔ کوئی ان کی طرح ٹھوڑے ہو۔ اور ایک کنیز مجھ سے اس قسم کا گفتگو نہ سنا کر سکتی ہے۔ میں حکم دیتی ہوں۔ راستے ابھی گردن سے پکڑ کر نکال دو۔“

اب خود سنسز بوڈکن کو بھی غصہ آ گیا تھا۔ کہنے لگی: ”گردن سے پکڑنے کی کیا حاجت ہے اور مجھے گردن سے پکڑ بھی کون سکتا ہے۔ میں گیارہ سال سے سر کرسٹوفر کے مائل ملازم ہوں اور جانتی ہوں وہ اتنے شریف ہیں کہ ایک وفادار خاندان پر تھانہ نہیں اٹھا سکیں گے البتہ میٹم اتنی ذلیل ہو۔ کہ تیار رہے۔ میں میرا ایک دن بھی گندرا ہونا مشکل ہے۔ تم چاہو۔ جی تو میں تمہارے مائل نہیں رہ سکتی۔“

اتنا کہ کر سربو دس کر ٹی ہوئی مکرہ سے نکل گئی آمد جاتے وقت دروازہ بھی کھلا ہی رہتا تھا
 سرکسٹو فریڈی بٹلے آسو بہاتے ہوئے کہا تھنی زندہ ہے کہ یہ آسو مشرکے نہیں
 کرتے تھے۔

”ہاں میری جان“ سرکسٹو فریڈی اس نظارے سے اتنا خائف ہو کر گویا بیہوش ہونے کے
 قریب ہو۔ بڑی عاجزی سے کہا۔

”سرکسٹو فریڈی تم جا رہا ہو... تم وحشی ہو!... تم بے رحم ہو! اس کی بہت سی بیوی بیاہ
 روتے ہوئے کہنے لگی۔

”میری بیوی... میری جان! سرکسٹو فریڈی رکے رکے جواب دینے لگا جانتی ہو
 مقصود میرا نہیں تھا جو کچھ ہمارہ کہا ہے اپنے ہی جوش کا نتیجہ تھا“
 ”میرے جوش کا“ چارلس نے زور سے تھپا کر کہا اور اب وہ اپنے عقد کو ضبط کر کے سرکسٹو
 فریڈی بٹلے کی آنکھوں میں ڈال دیا اس نے اس کے رخساروں کو نوچ ڈالا۔

”لیڈی بٹلے! بالخصوص شخص نے اپنے آپ کو اس کے جوش اور قہر سے بچانے کی جدوجہد
 کرتے ہوئے کہا۔

”نئے میں چارلس اپنی حرکت سے ریجیدہ اور شرمسار ہو کر پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گئی تھی
 اگرچہ اس کی خصلت اتنی کینہ تھی کہ اسے اس پرندہ ایشیا کی محسوس نہ ہوئی۔ کہنے لگی میں امید
 ہوں۔ یہ سب تمہارے لئے خوشخبری ہوگا“

سرکسٹو فریڈی نے اپنی جیب سے سفید ریشی دھال نکال کر چہرہ کا خون پونچھا۔ مگر دل اتنا بھرا ہوا
 تھا کہ منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا اس کے ساتھ جبروت آمیز سلوک جو اوہ اسے بہت
 محسوس کرتا تھا۔ لیکن بے بس اور محذور تھا۔

اب یہ وہ دن ایک دوسرے کے سامنے خاموش بیٹھے تھے اور نہ معلوم خاموشی کا یہ
 وقفہ کس قدر ناگوار ثابت ہوتا۔ مگر میں اس وقت صدر دروازہ پر کسی کے بہت زور سے
 دستک دینے کی آواز سنائی دی۔ اس زور سے کہ نہ صرف وہ مکان بلکہ آدھا جرمین سٹریٹ اس
 آواز سے گونج اٹھا۔

چرنٹ کے عرصہ میر فامون نے اندر داخل ہو کر کہا ”ایک صاحب جوشت گاہ میں
 ہیں نہایت فوری کام پر فوراً ہی آچکے ہیں چاہتے ہیں“ یہ کہتے ہوئے اس نے میز پر ایک

ملاقاتی کارٹو لکھا جس پر کپتان اوہلڈ ریس کا نام لکھا ہوا تھا۔

سر کرسٹوفر کہنے لگا: ”جان۔ ان سے کہہ دو میں ابھی آتا ہوں۔“

نور کا تاب بجایا اور چلا گیا۔

لیڈی بلنٹ اسی غرتہ میں لیجے میں کہنے لگی: ”مے جانتے ہو کون ہے؟“

سر کرسٹوفر نے پہلے سے بہت زیادہ چلیمانہ انداز سے جواب دیا: ”نہیں۔ میں تو نہیں

سمانتا۔“

لیڈی بلنٹ کہنے لگی: ”سر کرسٹوفر غصہ کو متھوک دو۔ میں کسی کی ناراضگی پر دانت نہیں

کرسکتی۔ تم نے جو بے جا حرکت تھی اس کے لئے نہیں زور دے پشیمان ہو رہی ہو گی اس لئے

میں نہیں نڈل سے معاف کرتی ہوں۔ اس کے ثبوت میں آؤ میں تمہارے چہرہ کے زخموں پر

مرہم کا پلاستر لگا دوں۔“

یہ کہتے ہوئے بیگ صاحب اپنے ناخوڑ کو اس انسان سے دیکھنے لگیں کہ معلوم ہوتا تھا

ایک اور وار کی تیاری کر رہی ہیں۔ بد نصیب شوہر نے اس خطہ کے لئے جو حقیقت میں اس

سے زور نہ ہوئی تھی معافی مانگی اور چار لٹنے وہ معافی دی جو حقیقت میں اسے طلب کرنی

چاہیے تھی۔

چند منٹ مصنوعی پیادہ اور بوس کا رکاز سلسلہ جاری رہا آخریہ نقل ختم ہوئی تو بیگ

صاحب نے اپنے زن مرید شوہر کے رخسار میں بڑبڑ و وعدہ مرہم لگا دی۔

سر کرسٹوفر نے آتش دان پر رکھے ہوئے آئینہ میں صورت دیکھی۔ پلاستر لگا ہوا چہرہ اس

دقت آئینہ بد نما معلوم ہوتا تھا کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ کچھ تو پہلے ہی صدمت پر زور برستا تھا اب

لیڈی بلنٹ کے لگائے ہوئے پلاستر نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا۔ اس پر سر کرسٹوفر کی بھر پور

پوشاک نے ان کی صورت اتنی مضحکہ خیز بنا رکھی تھی کہ جس وقت حضرت نشہ نگاہ کی طرف

چلے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جہنم واصل ہونے چاہیے ہیں۔

کپتان اوہلڈ ریس

باب ۶۱

کپتان اوہلڈ ریس آئرش نسل کے کوئی صاحب تھے۔ اور ان کا اپنا بیان یہ تھا کہ

زردی جزائریں میری وسیع جائداد ہے۔ لیکن چونکہ خود کپتان صاحب اپنے دوستوں سے
وقتاً ایک ایک دو دو پونہ قرضہ کے طلبگار رہتے تھے اس لئے کہ ہم اُس حلقہ جاپے یہ حقیقت
مخفی نہ تھی کہ آپ کی جائداد کی نامی مسلسل وصل نہیں ہوتی خصوصاً اس لئے کہ اگر کبھی کپتان
صاحب کو کسی دوست سے پورا ایک پونہ نہ مل سکے تو نصف کروڑ یا ڈیڑھ شت کے قرض
لینے میں بھی تامل نہ کرتے تھے۔ مگر اس کے باوجود جب کبھی آپ اپنی وسیع اراضی کا ذکر کرتے تو
تو حاضرین میں کسی کو انکار یا شبہ کی مجال نہ ہوتی تھی۔ کیونکہ کپتان صاحب بڑے جبار اور
تھے خدا داسی بات پر دیکھ کر لڑنے کو آمادہ ہونا ان کی عادت میں داخل تھا۔ چنانچہ مشہور تھا
کہ ۳۰ دیکھ وہ خود لڑ چکے اور ۲۰ دیکھ لیسے تھے جن میں نصف زمینیں ہیں بے ایک کے مددگار
عمران کی ۴۰ سال کے قریب اور چہرہ بہت غضبناک تھا۔ چند با بالکل گنجی۔ لیکن کنپٹیوں کے
قریب اور کنارے سامنے سرخ رنگ کے بالوں کے گچھ بندھا رہتے۔ اسی رنگ کے بڑے جگر
کلچے تھے اور جو جھیل کا خرتاک جو ناگ کی طرح سرخ بالائی ہونٹ پر مقرب دم ایسا نہ کی
طرح نظر آتا تھا۔

کپتان صاحب کا قد لمبا بدن اکہرا لیکن ساخت نہایت مضبوط تھی۔ ہمیشہ اگر ذکر چلتے
اور ان کا فوجی کوٹ پولینڈ والی کے نیشن کا تھا یعنی اُس پر فیتے لگے ہوئے تھے۔ خاکستری
تیلون پر بھی اڑی سرخ و سیاہ پان موجود تھیں۔ شکل و صورت سے واقعی کپتان معلوم ہونے
تھے اور اسی لقب سے لوگ انہیں مخاطب کرتے تھے۔ لیکن یہ بات کہ انہوں نے اپنی فوجی
خدمات کہاں سر انجام دیں۔ عوام سے اسی طرح پوشیدہ تھی جیسے اُن کی وسیع اراضی کی تقا
ادوں باتیں ایک ناقابل حل رائے تھیں اور کسی کو اس مفہم کے حل کرنے کی جرأت بھی نہ
ہوتی تھی۔ کوئی نہ جانتا تھا کہ اُن کا تعلق کس رجمیٹ سے رہا اور اپنے طور پر وہ یہ کہہ چھوڑتے
تھے کہ اب میں ٹوٹے ٹپے نہیں ہوں میں یہی میان کاٹی کھا جاتا تھا۔

لیکن ایک سادہ گودقائے نویں کی حیثیت میں ہمارے لئے یہ بیان کرنا لازمی ہے کہ
بعض حلقوں میں ... خدا معلوم بدگوئی کی نیت یا کسی اور غرض سے ... لوگ بے انتساب
میں کہا کرتے تھے کپتان اور ملٹریس کا کبھی کسی فوج سے تعلق نہیں رہا۔ اداؤں کا یہ خرتاک
نام بھی فرضی ہے۔ اُن کے پس پشت لوگ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اُن کی جائداد کا جو کوئی
خیال ہے اور بعض تو اس قدر خست کا اظہار کرتے کہ کہا کرتے تھے یہ شخص کسی زمانہ میں دہلی کا

گلبربان تھا اور اس کا اصلی نام ٹیڈی او فلیمرٹی تھا۔ ہم نے یہ باتیں محض اس لئے دہج کی ہیں کہ معاملہ کا ہر ایک پہلو ناظرین کے سامنے آجائے۔ اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ بدگوئی کی مادی بجز دنیا میں عام طور سے پائی جاتی ہے۔

جو کچھ بھی ہو اس میں کلام نہیں کہ کپتان اربلنڈر میں لندن میں خاص اہمیت کے آدمی سمجھے جاتے تھے باغ سے گذرتے تو سیر کرنے والے صندوق انہیں سلام کرتے تھے۔ ہانڈ سٹریٹ کے مانگے اُن سے مصافحہ کرنا موجب فخر سمجھتے تھے اور ورم وڈ سکر میں ملبن کا سن یا بیڑسی فیلڈس کے میدانوں میں جب کبھی کوئی ڈوئل ہو آپ کو بحیثیت نائب ضرور مقرر کیا جاتا تھا۔

یہی وہ صاحب تھے جو شیش گاہ میں اس وقت بڑے عورتاں کے انداز سے کھڑے تھے کہ سرکسٹو فرمبٹ اندہ داخل ہوا۔

اسے آتا دیکھ کر کپتان صاحب نے مومچوں کو بل دینا چھوڑ دیا اور دیر تک سرکسٹو فرمبٹ نیم مٹھکھ خیز نیم افسردہ صورت کو جو ایسی تھی کہ اس پر ہر شخص کی نظر اٹھنی یقینی تھی کھدک دیکھنے لگے۔

آخر یہ معاملہ ختم ہوا۔ تو کپتان صاحب نے زوردار آرش بھیج میں مغرباںک طریق پر کہا "سرکسٹو فرمبٹ آپ کو میرا کارڈ مل گیا؟"

"جی ہاں۔ ایک کارڈ مجھے کپتان اربلنڈر میں کی طرف سے موصول ہوا ہے۔" سرکسٹو فرمبٹ نے جو ابھی اس وقت حیران تھا کہ اس عجیب و غریب ملاقاتی ہی کو کپتان سمجھتا کوئی اور۔

"اور یقیناً میں ہی کپتان اربلنڈر میں ہوں؟" فوجی افسر نے بیستو مومچوں کو ناواؤتے ہوئے کہا "نہیں اپنے دوست کپتان مورفانت کی طرف سے آیا ہوں۔ جو بڑے عزت دار آدمی ہیں۔" یہ کہتے ہوئے کپتان نے بدغیب سرکسٹو فرمبٹ کی طرف خشم گیس نظر سے دیکھا جبکہ مطلب شاید یہ تھا کہ خبردار اس بارہ میں اظہار شک نہ ہو۔

غریب نمٹ کچھ تو پہلے ہی پوری کی مار سے ہشت زدہ تھا۔ اس ختم آلود نگاہ سے اور بھی زیادہ مرعوب ہو کر کہنے لگا "بیشک آپ بجا فرماتے ہیں؟"

صانع ہے کہ جوں جوں ملاقاتی کے چہرہ پر غصہ کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔ سرکسٹو فرمبٹ

کی حالت غیر ہوئی جاتی تھی۔

انتہی میں کپتان صاحب نے جھڑکھا "مطقتوں کی قسم اٹھا ہوا۔ تم نے اس بارہ
میر کسی شک کو جگہ نہیں دی۔ درندہ معلوم ہو جاتا تو غلطی پر ہو۔ سرکسٹو فرسیری آمد کا
مطلب یہ ہے کہ کپتان مور دانت کو اپنی بہن کے معاملہ میں آپ بے دخلی کی شکایت ہے
اور انہوں نے اس مختصر معاملہ کے تصفیہ کا کام اپنی طرف سے میرے سپرد کیا ہے۔"
سرکسٹو فرسیری اندیشوں کے زیر اثر اتنا خوفزدہ تھا کہ الفاظ نوک زبان پر اگر روک
جانے تھے۔ یہ خارجی کڑا کر کے کہنے لگا "مجھے یقین ہے کپتان مور دانت کو آپ سے بہتر
دوست دل مل سکتا تھا۔ لیکن میں امید کرتا ہوں... میرا مطلب یہ ہے..."

"مطلب کیا؟ کپتان نے ایک دو قدم آگے بڑھ کر اس کے چہرے کو قہراً نوڈ نظر سے
دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! کچھ نہیں... میں صوف... یہ کہتے ہوئے فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر سر
نصرین حفاظت ایک مینر کے پیچھے ہو گیا کیونکہ وہ ڈرنا تھا کہ اس اوبلنڈر بس وائے کو بیٹھے۔
"صوف کیا؟ کپتان نے اور آگے بڑھ کر زور سے کہا "مگر تم اس طرح دوڑے
کیوں جاتے ہو؟ میں نہیں کھا تو نہ مل سکا"

سرکسٹو فرسیری نے معاف فرمایا "میرا یہ تو مطلب نہیں ہے کہ آپ جیسا شریف
آدمی حقیقی معنوں میں مجھے کھانے کا سگر بہتر ہو آپ اپنی آمد کا مدعا وہیں سے ذرا صاف
نقطوں میں بیان کر دیں۔"

"بیوی کی قسم یہ کام کچھ مشکل نہیں۔ کپتان اوبلنڈر نے کہا "میری آمد کا مدعا یہ ہے
کہ کپتان مور دانت کی اپنی بہن سے جو ایک ہر دو عزیز خاتون ہے۔ بڑی محبت ہے
میں ابھی ماں مومن سن رہی ہیں ان کے ماں کھلا کھا کر آتا ہوں۔ پچھلے دنوں جب تم نے
میں مور دانت کو شرمناک طریق پر دھوکہ دیا تو وہ اپنے والد کے مکان پر کوئی مارا میں جو
ایک پر فساد مقام ہے جیل گئی تھی۔ اور کرسٹو فرم نے اس وقت میں جو ایسے شادی
کرنے کی جملے ایک فادہ کے ساتھ فرار ہونے کی جو حرکت کی وہ بہت شرمناک
تھی..."

سرکسٹو فرسیری نے کلام کر کے کہنے لگا "کپتان اوبلنڈر نے دیکھے جس کا آپ کو کر رہے

ہیں اُس کا نام اب لیڈی بلنڈ ہے۔“

”ہاں اور وہ تم سے بہت اچھا سلوک کرے گی یا کپتان نے نفرت سے کہا مگر جیسا کہ کہہ رہا تھا اس مور دانت اب بھر لنن کو داپس لا گئی ہے۔ مگر تم نے اُس سے جو بدسلوکی کی تھی اس کا اُسے سخت رنج ہے اور اس کے بھائی نے اس بدسلوکی کا بدلہ لینے کا حکم ارادہ کر لیا ہے۔ اس وقت یہ تم سے یہی پوچھنے آیا ہوں کہ مور دانت سے تمہارا مقابلہ دم دوسرے میں ہو۔ یا دسلن کا من میں۔ وقت صبح کے آٹھ بجے کا مقرر ہوا ہے۔“

اب تک سر کرسٹوفر تصویر حیرت بنا کھڑا تھا۔ مگر اب جو ادلی مرتبہ کپتان ادلیڈ میں آئی اور کا مطلب اس کی سمجھ میں آیا تو اس کا دماغ چکر میں آ گیا۔ ٹوویل رٹنے سے اُسے دلی خوف تھا اس صورت میں لکھی احساسات کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہو سکتا۔ کپتان نے اس بے پروائی سے گویا وہ کسی کھیل تماشا کا انتظام کر رہا ہو کہا۔ سر کرسٹوفر تم بچتے وعدہ کرو یا اگر کسی دوست سے مشورہ لینا ہو تو اس کا نام لو میں تمہارے اس دوست کے پاس جاکر فیصلہ کر لوں گا۔ دیکھو صبح کو معمول سے سویرے کھانے سے فزع ہو جانا۔“

”کھانا؟ سر کرسٹوفر نے کھوکھلی آواز میں کہا۔“ بھلا اس صورت میں کھانا کھانے کا کیا ذکر ہے کہ ان گولی کھانے چارٹا ہو۔“

”قسم ہے طاقتوں کی تمہاری مینطق میری سمجھ میں نہیں آئی۔“ جبکہ کپتان نے اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ”دیکھو ہمارا وقت بے فائدہ ضائع ہو رہا ہے۔ ہمیں تو چاہیے تھا بلنگ اس معاملہ کی تفصیلات طے کر کے سپتوں کی آزمائش کر لیتے۔“

”سپتوں کی؟“ سر کرسٹوفر نے کر لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اُس کا جبرٹا مارے خوف کے جھج گیا اور چہرہ غیر معمولی طور پر لمبوتراسا ہو گیا۔

”یہ سب کی قسم کیا تم سپتوں کی بجائے کسی اور چیز سے لڑنا چاہتے ہو؟ کپتان نے گرج کر پوچھا۔

”سپتوں؟“ سر کرسٹوفر نے سر سے پاؤں تک کانپتے ہوئے کہا۔ ”مگر سپتوں سے تو جان کا خطرہ ہو گا۔“

”تو کیا تم موت سے ڈرتے ہو؟ کپتان اولیڈر بس نے سرکسٹوفر کی طرف حقارت کی نظر سے دیکھتے اور اپنی سرخ موچھوں کو تان دینیے ہوئے پوچھا۔

سرکسٹوفر کہنے لگا ”نہیں میں اتنا بزدل تو نہیں ہوں۔ جتنا آپ خیال کرتے ہیں لیکن بہر حال میں اس دہانے مور و انت کے ساتھ ہرگز رونا نہیں چاہتا۔ میں قانون کی حفاظت طلب کروں گا۔۔۔ میں اپنے انحال کا خود جواب دہ ہوں۔۔۔ جس سے میری مرضی تھی۔ اس سے میں نے شادی کر لی۔ میں کسی سے ڈرنے والا آدمی نہیں ہوں۔“

کپتان اولیڈر بس کے چہرہ پر ان لفظوں سے انتہائی تعجب کے جو آشکار پیدا ہوئے انہیں سرکسٹوفر نے غلطی سے اندیشہ پر محمول کیا اور ذرا حوصلہ پا کر جی کڑا کر کہنے لگا ”ہاں میں قانون کی حفاظت طلب کروں گا۔“

کپتان نے کہا ”کیا تم مقابلہ میں آنے سے خوف کھاتے ہو۔ یہ تمہارا مطلب ہے؟ دیکھو اگر بات ہے تو پیچھے ہیرے ساتھ دو دو ٹکڑے مرنے کو تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ میرے دوست کے مقابلہ میں آنے سے تمہارا انکار کرنا خود میری توہین میں داخل ہے۔“ یکے کے بعد کپتان صاحب خوفناک طریق پر سرکسٹوفر کی طرف بڑھے۔

سرکسٹوفر نے دوڑ کر آستان سے ایک لوہے کی سلف ماتھے میں لے لی اور دوڑ سے ہی چلا کر کہا ”دیکھئے خبردار مجھ پر ہاتھ بٹھانے کی جرأت نہ کیجئے کپتان۔ اولیڈر بس میں اس قسم کا گستاخانہ سلوک برداشت نہیں کر سکتا۔ میں خود کسی زمانہ میں شرف کے ہند پر رہ چکا ہوں اور ایک یا دو پورٹ سوکن کا امیدوار بننا تھا۔ میں ایسا دیا آدمی نہیں ہوں۔۔۔“

کپتان صاحب نے گرج کر کہا ”تم جیسے ہی ہو صورت سے ظاہر ہے مگر تم بہت جلد اپنے کسی دوست کا نام لو۔ ورنہ میں تمہارے بدن میں ایک بڑی تانت نہ جھونڈوں گا۔“

”اچھا میں بتاتا ہوں۔۔۔“ سرکسٹوفر نے کسی طرح اس خوفناک ملاقات سے نجات حاصل کرنے کی سبیل پیدا کرنے کے لئے کہا ”تم میرے بھتیجے فرینک کرٹس سے ملو۔ اس کا دعو ہے کہ میں نے ڈوئل کو کمیت لوگوں کو کدیر کیا ہے۔“

”طاف توں کی قسم ایسا ہی آدمی مجھے پسند ہے۔ کپتان کہنے لگا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا

کہ جیبت تم اور میرا دوست مور دانت ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے ہو گئے۔ ہم دونوں الگ ہو کر تفریحاً چند گویاں چلاؤ گئیں گے۔ مقدس صلیب کی قسم یہ تو ایسا انتظام ہے جس کا میں دل سے طلبگار تھا۔ اور جس امید کرتا تھا کہ تمہارے بھتیجے کو بھی انکار نہ ہو گا۔ مگدہ کہاں رہتا ہے؟

سر کرستوفر نے اضطراب کی حالت میں مسٹر فرنیٹک کڑس کا پتہ بتایا۔ اور کپتان بلڈز اس خیال سے بہت خوش ویاں سے رخصت ہوا کہ میرا ایک ایسے مشہور رہبر و آغا سے ملنا بڑے دلچسپ ہے جیسا کہ سر کرستوفر کا قابل قدر بھتیجا انعام معلوم ہوتا تھا۔

کپتان ایلڈرین مختلف بانداروں کو ملے کرتا ہوا اس مکان پر جس کا سر کرستوفر بلڈز نے پتہ دیا تھا پہنچا تو اس کے چہرہ نے باطنی جوش کے زیر اثر ویسی ہی خوفناک صورت اختیار کر لی تھی جیسی سر کرستوفر بلڈز کی ملاقات کے وقت تھی۔ مکان پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ مسٹر فرنیٹک کڑس حسن اتفاق سے گھر میں ہیں۔

جس نوعمر خادم نے دروازہ کھولا۔ وہ کہنے لگا: ”وہ ابھی خرابی گاہ سے باہر نہیں گئے۔“ کپتان خوفناک لہجہ میں بولا: ”کیا مضائقہ ہے مجھے یقین ہے تمہارا آقا مجھے ملے بہت خوش ہو گا۔ یقیناً مجھے اس بارہ میں غلطی نہ ہوئی ہوگی؟“

”دکھنے پر بوجھا۔“ میں انہیں آپ کا نام کیا بتاؤں؟“ کپتان نے کہا: ”میں خود ہی چلا جاتا ہوں۔ بناؤ تمہارا آقا کس منزل میں رہتا ہے؟“ ”بہلی منزل میں اور خواجگاہ بھلی طرف کو واقع ہے۔“

”دیوبند کی قسم تم بڑے ہشیار لڑکے ہو۔“ کپتان کہنے لگا: ”تمہارا آقا تم پر جتنا فخر کرے گا ہے۔ میں اگلی مرتبہ آؤں گا۔ تو ضرور تمہیں مجھے نیاں انعام دوں گا۔“

اتنا کہہ کر کپتان ایلڈرین زینہ کے راستہ خواجگاہ کی طرف چلا۔ اور ہنچکر اس نے عقبی کمرہ کے دروازہ پر اس زور سے دھک دی گویا کوئی دروازہ کو توڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔ اندر سے جواب ملا: ”چلے آؤ۔“

کپتان صاحب اگر نہ ہونے کو وہیں داخل ہوئے اور دیکھا کہ مسٹر فرنیٹک کڑس بڑے پیہ پیٹھے سامنے ایک میز پر کھانے کی چیزیں رکھے صبح کا ناشتہ کر رہے ہیں۔

کپتان نے دوسرے ہی چالے دانی کے قریب رکھی ہوئی دسکی بوتل کو دیکھ کر کہا

تیسویں کی قسم تم میرے دل پسند آدمی ہو۔ پھر کمرہ میں داخل ہو کر اور دروازہ بند کر کے وہ بلیک کے قریب پہنچا۔ اور اپنا چرمی دستانہ اتار کر کہنے لگا "مستر کرسس! فقہ ملاؤ۔ ہماری دوستی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔"

مستر فزیک کرسس نے کپتان کا ہاتھ خوشی سے اپنے ہاتھ میں لیا۔ کیونکہ اگرچہ وہ پہلے اس کے بے نیماش کردہ میں ٹھس آنے سے نیز اس کی خوفناک صورت کو دیکھ کر کسی ذرا گھبرایا تھا مگر اب اس کے جواب اس کی بے تکلفی کو دیکھ کر بڑی حد تک اس کا اطمینان ہو گیا۔

کپتان نے بے فکر سے ایک کرسی بلیک کے قریب کھینچ لی۔ وہ نے ٹوپی اتار کر اس میں رکھ دیئے اور پھر ٹوپی کو میز پر رکھتے ہوئے کہنے لگا "کیوں مستر کرسس مزاج کیسا ہے؟" فزیک نے جو خود ایسی ہی بے تکلفی کا عادی اور شائق تھا۔ کہا "شکر ہے۔ یہ کہوں تھا کہ لے کیا منگاؤں۔ چائے کی پالی لوگے یا وکی پیر گے؟"

"پوتمن۔ میرے دوست پوتمن ہی بہترین چیز ہے۔" کپتان نے شراب کی بوتل کو ہاتھ ڈالتے چمکے کہا۔

کرسس کہنے لگا "دیکھو گے کس مزے کی شراب ہے۔ یہ بوتل کل رات میرے دوست روسی سیفر نے تحفہ کے طور پر بھیجی تھی۔"

"میں تم دونوں کو سلام کرتا ہوں۔" کپتان نے کہا۔ اور اس کے بعد بھرا ہوا گلاس ایک ہی بار پی کر کہنے لگا "یسوع کی قسم واقعی مزے کی چیز ہے۔"

فزیک اس انداز سے گویا وہ اس کا ہمیشہ سے واقف ہو۔ کہنے لگا "میں تو مزے سے پہلے جاؤ۔ جہاں سے یہ بوتل آئی تھی اسی جگہ سے میں اس کی بہت سی مقدار طلب کر سکتا ہوں میرے دوست پرسن سیفر کے خادم بڈھے برانڈ کو کوئلے سے کہا تھا کہ آقا کا حکم ہے ذخیرہ سے جتنی بوتلیں درکار ہوں۔ منگا لیجئے۔ سچ پوچھو۔ تو میرا ہنر ٹیبلنگ سے بہت گہرا یا رانہ ہے۔ صبح سے شام تک اچھا کی دعوت کے تقاضے ہی ختم نہیں ہوتے۔"

کپتان قطع کلام کر کے کہنے لگا "بہ شک مستر کرسس میں دیکھتا ہوں میرے دوستوں میں تم سب سے طبعاً طبیعت رکھتے ہو۔"

فزیک نے بڑے مخمخہ سے حاضری کی چیزیں کھانے ہوئے کہا "مگر دوست تمہارا نام تو ابھی تک مجھے معلوم نہیں ہوا۔"

کپتان نے اس دسکی کا جراباس کے شراب خانہ سے منگائی گئی تھی ایک اور گلاس ختم کرتے ہوئے کہا ”مجھے کپتان اور بلڈر بس کہتے ہیں“
یہ نام سنکر کرٹس کا جوس ڈراسر دپ گیا۔ کیونکہ وہ اس نام کو ڈوئل رٹنے والوں کے نزدیک میں کئی بار سن چکا تھا۔ کہنے لگا ”کپتان صاحب میں تم سے مل کر بہت خوش ہوا۔ مگر تم نے اپنے کام کی ذمیت تو بیان ہی نہیں کی۔۔۔“

کپتان قطع کلام کر کے بولا ”وہ ایسی کیا جلدی پڑی ہے۔ میں عنقریب اس کام کا ذکر کرتا ہوں۔ تمہارے چچا سر کرسٹوفر لینٹ نے مجھ سے تمہاری بڑے زوردار بکدیوں کہنا چاہتے نہایت خراشاہانہ لفظوں میں تعریف کی تھی“

”اچھا“ سر کرٹس نے جبرت زدہ ہو کر کہا۔ اُسے حیرت اس لئے تھی۔ کوئی ہفتوں سے اسکی چچا سے ملاقات نہ ہوئی تھی اور دونوں کے تعلقات بھی اب چنداں خوشگوار نہ تھے۔

”ملاقاتوں کی قسم میں سچ کہتا ہوں“ کپتان اور بلڈر بس نے کہا ”اُس نے میرے سامنے تمہاری جن لفظوں میں تعریف کی۔ اُن سے میرے دل میں تمہاری ملاقات کا بہت شوق پیدا ہو گیا تھا لیکن ہم معاملہ کے کاروباری پہلو کی طرف عنقریب رخ کریں گے کیونکہ مجھے کچھ جلدی نہیں ہے“

کرٹس کا اطمینان ہو گیا۔ کہ کپتان کی آمد محض دوستانہ ہے۔ کہنے لگا ”خدا قسم میں نے تمہاری بہت شہرت سنی ہے اور عرصہ سے تمہیں ملنے کو طبیعت چاہتی تھی۔ بات یہ ہے۔ خود میں نے فرانس میں اسی ڈوئل رٹنے کے کام میں بہت نامیوری حاصل کی تھی۔ غالباً تم مارکو سٹن سوپ میر کے نام سے بے خبر نہ ہو گے“

”ہاں میں نے یہ نام سنا ہے“ کپتان نے دسکی کا ایک اور جام پیتے ہوئے کہا۔

فرینک کہنے لگا ”تیرے اور ڈیوک کے درمیان ایک موقع پر ڈوئل ہوا تھا۔ ہم تیغوں کی مدد سے پورے تین گھنٹہ لڑا کئے۔ آخر صرف اتنا ہوا کہ میں اس کے بائیں ہاتھ کی چنگلی کو ذرا سا زخمی کر سکا۔ تم سے پرشیدہ نہیں کہ فرانس میں ذرا سا خون نکل آنے پر بھی ڈوئل کا خاتمہ سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ کوٹ نے اپنی توار بھیٹ دی اور کہنے لگا ”دست میں تم سے ہارنا ہوں۔ اس وقت سے ہم دونوں میں دوستی چلی آتی ہے“

کپتان نے کہا ”دوست ہاتھ ملاؤ۔ کچھ شک نہیں کہ تمہاری نسبت میرا اندازہ بالکل صحیح نکلا

ہے۔ جیسی مزیدار مٹھاری پوتین ہے۔ ویسی ہی پرکھٹ مٹھاری محبت ہے۔ طاقنوں کی قسم
تم ڈوئل لڑنے والوں کے لئے باعثِ فخر ہو۔

فرینک یہ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔ کہ میری باتوں کا اس نچھو دست پر بہت اچھا اثر ہوا ہے
کہنے لگا۔ خدا قسم میں نے بارہا ڈوئل کی بازیوں میں اپنے دھبوں کی جان سے مار دیا ہے۔ فرس
میں ایک مشہور سپاہی تھی۔ شاید تم اس کا نام جانتے ہو گے۔ کچھ عیلا سا ہے۔۔۔ ہاں یاد آیا
۔۔۔ ڈان جان سیلٹو ڈول گوریٹ۔ بڑا خوفناک آدمی تھا۔ سارے پیرس میں اس کی دھمکتی
افتاح سے جہاں وہ رہتا تھا وہیں میں پہنچ گیا۔ ایک دن شام کے وقت شاہِ فرانس کے
صلبہ رقص میں اس پر گنیز نے اس درجہ اظہارِ سخوت شروع کیا کہ میں برداشت نہ کر سکا۔ اس
نے سارے حاضرین سے گستاخانہ برتاؤ شروع کر دیا۔ اور گھٹائیوں پر بھی اپنا رعب جمانے
آخر پیرس کے لاٹ پادری صاحب نے جو اس وقت کلیسا کی لباس میں تھے۔ مجھ سے درخواست
کی کہ اس گستاخِ اطالوی کو خاموش کیا جائے۔ میں نے اس کام کو ہاتھ میں لیا۔ اور صبری
ہی کسی بات پر اس شخص سے تجھڑا شروع کر دیا۔ ساری لیڈیاں میری طرف توجہ نہ لگتی تھیں۔ ان کا خیال تھا۔ اب اس کی جان کی خیر نہیں۔ میں ذاتی تعریف کو پسند نہیں کرتا۔
لیکن اس امر واقعہ کو چھپانا بے سود ہے کہ لیڈیوں کی ہمدردی مجھ سے تھی۔ اس سے
دوسرے دن صبح کو میرا اس جرم سے مونٹ مارٹک چوٹی پر مقابلہ ہوا۔ صرف ہندہ منٹ
میں اس کا بدن خاک و خون میں لوثا نظر آتا تھا۔ اس واقعہ ہی سے متاثر ہو کر حسین کوٹس
آف ڈنکرک مجھ پر زلفیہ ہو گئی۔ افسوس اب اس کا انتقال ہو چکا ہے اور میں ہر گھڑی اکی
یادیں اندر رہتا ہوں۔۔۔

یہ کہہ کر فرینک کرٹس نے ایک بڑا سا ٹوٹ اس انداز سے منہ میں ڈال لیا۔ گویا وہ
اس آہِ سرد کو جو اس یاد سے اس کے منہ سے نکلنے کو تھی۔ دبانا چاہتا ہے۔

کہتا ہے اب سمجھ چکا تھا۔ کہ مسٹر فرینک کرٹس ایک باتونی لاف زن ہے۔ باتیں لمبی چڑی
کرتا ہے۔ مگر حقیقت میں اپنے جھاسے کم بزدل نہیں۔ کہنے لگا۔ ”صلیب کی قسم معاملہ بڑا درد
ناک ہے۔“

گھر سے کسی کی بول چال بہت مزیدار تھی۔ اور وہ قبل از وقت خوشگوار تعلقات کو منقطع
کر کے بول کر خالی کرنے کا مرقوہ ہاتھ سے دینا نہ چاہتا تھا۔ اس سلسلے میں یہ ظاہر نہ ہونے

و یاد رکھیں اس لاف زانی کی حقیقت کو ابھی طرح سمجھتا ہوں۔

ادھر فرینک یہ سمجھ کر کہ کپتان میری باتوں کو حدیث کی طرح صحیح سمجھ رہا ہے۔ جب معمول ہوئی کبھی باتیں کہتا اور فرضی دستاویز بیان کرتا رہا۔ اگر اسے یہاں تک بابتہ آئی کی کہ اگر اس کی دروغ کلاموں کی کوئی مادی صورت ہوتی۔ تو ان کا انبار دنیا کے کسی عظیم الشان سلسلہ کوہ سے بھی بلند تر ہو جاتا۔

آخر جب بوتل میں شراب ختم ہونے لگی۔ تو پھر کپتان صاحب نے بھی رفتہ رفتہ مطلب کی طرف آنا شروع کیا۔ چنانچہ وہ کہنے لگا کہ ستر کرسیں تیار چچا بہت نیک بنا دے دی ہے۔ آج صبح میں اس سے ملے۔ تو اس کے چہرہ پر اس طرح کا ستر لگی ہوئی تھی۔ گویا کسی سوکے جگ سے لپس آیا ہو۔

فرینک نے ہنس کر کہا در معلوم ہوتا ہے۔ اس کی بیوی نے منہ زخم کیا ہوگا۔
"سینٹ پیٹرک کی قسم یہی خیال مجھے پیدا ہوا تھا کہ کپتان اولیڈرس نے کہا۔
فرینک کہنے لگا حضرت وہ عورت مجسم شیطاں ہے۔ مگر تم نے اب تک۔ تو بتایا ہی نہیں کہ تم اس بڑھے کرسٹوفر کے دل میں مطلب سے گئے تھے۔ اور اس نے تمہیں میرے پاس کیوں بھیجا؟"

کپتان نے کہا اوروہ ایک معمولی سا مسئلہ ہے۔ بات یہ ہے اس کے اور میرے دوست مورڈانت میں مقابلہ کی ٹھن گئی ہے اور یسوع کی قسم میرے دوست نے کل صبح گچھروں میں سرگرمیوں کو گولی مارنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

ناگولی ماتے کا آفرینک سنا، غریبی کی جو اس کے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
"ہاں یا خود گولی کھانیکا کہ کپتان اولیڈرس نے لا پرواہی سے کہا میں چونکہ مورڈانت کا نائب ہوں۔ اس لئے سرگرمیوں میں نہیں اپنا نام ثبت کرتے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔
ان لفظوں سے فرینک کی آنکھیں کھلیں اور وہ بہت زیادہ تعجب ہو کر کہنے لگا تو کیا باقاعدہ جدول راجا لگایا؟"

کپتان کا چہرہ اب بہت تند ہو گیا تھا کیونکہ اگرچہ اس نے پوری بوتل ختم کر کے بھی نہ کی خدمت ظاہر نہ ہونے دی تھی تاہم اس کا اثر اس کے چہرہ کی سرفی میں ضرور نمودار ہونے لگا تھا۔ اور اس نے ستر کرسیں میرا جیسے معاملات سے تعلق رہا ہے۔ ان سب میں یہ نہایت عجیب

ڈویل ہوگا۔ تفصیلات طے ہوگئی ہیں۔ اور وقت صبح کے آٹھ بجے کا مقرر ہے۔ اب میں تم سے یہ پوچھتا ہوں۔ مقابلہ کس مقام پر ہوگا؟

فرینک کہنے لگا۔ تو کیا بیچ بیچ میں سے بڑھے چجانے کپتان مورڈنٹ سے ڈوئل لڑنے پر آمادگی ظاہر کر دی ہے؟

یسوع کی قسم مسٹر کرٹس۔ بہتہ را فرض ہوگا کہ اُسے وہاں لاؤ۔ ورنہ ...

”ورنہ کیا ہوگا؟“ کرٹس نے مبہم اندیشوں سے خوفزدہ ہو کر کہا۔

”ہوگا یہ کہ میں تم سے مقابلہ کر دوں گا۔“ کپتان اوپنڈر بس نے بڑے سکون کے ساتھ اپنی سوجھوں کو تاؤ دیتے ہوئے کہا۔

”میرے ساتھ مقابلہ؟“ فرینک نے جس کا چہرہ اب لاش کی طرح زرد ہو گیا تھا۔ گھبرا کر کہا۔

کپتان کہنے لگا۔ ”اے یہ معاملہ کی بات ہے اور ظاہر ہے کہ مسٹر کرٹس بیانیہ ڈوئل بذلت عزت داری کے اصول سے کبھی انحراف نہیں کر سکتا۔“

”مگر خدا قسم میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ ہم دونوں کس لئے آپس میں لڑیں؟“ فرینک نے عالم منظر اب میں کپتان سے پوچھا۔ اس وقت اس کی چھاتی بڑے زور سے دھڑکی ہی تھی۔

”اور میں پوچھتا ہوں ہم کس لئے نہ لڑیں؟“ کپتان اوپنڈر بس نے بڑے زور سے کہا۔ اس کا جواب دو۔

”دیکھئے جناب بات یہ ہے ... میں بڑے ادب کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں ...“ فرینک نے خوف زدہ ہو کر نسبتاً زیادہ مودبانہ لہجہ اختیار کر کے کہنا شروع کیا۔

کپتان جس کا چہرہ اتنا خشم گین نظر آتا تھا۔ کہ فرینک کرٹس کو رائے پیدا ہوا۔ کہیں یہ فوراً ہی ٹھہر پر دار نہ کرے۔ کہنے لگا۔ یسوع کی قسم تمہارا مطلب چاہے کچھ ہو۔ میں نے جو کہا ہے اس سے ایک انچ پیچھے نہ ہٹو گا۔

”مگر کپتان صاحب ذرا غور فرمائیے یہ کارروائی ...“ فرینک نے وہی شستہ لہجہ اختیار کر کے پھر کہنا شروع کیا۔

لیکن کپتان فوراً ہی قطع کلام کر کے کہنے لگا۔ یہ کارروائی ضرور ہو کر رہے گی۔ اور چونکہ تم حساب سے مقابلہ مقرر کرنے سے گھبراتے ہو۔ اس لئے میں خود اس کا بھی

میں ملے کر دنیا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ کل صبح آٹھ بجے تیرسی فیلڈس میں ڈوئل لڑا جائے گا۔ العداء مسٹر کرٹس۔“

اتنا کہہ کر کپتان نے اپنی ٹوپی اٹھالی اور اکڑتا ہوا کمرے سے چلا باہر جا کر اس نے دروازہ کو بڑے زور سے بند کر دیا۔

اس کے باہر نکلتے ہی فرینک کرٹس بے حال ہو کر ہنگ پر گر پڑا۔ اور اس کے منہ سے کرٹس کی آواز نکلی۔

مگر عین اس وقت دروازہ بڑے زور سے کھلا۔ اور کپتان نے اپنا سچا چہرہ اندر داخل کر کے کہا ”مسٹر کرٹس۔ یاد رکھنا۔ اس معاملہ میں ذمہ دار تم ہو۔ اگر تم اپنے چچا کو نہ لاسکے تو خود پہنچ جانا۔ کیونکہ اگر تم خود بھی نہ آئے تو سیورج کی قسم میں تمہیں زمین کے اندر یا آسمان کے اوپر سے بھی ڈھونڈ لادوں گا۔۔۔“

اتنا کہہ کر کپتان نے پیر اپنا سر باہر نکال لیا اور دروازہ کو بکثورت زور سے بند کر دیا۔ فرینک کرٹس کے منہ سے ایک دردناک آواز نکلی۔ وہ اونٹھے منہ ہنگ پر گر پڑا اور اس نے اپنا منہ تو شک کے اندر اس طرح چھپا لیا۔ گویا کمرہ میں کوئی خوفناک روح موجود ہے جس سے وہ بچنا چاہتا ہے۔

فرینک کرٹس کا اضطراب

باب ۲۲

مسٹر فرینک کرٹس ہندسٹ اسی حالت میں رہا۔ ہر لمحہ اسے خوف لگا ہوا تھا۔ کہیں کمرہ کا دروازہ پہر نہ کھل جائے اور کپتان کوئی نئی دھمکی دینے کے لئے آتا ہو۔

لیکن معلوم ہوتا ہے اب کی مرتبہ کپتان اولیٰ درجہ حقیقت میں رخصت ہو چکا تھا۔ آخر بہت بہت دیر گزرنے پر بد نصیب نوجوان نے رفتہ رفتہ کپڑوں کے اندر سے اپنا منہ نکالا۔ اور دُرتے دُرتے چاروں طرف نظر ڈالی۔

پہلے اس نے یہ سوچ کر دل کو تسلی دینے کی کوشش کی۔ کہ جو کچھ میں نے دیکھا وہ محض خراب تھا۔ مگر مصلیٰ ہی اسے معلوم ہو گیا۔ کہ یہ خراب نہیں۔ حقیقت ہے۔ کیونکہ وہ کرسی جس پر کپتان بیٹھا تھا۔ اب تک ہنگ کے قریب موجود ہی۔ اور وہ بوتل جسے کپتان

نے ازراہ عنایت غالی کر دیا تھا۔ سامنے نظر آ رہی تھی۔

ڈوئل! فرینک نے کھوکھلی آواز میں کراہتے ہوئے کہا۔ "جب تک وہ عالم خیال میں کھڑا رہے، تو اس کا تعلق کبھی نہ ہوگا۔"

کچھ دیر سوچنے کے بعد اسے خیال آیا۔ میرے لئے اپنے اوپر سے یہ ہٹانے کا ایک ذریعہ موجود ہے۔ اس فوری خیال سے خوش ہو کر وہ پھر قی سے بستر سے اتر ا اور اس نے ارادہ کیا کہ فوراً چچا کے ہاں جا کر اسے خبردار کرے۔ کہ وہ کل صبح بائے معینہ پر حاضر ہو کر ڈوئل کے لئے تیار رہے اس کی پروا نہ تھی۔ کہ اسے کپتان مورڈانٹ کی گولی لگے یا کپتان اولیڈرہس کی۔ بہر حال اس ذریعہ سے وہ اپنی حفاظت ضروری سمجھتا تھا۔

اس نے جلد جلد کپڑے پہنے۔ اور سیدھا اپنے چچا کے مکان واقع جرمن سٹریٹ کو ہو گیا۔ مگر وہاں پہنچ کر اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ کہ ایک سفری گاڑی دروازہ پر کھڑی ہے اور نوکر اس میں ٹرنک۔ بکس اور بیگ جلد جلد بھر رہے ہیں۔

سرکسٹوفز کے ملازم جیفریز سے جوان چیزوں کو ایک اور نوکر کو جو گاڑی کی چھت پر کھڑا تھا۔ مے رہا تھا۔ مخاطب ہو کر اس نے کہا "کیوں جیفریز یہ تیاریاں کیا مطلب رکھتی ہیں؟"

نوکر نے جواب دیا "سرکسٹوفز کہیں سفر پر جا رہے ہیں اور انہوں نے فوراً ہی تیار ہونے کا حکم دیدیا ہے۔ میں اس وقت بہت مصروف ہوں... لیکن وہ خود اولیڈرہس کے ساتھ آجائے ہیں۔"

یعنی اس وقت سرکسٹوفز اور اولیڈرہس مکان کے دروازہ سے باہر نکلے۔ اول الذکر نے ایک لہاری اور کرکٹ پہنا ہوا تھا۔ اور شناخت سے محفوظ رہنے کی غرض سے اپنے چہرہ کے پچھلے حصہ پر ریغی رومال باندھ لیا تھا۔ چارلٹ بھی ایک خوشنما لباس میں تھی۔ فرینک انہیں دیکھ کر کہنے لگا "دیکھو سرکسٹوفز یہ بال نہ چل سکے گی۔"

سرکسٹوفز نے سختی کے لہجہ میں کہا "کیسی چال! جیفریز تم اوپر آ کر گاڑی کا دروازہ کھولو۔"

"بہت اچھا حضور" اتنا کہکھ خادم نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔

گاڑی میں سوار ہوتے وقت اولیڈرہس نے افسردہ خاطر فرینک کو اشارے سے پاس

سے گزرتے ہوئے اپنے خوشنما ہزٹوں کو نفرت سے بل دیا۔ تروہ تصویر حسرت بنا کھڑا ہاگر جب لیڈی ٹنٹ گاڑی میں سوار ہو چکی اور سرکسٹورف نے ہی ایک قدم اندر رکھ دیا۔ تو فرینک سے اسی کے کوٹ کا دامن پکڑ کر کھینچا اور کہنے لگا: "ہیں میں تمہیں اس طرح منہ چھپا کر فراندہ پہن دوں گا۔ عذا قسم تمہیں لازم ہے۔ یہاں رہ کر..."

"میں یہاں رہ کر کیا کروں؟" سرکسٹورف نے ریشمی رومال سے بندھن کے اندر سے کہا۔

"دشمن کی گولی کھاؤ... اور کیا کرو گے؟" فرینک نے سخت جوش کی حالت میں کہا۔ لیڈی ٹنٹ نے گاڑی کے اندر چھپ چھپ ماری اور سرکسٹورف کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی۔ مگر ہر حوصلہ کر کے اسی نے فرینک کے ہاتھ کو تھپکا دیا اور اپنا دامن چھڑا کر گاڑی میں سوار ہو گیا۔ جیفریز نے چشم زدن میں گاڑی کا دروازہ بند کر دیا۔ اور دیکھتے دیکھتے گاڑی تیزی سے چلنے لگی۔ کرکس وہیں سڑک کے کنارے مایوس و مخوم تصویر حیرت بنا کھڑا رہ گیا۔

حیران تھا۔ کہ اب کیا کروں اور کہاں جاؤں۔ یہ وہ جہان تھا کہ خوفناک کہتاں سرکسٹورف ٹنٹ کے نزار کے لئے مجھ کو ذمہ دار سمجھے گا اور اگر میں موقع پر نہ پہنچا۔ تو... وہ اس خیال سے کہ بصورت ثانی کیا ہوگا۔ اتنا خوف زدہ ہوا کہ اسے اپنے دل میں بھی لانے کی جرأت نہ کر سکا۔

واقعی غور طلب سوال یہ تھا کہ اب کیا کیا جائے؟ فرینک کے لئے یہ تو غیر ممکن تھا کہ وہ آپ خوفناک کہتاں کے مقابلہ میں اترے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ اگر میں حصہ دیتا۔ ایڈ سے اٹھ کر ویسٹ سمتھ فیلڈ میں بھی چلا گیا۔ تو کہتاں وہاں سے بھی مجھے ڈھونڈھ نکالیں گے۔

بادجو اس کے کچھ نہ کچھ کرنا ضروری تھا۔ اور جو کچھ کرنا ہو۔ اسے ابھی ہمارے ہی ضرورت تھی۔ کیونکہ ہم ہر کے دو پنج پکے تھے اور اگلے دن صبح کے آٹھ بجے کہتاں کا تہہ معینہ ہمارا منتظر ہو، یقینی تھا۔

لئے میں فرینک کو ایک اور خیال سوچھا اور اس نے فیصلہ کیا کہ میں جا کر سڑ پارڈر دیکھوں اس میں شورہ لوں۔

جس تک ممکن تھا اپنے چہرہ کو سکون پذیر کر سکے یہ اس مکان کی طرف ہوا۔ اس کی
کوشش یہ تھی کہ وہی خطرات کا اثر چہرہ پر ظاہر نہ ہو۔

اس اتفاق سے سٹر ناموڈ کو اس وقت فرصت تھی چنانچہ اس کی ملاقات فوراً ہی ہو گئی
وکیل کے دفتر میں فرنیٹ ایک کرسی پر بیٹھ کر اٹھکھٹکھٹکے کی نیت سے کہنے لگا بہر حال کل
اس شخص کی زندگی کا پچاس فی صد ہی پر خاتمہ ہو گیا جس کے خلاف تم نے مقدمہ دائر کر رکھا تھا۔ کیوں
تاؤرڈ اب دیکھنا راہ بین ہو گیا ہو گا۔

تاؤرڈ اس انداز سے گویا یہ ذکر اسے ناگوار گذرتا ہے اور وہ لے جلدی ہی ختم کر لچا ہوتا ہے
کہنے لگا سیکرٹ کے تعلق مجھے پر یہ ایک فرض تھا جیسے میں نے پورا کر دیا۔

فرنیٹ بولا عند ہتم تمہارا یہ خیال بہت عجیب ہے مگر خیر جو ہو چکا وہ اب واپس نہیں ہو
سکتا۔ مگر وہ جسے نہ رائے موت دی گئی۔ واقعی رہا ہوا تھا اس رہنما کے معاملہ سے قطع نظر
کر کے دیکھا جائے تو میں نہ دل سے اس کا مداح ہوں۔ مگر میں پوچھتا ہوں تم جو سوائی کے
فرانز کی نسبت اتنے نازک احساسات رکھتے ہو فرنیٹ کو تمہیں یہ معلوم ہو کہ تمہارے چند
دوستوں اور ایک اور فریق کے درمیان ڈویل ہوئے کو بے پیچہ کیا تم اسے بولنے کی کوشش
نہ کر سگے؟ میں یقین کرتا ہوں۔ ایسی حالت میں تم غرور تھا نے میں جا کر سو خبر سے کہ وہ فلاں
مقام پر ڈویل ہوئے والا ہے اس طرح ان شخصوں کی ضمانتیں کرادو کیا میرا خیال
صحیح نہیں ہے؟

تاؤرڈ مجھے گیا کہ حضرت نے یہ ذکر اس لحاظ سے کیا تھا کسی خاص رد کو ہی پیش نظر رکھ کر
جھپٹا رہے کہنے لگا "واہ مجھے کیا پڑی ہے کہ یہ دوسری مول لیں۔"

پہلی فرنیٹ نے اپنی پہلی کوشش میں کامی سے مایوس ہو کر افسردگی کو دبانے کی
کوشش کرتے ہوئے کہا "مگر کیوں بھلا؟"

تاؤرڈ نے کہا "اس لئے کہ محنت کی محنت ہے۔"
"تو بہ تم وکیل لوگ ہر چیز میں اپنے نفع کو مقدم سمجھتے ہو۔ فرنیٹ کہنے لگا "تو کیا تم
عام رہن کو بھی اس لئے پچاس فی صد ہی پر خاتمہ فرنیٹ استغاثہ نے تمہیں کچھ معاذ خدا دیا؟
وکیل نے اس سوال کا براہ راست جواب نہ دیتے ہوئے کہا "میں پوچھتا ہوں
تم محنت نہ لے کے آئے ہو یا کسی کام کیلئے؟ کام پر آئے ہو تو اس کی نوعیت بیان کر دو

اور اگر بعض وقت نامہ مطلوب پہ تمعاث کرو میں اس وقت بہت مصروف ہوں
فریخت محسوس کر کے کہ نام رس کا ذکر کریں گے بے بہت ناگوار ہے کہنے لگا "بات
یہ ہے کہ میں تم سے ایک خاص معاملہ کی نسبت گفتگو کرنے کے لئے ہی آیا ہوں معاملہ ایسا
ہے جس میں چچا پرستو فر ایک الجھن میں آچکا ہے مثنائی طور پر مجھے کسی سے ڈویل رٹے میں چلا
د مضطرب نہیں اور تم جانتے ہو میں اسے بائیں ہاتھ کا کرتہ پہنتا ہوں تمام..."
"تم ہم تم عملی طور پر زمانہ نہیں چاہتے" مسٹر ڈروٹ نے اظہار نفرت کے طور پر کہا
کڑا لسن کہنے لگا "تو یہ ہے۔ میں ان دنوں اتنا مصروف ہوں کہ اوروں کے معاملات
میں خلل انداز کی سبب نہیں کرتا۔ چنانچہ میری میری مزرگہ لکبری سے شادی ہونے والی ہے
اور اب بچے میں یہ کیفیت ڈویل کا موٹا دکھڑا ہو گیا ہے۔"
لاد ڈوٹ نے بے صبری سے کہا "میرے دوست ساری کیفیت واضح طور پر بیان کرو
تو کچھ معلوم ہو۔"

"گو میں بیان کے وقت ہوں معلوم ہوتا ہے چچا پرستو فر نے مس مورڈاٹ سے جو نامہ
سلوک کیا تھا اس سے اس کا بھائی کپتان مورڈاٹ بہت ناراض ہو گیا ہے اور اس نے
کپتان اوڈلبرڈس کو بھیجا ہے کہ...
"کپتان اوڈلبرڈس کو بھائی نے اظہار تحجب کرتے ہوئے کہا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ
اب وہ اس ذکر میں دلچسپی لینے لگا ہے۔"

فریخت کہنے لگا "تو وہ کوئی بڑا ہی سہ مزاحیہ و خسی آئرش شخص ہے اگرچہ وہ
قسم میں اس سے خوفزدہ نہیں ہوا تم جانتے ہو میں ایوں کو مناظر میں نہیں لاتا... مگر
ماں کیا تم اسے جانتے ہو؟"

دکیل نے ایک پرزہ کا تندی طرف سے اس کی میز پر بڑا تھا نظر ڈال کر سرسری طور سے
کہا "ماں میں نے اس کا نام سنا ہے مگر تم کیا کہہ رہے تھے؟"

فریخت نے لگا "یہ اوڈلبرڈس میرے چچا کے پاس گیا۔ اس نے میرے ماں کو بھیجا
جو ایک تندی کے ساتھ بچہ کہتا ہے وہ جانا آئیے میں ڈویل کے معاملات کا اسی طرح باہر ہو
کوئی دوسرے تندی سے یہ لڑائی میرے پاس آ رہی تھا اور ہم نے اس سوال پر دوستی
برائے میں عیش کی رسد اس معاملہ کی بڑی بڑی باتوں سے سمجھ گچھ ہو گیا۔ مگر جب کپتان نے سخت ہوئے

جگہ نہ دو۔ مگر میں یہ تو کہوں۔ ڈویل اس جگہ ہو گا؟
 فرینک کہنے لگا ”بٹیرسی فیلڈ میں۔ ٹھیک صبح کے آٹھ بجے۔“
 دیکیں بولا ”بہت اچھا تم نے یہاں میرے دفتر میں پونے ساڑھے بجے پہنچ جانا میں
 گاڑی تیار رکھوں گا۔“

فرینک کے چہرہ پر پھر مڑتی سی چھاگئی اور وہ کہنے لگا ”مگر کیا ضروری ہے کہ
 ہم وہاں جائیں؟“

دیکھنے لگا ”جی ہاں۔“ وہ بے شک ضروری ہے۔ مگر تم اطمینان رکھو۔ ڈویل پچھلے میں اس معاملہ
 کو فوراً ہی طے کر دیں گا۔ دیکھو میں پھر کہتا ہوں تم اس بارہ میں کسی بے چینی کو دل میں جگہ
 نہ دو۔ اس کا میں ضامن ہوں کہ معاملہ بڑے اطمینان بخش طریق پر فوراً ہی طے ہو جائے گا۔“
 فرینک نے مطمئن ہو کر کہا ”میں شکریہ ادا کرتا ہوں تمہارے کہنے سے میرے دل کا چوبہ
 اُٹھ گیا۔ اس لئے نہیں کہیں لڑنے سے ڈرتا ہوں۔ مگر آخر طائی بھی کسی حق بات پر ہوتی چاہیے
 چنانچہ یہی الفاظ میں نے اپنے درست پرسنل آف سکریٹریوں سے کہے تھے۔۔۔“

دیکھیں قطع کلام کر کے کہنے لگا ”سودست تم اس داستان کو کہنے دو اور تسلی رکھو
 میں ڈویل کے معاملہ کو اطمینان بخش طریق پر طے کر دوں گا۔ کل صبح ٹھیک پونے
 سات بجے یہاں پہنچ جانا دیکھو ایک منٹ کی بھی دیر نہ ہو۔ بس اب تم جاؤ کیونکہ مجھے اور
 بہت سے کام کر رہے ہیں۔“

اس پر فرینک لڑس وٹاں سے رخصت ہوا مگر دل میں یہ سوچ کر جہان تھا کہ
 دیکھیں اس وقت کہ کپتان اور بٹیرسی کی بیگم کو یہ بڑا کوئی منہ دیا مسیحا بہر حال اُس کے
 ماؤٹ کے وعدہ پر پھر وہ منتہا چاہتا ہے جس وقت وہ مسٹر کوڈری کے مکان واقع بیکر
 سٹریٹ کی طرف روانہ ہوا تو اس کے دل کی پریشانی بڑی حد تک منفع ہونے لگی تھی۔

بٹیرسی فیلڈ میں مقابلہ

باب ۶۳

اُن ہدایت کے مطابق جو فرینک کرٹس نے نائیکو مکان کو دیدی تھیں وہ دوسرے دن
 اُسے پونے چھ بجے ہی بیدار کر دیا گیا صبح کی سوئی میں گرم بستر سے اُٹھنے کا طبیعت نہ

جاسکتی تھی۔ مگر یہ درویش اس حالت میں کہ اعضا کا پیٹنے اور دانت بچھے ہوئے تھے۔ غریب بستر سے اُتر کر دیا سسلٹی جلائی موسم تھی کا داسا ٹکڑا باقی تھا۔ ہنسے بڑی مشکل سے روشن کیا اور پھر کھڑکی کے پر سے ہٹا کر دیکھنے لگا۔ موسم کی کیا حالت ہے۔

مگر باہر دیکھنے سے طبیعت اور زیادہ مضطرب ہوئی۔ کیونکہ ابرسیاں چھایا ہوا تھا اور ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ صبح کی نگر چاندنی میں اسے باہر کا نظارہ بہت اندر سے نظر آیا۔ فریاد سے کھڑکی کے پردوں کو گرا دیا اور بستر کی طرف حسرت کی نظر سے دیکھا۔ ایسا ظلم ہوتا تھا وہ پھر اس پر ریٹ مانیچا تھا ہے اور اس کا ارادہ یہ ہے کہ تپان اور بلبلے جو چاہے کرے میں یہاں سے کھٹ کر نہ جاؤں گا۔ لیکن پھر سوچا یہ کارروائی اور زیادہ خطرناک ہوگی۔ طوعاً و کرہاً اس نے جلد جلد کپڑے پہنے شروع کر دیے۔

حالت
ڈاڑھی صاف کرنے کا عمل ہوں تو ہمیشہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔ مگر شمع کی روشنی اور سیسے میں کہ دل مضطرب ہوا اور طبیعت پریشان ممکن تھا اس وقت ذریعہ کے لحاظ سے باؤں کی بجائے ناک کا سرسری کٹ جانا۔

سخت بے چین ہو کر دل سے کہنے لگا۔ اس اسٹریٹ کھنٹ کا ستیاناس ہو آج بائبل کام نہیں دیتا۔ مگر حقیقت میں مقصود اسٹریٹ کا نہیں۔ چلانے والے کا تھا جسے سر لکھ جو گدہ روٹھا اور زیادہ پریشان کئے دیتا تھا۔ دیر تک نہ کوکھر چنے کے بعد سڑ فریاد کی ش کام کے اس حصے سے فارغ ہوا۔ مگر اس کے بوجہ وہ غل اپنے لگا تو اسے محسوس ہوا اپنی آنا سرد اور بے نسبت پیچھے کبھی محسوس نہ ہوا تھا۔ اس وقت اس کے دانت اس طرح بچ رہے تھے کہ ان کی آواز صاف سنائی دیتی تھی۔

اموات یہ ہے کہ جوں جوں وہ خوفناک وقت قریب آ رہا تھا۔ ہمارے لاف زلف دوست کے خطرات بڑھ رہے تھے۔ وہ ڈرتا تھا کہ اب اس دنیا نہ ہو کیل کو اپنی کوشش میں ناکامی ہے اور کسی وجہ سے وہ خوفناک کپتان اور بلبلے کو رضامند ہونے پر آمادہ نہ کر سکے۔

ساتھ چھینکے بغیر کہ سرگرمی خواہنگار سے نکلا اور وہ تپہ کی پانی پینے لگا اور ادھر خادمہ دوڑ کر ایک کرایہ کی گاڑی لے آئی۔ سڑک پر اس میں لڑکچلا۔ مگر اس نے غصے سے کیا تاج کرایہ کے گھوڑے بھی غیر معمولی تیزی رفتار سے چل رہے ہیں۔ معلوم ہوا تھا۔ گاڑی میں نکلنے سے پہلے ہی شراب سے بدست ہچکا ہے۔ ہر گھڑی اندیشہ تھا کہ اب اس کی

راستہ ہی ہیں رائے جانے۔ جون توں کر کے وہ سات بجے وکیل کے دفتر میں بھٹکتا پہنچ گیا۔

اس جگہ حسب وعدہ ایک کرایہ کی گاڑی منتظر تھی مسٹر فرینک کرس نے گھنٹی بجائی تو ڈاؤن در سے نکل آیا اور کہنے لگا "ٹھیک سے سارا ہو جاؤ۔ ورنہ خطرہ لگے گی"۔

فرینک اس گاڑی میں سوار ہوا۔ تو اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس پر پہلے سے پہنا لباس پہنے دو بھاری وضع کے آدمی بیٹھے ہیں مسٹر ڈاؤن بھی فرینک کے ساتھ ہی گاڑی میں سوار ہو گیا اور دو دائرہ بند کرنے پر گاڑی تیزی سے خراب کی طرف چلی۔

راستہ میں مسٹر کرس نے اس دو شخصوں کو غور سے دیکھا شروع کیا۔ ایک کی عمر اسی کے قریب تھی۔ اور اس نے بالکل سیاہ لباس پہنا ہوا تھا۔ چہرہ سے معلوم ہوتا تھا اس نے کم از کم تین دن سے خط نہیں بنوایا اور قبض کی مشکلیں ظاہر کرتی تھیں کہ وہ رات کو بھی اس کو چپن کر سوتا ہے۔ اس کا چہرہ لاش کی طرح زردا و بد نما تھا۔

اس کا ساتھی بھی اس سے کم بد وضع نہ تھا۔ مگر اس کا چہرہ کثرت شائبہ نوشی سے بالکل سرخ نظر آتا تھا۔ اس کے منہ سے بھی نرم کی تیز آواز آتی تھی۔

راستہ میں مسٹر ڈاؤن نے فرینک کرس سے پوچھا "تم ہسپتال تو ساتھ لیتے آئے ہو؟" ہسپتال فرینک نے جس کا چہرہ بالکل زرد ہو گیا تھا مضطرب ہو کر کہا "میرے خیال میں تم نے..."

"میں نہ خود کہا تھا اُسے پورا کروں گا" وکیل مسکراتے ہوئے لگا لیکن میں چاہتا تھا دیکھ دوں انداز ہونے سے پہلے تم رٹائی پر آمادگی ظاہر کرو؟

فرینک بولا "یار ڈاؤن تم اس میری عادت میں داخل نہیں اگر رٹائی کی نمائش ہی کرنا مطلوب ہوتا تو پھر رٹنے میں کیا ہرج تھا..."

ڈاؤن کہنے لگا "خیر تمہاری مرضی تم ہی چاہتے ہو تو میں وہاں پہنچے ہی معاملے کر دوں گا"۔

انہی دنوں وہ شخص جس کا چہرہ سرخ تھا اور جو ٹائٹ میں ایک مضبوط ڈاؤن لٹے تھا آگے لگا "کیا انہیں یقین ہے کہ تان وہاں ہو گا؟"

اس پر دو سرا سیاہ پوش آدمی بولا "ہر کس تم چپ رہو یہ وہاں صحابہ مجاہدہ

ہیں انہیں کیا کرنا ہے؟
 اس کے بعد گاڑی میں بالکل خاموشی رہی۔ اگرچہ فرنیٹک کرٹس یہ سوچ کر حیرت زدہ
 کہیں بچپن وغیرہ جوڑا سہارے کام میں کیا اور اسے سنبھالنے کے بہت دیر سوچا کہ وہ اس نتیجہ پر
 پہنچا کہ دونوں کانسٹیبل ہوں گے جنہیں سڑک اور ڈوڈیل روٹس کی طرف سے سنبھالنا پڑا ہے۔
 مگر پھر اسے خیال آیا کہ پچیس سالہ لڑکے کیسے یہ وضع اور میدان کھیلے تو کبھی نہیں ہونے والے ماسٹرنے
 سوچا شاید یہ دیوانہ ہوئے ہوں کیونکہ ان کی شکل و صورت سے ایسا ہی معلوم ہوتا تھا۔
 بلکہ وہ مسئلہ پچیس سالہ تک ہو ہی تھی اور اگرچہ خدا خدا منہ نہ پڑا تو کیا تمنا نام ہو سکے
 اور آدھ ہونے سے روکشی بالکل پھیل گئی تھی۔ فرنیٹک کرٹس کی طبیعت جتنی آج اور سرد تھی
 اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی ہوگی۔ ایک تو طبیعت کے بہم نہ لگنے ہی پر صبر کرنا ہے فقے اس پر
 موسم کی طرانی اور زیادہ سرد نہ بنا رہی تھی۔

آج کل گاڑی ٹریسری فیلڈس کے قریب پہنچی اور سڑک ورڈس کا بیان کر دیا۔
 گاڑی کھڑی ہو گئی تو سب سے پہلے وہ خود گاڑی سے اُتتا اس کے بعد فرنیٹک کرٹس اور
 کچھ دھندلے بچے، جو ہفتہ کے آدمی جو گاڑی میں سوار تھے۔
 ڈاؤن سید پوش شخص سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "سٹر میک گریب تم میرا بیٹا سے ڈالنا"

کیا بہت ہانا

سٹر میک گریب نے کہا "بہت اچھا" اور بہرہ لیتے مانتے سے مخاطب ہو کر کہنے
 "پراگس تم چکر کاٹا کرو سڑی طرف پہنچ جاؤ کہ اگر گینلان اس طرف کو ڈال رہے ہوں گے تو
 اس کا راستہ روک لیا جائے میں ایک اور راستہ سے ہو کر اس کے قریب پہنچنے کی
 کوشش کرنا ہوں"

سٹر پراگس نے عزا کر "بہت اچھا" کہا اور پھر وہ اس سمت ہیرا روانہ ہوا جب سٹر
 اس کے انٹر سٹر میک گریب نے اشارہ کیا تھا۔

اب ڈاؤن سٹر فرنیٹک کا بازو اپنے بازو میں لیا اور یہ دونوں آگے کو بڑھے۔ فرنیٹک
 کا بدن تپ لڑہ کے مریض کی طرح کانپ رہا تھا۔ وہ کیل اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "اب
 بات ہے تم اس طرح کا بچتے ہو؟"

"مجھے نہیں فرنیٹک نے حالت اضطرار میں کہا "آج سڑی بہت ہے اور کچھ اچھا"

ہوئے۔ مگر دیکھا وہ بہ محنت کپتان تو پہلے سے موجود ہے یا اور اتنا کہہ کر وہ نیکو اپنی جگہ پر لگ گیا۔

مارو نے اس طرف کو نظر ڈالی۔ جدھر فرنیک کی نگاہ لگی ہوئی تھی اور اسے تھوڑے فاصلہ پر دو شخص دکھائی دئے۔ ان میں سے ایک لبادہ پہنے اپنی جگہ پر کھڑا تھا اور دوسرا اس کے قریب بڑی بے چینی سے ادھر ادھر ہٹ رہا تھا۔ اس کے بازو اس قسم کی حرکت کرتے تھے گویا وہ سخت عرصہ کی حالت میں ہے۔

دیکھیں خوفزدہ فرنیک کرس کو آگے کھینچ کر کہنے لگا "اب ک کیوں گئے۔ دیکھتے نہیں ہمارے شخص نے جو دیواروں کی طرح ہیں رہے ہیں دیکھ یا ہے"

یہی تو کپتان ہے "بے فیضیہ نوجوان نے سچ کر کہا" الہی وہ اس وقت کتاخونک نظر آتا ہے"

اتنے میں کپتان نے دروازے ہی عرصہ سے بھری ہوئی آوازیں چلا کر کہا "بڑو لگے کیا ہیں اتنی دیر انتظار میں کیوں رکھا؟ یہ دوع کی قسم تم نے ٹھیک ساڑھے سات منٹ پر خودی جو میرے دوست کی اور خود میری قوم میں ہے۔"

مارو کہنے لگا "صاحبان اطمینان رکھیے ہم نے حتی الامکان وقت پر پہنچنے کی کوشش کی ہے۔ ہمارا اس سے حلیہ پہنچنا خود کہا لے لے ناگوار ثابت ہوتا"

فرنیک التجا کے بھرم میں کہنے لگا "جسٹا کے لئے اسے ناراض نہ کرو۔ کم محنت بڑا ظالم ہے ایسا نہ ہو میں چلے چلتے گولی مارے"

دیکھیں کہ کہا "فرنیک اتنے احمق نہ بنو۔ تم دیکھو گے چند منٹ کے عرصہ میں کیا ہوا ہوتا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے ساتھ ہی کو کھینچ کر آگے لے جانے کی کوشش کی۔

جب مارو اور کرس قریب پہنچے اور کپتان نے دھندلی روشنی میں ان کے چہروں کو غور سے دیکھا تو وہ جیلا کر کہنے لگا "مقدس سلیب کی قسم سرکستو فراتان میں موجود ہی نہیں دوست مور و انت اندوس ہے کہ اس مروی میں کہیں سخت بڑو دل سے ڈوبل کے لطف سے محروم کیا گیا۔ مگر تسل رکھو۔ ہمارا یہ نہ نہیں لے لوں گا۔ میں نے اس شخص ستر کرس سے کہنا تھا کہ میں کہیں سرکستو فرکی آگے لئے جوابہ سمجھوں گا"

فرنیک جیگہ کپتان کی زبان سے دیکھ کر کہہ کر گئی مگر مارو کہنے لگا "کپتان

صاحب اس طرح کی لاف و کراف دلاؤں کا شیعہ نہیں...

آہ! تم مجھے لاف زنی سمجھتے ہو؟ کپتان اولہ بندہ بس نے اور بھی زیادہ زور سے کہا تیور کی قسم میں ابھی نہیں ان الفاظ کی معافی پر مجبور کروں گا۔ مگر ٹھیکو پہلے مجھے مسئلہ کرٹس سے منپٹ لینے دو۔ اس کا خاتمہ کر کے میں تمہیں بھی سیدھا کئے لیتا ہوں۔ دوست موردنات اب تم فتوحی اول نہیں میرے مبادن ہو۔ اس لئے پستولوں کا کیس جو تم نے لبادہ کے نیچے لیا چاہے۔ میرے حوالہ کر دو۔

کپتان موردنات ایک طویل القامت بے ڈل سا آدمی تھا۔ اس کی عمر ۴۵ سال کے قریب تھی۔ اور صدمت سن چوبیس سے اس قدر ملتی جلتی تھی۔ جتنی کسی بہائی اور بہن کی ہو سکتی ہے۔ وہ بکھنے لگا، کپتان صاحب یہ بیچھے۔ میں شرق سے اس انتظام کو منظر کرتا ہوں اب فرینک کرٹس سخت خوف زدہ ہو کر اپنے دوست وکیل کے کان میں کہنے لگا: "ہاؤ دو کیا تم نے وہ سب دھڑے فرمائی ہی کئے تھے کیا...؟"

اتنے میں کپتان کی تیز نگاہ نے دھڑے ایک اور شخص کو آتے دیکھ لیا بندہ وہ بلکہ تیور کی قسم ایسا معلوم ہوتا ہے کسی شخص کو بھاری گولی کے لئے کھڑا کیا گیا ہے!

ہاؤ دو کہنے لگا: گھبرائے نہیں۔ یہ میرا ذکر ہے۔ چوہتروں کا کیس لارم ہے اس خیال سے کہ تم یہاں ہو یا نہ ہو ہم نے اسے فتوحی فاصلہ پر گاڑی کے قریب کھڑا کر دیا تھا! تیس یہاں نہ ہوتا! کپتان بکا کر کہنے لگا۔ ہاؤ دو کیا تم مجھے بھڑپے کر ستم فرماتے کی طرح بڑول سمجھتے ہو... مگر تیور کی قسم یہ آدمی نوکر تو نہیں معلوم ہوتا۔

اور یہ کہتے ہوئے کپتان نے فتوحی کو مانتا ہی چوڑ کر مشرینک گریب کی طرف تھوٹوس کی نظر سے دیکھا۔ جواب دہڑتا اور ہا پیتا ہوا اس مقام کی طرف آ رہا تھا۔

ہاؤ دو نے بائیں طرف کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ پراگس بھی تیزی سے اس طرف کو آ رہا ہے۔

موردنات کی نگاہ بھی اس سمت میں اٹھی۔ جدھر وکیل دیکھ رہا تھا اور وہ بولا: "ایک شخص بھی نمودار ہو گیا صاحبان یہ کارروائی کیا معنی رکھتی ہے؟"

تیور کی قسم میں خدا اس کارروائی کا انک مطلب نہیں سمجھا! کپتان اولہ بندہ بس نے کھلا پھاڑ کر کہا یہ کام بڑولوں نے آج صبح کے دلچسپ فتوحی کو حزاب کرنے کے لئے پہاڑوں

کی مدد حاصل کرنے کی ناپاک کارروائی اختیار کی ہے؟
 اتنے میں سٹر میک گریب بالکل قریب پہنچ گیا تھا۔ وہ خشونت کے لہجے میں کہنے لگا کہ پتا
 صاحب میں اس کا مطلب سمجھا تا ہوں۔ اور پھر اس نے یہ دیکھ کر کہ نیراسا تھی پر گسن ہو چکا کہ پتا
 کے پیچھے چند قدم کے فاصلہ پر پہنچ گیا ہے سلسلہ کلام کو جاری رکھ کر کہا بات یہ ہے کہ
 دیوانی کا افسر محوں اور تم کو عدم ادائے قرضہ کے جرم میں زیر حراست کرتا ہوں۔
 کپتان کا چہرہ مارے غصے کے سرخ ہو گیا اور وہ دوسرے جلا کو کھٹے لگا افسر
 اور صفر نیک کرش کا چونکا رہا۔ اطمینان ہو گیا تھا کہ ڈپٹی ایک بہتر حال نوبت نہ
 آئیگی۔ اس لئے وہ اس پر بھٹ نظارہ کو دلچسپی سے دیکھنے لگا۔

سٹر باور نے بڑے بڑے پرسکون لہجے میں کہا یہ ہاں جناب یہ افسر ہیں۔ اور میں سٹر سپر گرنر
 مدعی کا وکیل ہوں۔ جن کا دوسرے تین سو سو تالیس پونڈ کا خرچہ عدالت تمہارے خلاف
 فیصل ہو چکا ہے۔ اور تم عدم ادائیگی کے لئے زیر حراست ہو۔

”مقدس صلیب کی قسم یہ کیا اندھیر ہے؟ کپتان او بلنڈ بس نے گن کر کہا۔ اعدہ
 شرط فغضب سے اتنا بچھڑا کہ سلوم جوتا تھا۔ اس کا جسم فوجی کوٹ کو تار تار کر دے گا۔ یہ نہ
 صرف میری بلکہ مارے مذم امر لیلہ کی توہین ہے۔ دوست سرد دانت ..“

شخص مذکور کہنے لگا کہ کپتان صاحب معاملہ بے ڈھب نظر آتا ہے۔ لیکن میرے
 خیال میں جو کام ہم نے کرنا تھا۔ اس میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہوئی چاہئے۔ کیا ہر رنج
 ہے۔ اگر پہلے مقابلہ ہو جائے پھر جیل میں جانے کا سوال دیکھا جائیگا۔

سٹر میک گریب نے کہا۔ ”نہیں یہ نہیں ہو سکتا
 ہر اگس بھی جو کپتان کے پیچھے کھڑا تہلہ بولا۔ ہر گز نہیں۔“

”وحیو کپتان او بلنڈ بس نے مدد دار آداز میں کہا کیا تم ۹۰۰؟“

لیکن میک گریب نے فوراً قطع کلام کر کے کہا۔ اس فضول گوئی کو جانے دو۔ اگر
 تم سیدھی طرح چلنے پر آمادہ نہ ہو گے تو مجھے کوئی اور انتظام کرنے پر مجبور ہونا پڑیگا۔
 کپتان او بلنڈ بس کے منہ سے مارے غصہ کے جھاگ نکل رہے تھے۔ گلاس کے
 دوست مرڈنٹ نے معاملہ کے پیر پلو کو سوچ کر کہا کہ کپتان صاحب بھگڑنا ہے سوچو
 پھر اس نے نسبتاً مبتدیانہ سے اور وکیل اور صفر نیک کرش کی طرف نگلیں نظروں پر لگا کر

ان بندوں سے ہم پھر کسی وقت نہ مل سکتے تھے۔
 قیصر کی قسم میں ایک سے تو ابھی نہ ملتا تھا ہوں پاکستان اور بلندہ میں غصہ
 کو فرو کرنے کی بے سود کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اور اس نے جھپٹ کر بے نیسب فریڈ
 کرشن کو پشتراس کے کو کوئی اس کی مدد کی پہنچتا۔ تین چار بڑے زور سے ٹکے لگا دئے۔
 کرشن خوفناک کہستان کی گرفت سے چوٹنے کی ناکام کوشش کرتا ہوا تھخنے چلانے لگا۔
 مگر جلد ہی ہیک گریب پراگس اور کیل صاحب اس کی مدد کو پہنچ گئے۔ اور اس کے بعد بڑی
 دشمنی و کہستان کا بدست درگے دوست بدست درگے اٹھا کر گاڑی میں رکھا گیا۔ سوڈا
 نے مشرمارو سے اپنے دوست کیا تھا اس جیلخانہ تک جانے کی اجازت ملے لی۔ جیل
 اسے زیر حراست رکھنا مقصود تھا۔

بہر حال فریڈ کرشن نے کسی آئندہ حادثہ کے خوف سے ان کے ساتھ جانا منظور کیا
 اور جبکہ وہ گاڑی جس میں کہستان اور اس کا دوست سوار تھے۔ وکیل اور دونوں انہوں
 سمیت ہمارے موٹر گیلین کے جیلخانہ کی طرف چلے۔ یہ حضرت خوش خوش کہستان کی مصیبت
 میں اس کی مار کو بھلا کر پیدل ہی گھر کو چل دئے۔ راستہ میں اس بات سے پہلے نہ سماتے
 تھے۔ کہ کہستان اور بلندہ ریس کو اب ایک ایسے مقام میں پہنچا دیا جائے گا۔ جہاں کم از کم کچھ
 عرصہ کے لئے اس کی خلیج یاز فطرت کو آشکار ہونے کا موقع پیش مل سکتا۔

خود کہستان اور بلندہ ریس کو ایک پر نطف مشغول میں یہ معلوم اندازہ کار کا دھپش آنے
 سے جواز زدگی ہوئی۔ اور اُسے جو غصہ آیا۔ اس کا ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ لیکن اس
 وقت اس کے جوش و خروش کا مشر میک گریب اور پراگس پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ یہ بشری فیڈس
 سے ہمارے موٹر گیلین تک دونوں افسر بالکل خاموش رہے۔ راستہ میں صرف ایک مرتبہ تو
 اور وہ بھی اس وقت جب مشرمارو نے تجویز پیش کی۔ کہ کسی شراب خانہ میں پھر کچھ ناشہ کر
 لینا چاہئے۔ اس وقت ان میں سے ہر ایک نے اُنکا کہا۔ ہاں ذرا سی رم مل جائے۔ تو خوب ہو۔
 کہستان کا جوش ابھی کسی حد تک دسکی کے ایک گلاس سے فرو کیا گیا۔ لیکن مرڈو انٹ اور
 وکیل نے کوئی چیز نہ پئی۔

جوں توں کر کے گاڑی جیلخانہ کے پھاٹک پر رکی۔ اور کہستان اور بلندہ ریس کو دیوانی عمارت
 میں پہرہ داروں کے سپرد کر دیا گیا۔

باب ۶۴

ٹڈ مارش اور اولڈ ڈیٹھ

ہمارے ناظرین کو یاد ہو گا۔ کہ واقعات جو اوپر درج کئے گئے ہیں۔ اس دوشنبہ کے بعد
ٹامس ریفرڈ کو پچاسی پر لٹکایا اور دوبارہ زندہ کیا گیا تھا۔ بدھ کے مذہب میں آئے تھے
اسی بدھ کی شام کو قریب آٹھ بجے کا وقت تھا۔ اور رڈ لائن سٹریٹ کی پتھر پر چاٹھ میں کشتی
کے قریب ڈاکٹر لیزا اور ارنل آف ایبلنگٹن بیٹے کلیرٹ کی ایک نفیس بوتل پر جوارل کے اپنے
گودام واقع پالمال سے مہیا کی گئی تھی۔ جو گفتگو تھی۔

امیر موصوف اعظم اب کے ساتھ اپنی گھڑی کو دیکھ کر کہنے لگا: خدا معلوم کیا بات ہے
جیکب ساتھ ایک واپس نہیں آیا۔

ڈاکٹر نے کہا: قریب دو گھنٹوں سے ہمارے درمیان جو گفتگو ہو رہی ہے۔ اس میں تم یہ فخر
کشی یا رکھ چکے ہو۔ اگر تھراؤ دنیا میں صبر بھی کوئی چیز ہے۔ اطمینان رکھو۔ سارا کام بڑی خوش
اسلوبی کے ساتھ طے ہو گیا ہو گا۔ اگر کوئی خرابی واقع ہوئی۔ تو ہمیں ایک اس کی اطلاع
ضرور مل جاتی۔ کہا کرتے ہیں۔ بری خبر بگڑا کر اڑتی ہے۔
ارل نے کہا: کاش میری اپنی طبیعت میں آپ کے برابر سکون اور اطمینان ہوتا۔
مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی واقعہ ہماری تبادیل میں رکاوٹ نہ پیدا کر دے۔

ڈاکٹر نے لڑائی بلا وجہ کسی خرابی کا انتظار کرنا برا ہوتا ہے۔ تسلی رکھو۔ سب کام خوش اسلوبی سے
ہو گیا ہو گا۔ مسٹر ڈی ٹیلڈ نے اپنے فرائض کو کاروباری اصول کے ساتھ پورا کیا ہے اور میری نگاہ
میں اس سے بہتر انتظام کوئی اور نہ کر سکتا تھا۔ دوشنبہ کی شام کو وہ ٹیڈور کی طرف روانہ ہو
جیاں اس نے جہان کا انتظام کیا اور کہچان کے ساتھ اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ جہن قتا سے
کہا جائے۔ روانگی کے لئے تیار ہے۔ کل رات سات بجے وہ لندن کو واپس آیا۔ اس عرصہ
میں ہتھ مارا بھائی اس قدر صحت یاب ہو چکا تھا کہ اسے جیکب کی معیت میں روانہ کرنے میں
کوئی دشواری پیدا نہ ہوئی۔ پھر تم نے جس طرح اس کا بھیس بدل دیا۔ اس کے بعد کوئی مشورہ
سراغریباں بھی اسے نہیں پہچان سکتا۔ دونوں آج صبح ڈوڈ پونچ گئے ہو گئے اور میرا سید کرتا ہوں
اتھک ہمارا بیاد ٹام کلے میں محفوظ ہو گا۔ جہاں مسٹر ڈی ٹیلڈ اپنی بیٹیوں سمیت کل پونچ
جائیں گے۔ وہاں سے وہ سب پیرس کو روانہ ہو گئے اور وہیں تم نے ان سے جاملنا۔

ارل نے کہا: بیشک یہ سارے انتظامات سرکاری ڈینالے کر لئے گئے۔ اور کچھ امید ہے کہ کونائج آپکی امید کے مطابق اطمینان بخش ثابت ہوئے۔ لیکن میں نے جیکب کو تاکید کر دی تھی کہ تم نے نام کو جواز پر سوار کر کے فوراً ہی بڑی تیزی سے ساتھ لندن کو واپس آ جانا۔ تم سے روپیہ کی بڑی مقدار دیکر کہہ جاتا تھا کہ خرچ کی بالکل پروا نہ کرنا کیونکہ میں اس کی زبانی جلد سے جلد یہ خبر سننا چاہتا ہوں کہ یہائی حفاظت سے جواز پر سوار ہو کر فرانس کو چلا گیا ہے ان حالات معلوم نہیں۔ کیا واقعہ پیش آیا کہ وہ ایک نہیں لوٹا۔ ڈاکٹر صاحب آپ سمجھ سکتے ہیں میرے اندیشے بے جا نہیں۔ کیونکہ کسی طرح کی غیر متوقع خرابی اور ایسے حادثات جن کا کسی کو علم نہیں ہو جاتا آجاتے ہیں۔ ایمان کی بات یہ ہے کہ جب تک جیکب حذر آ کر خبر نہ دے گا۔ میرا اضطراب وہ ہونا غیر ممکن ہے۔

ڈاکٹر نے صبری سے کہنے لگا: میری سمجھ میں نہیں آتا آپ کو کس خرابی کی فکر لگی ہوئی ہے۔ ارل نے کہا: کون کہہ سکتا ہے۔ عالم غیب سے کیا ظہور میں آئیگا۔ آپ کو یاد ہو گا دو شب کی رات کو جب ٹامس بے خبر سو رہا تھا اور مکان میں ہر طرح امن تھا۔ وہ شیطان کا ایک کھسک سے نمودار ہو گیا۔ جسے ہم سب مردہ سمجھتے تھے۔ اور جس وقت یہاں یہ واقعات ظہور میں آ رہے تھے۔ آپ اپنے مکان واقع گریفن سٹریٹ میں یہ سوچ کر بے فکر تھے کہ ریڈ لائن سٹیشن والے مکان میں ہر طرح امن ہے۔

ڈاکٹر بولا: بیشک اس بڑے خبیث کا جسے ٹامس ریفرڈ مردہ سمجھتا تھا اور جس کے بہت سے حالات تم نے مجھے بتائے ہیں۔ ایک نمودار ہونا چرتا۔ لیکن میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم نے اس معاملہ کو بڑی خوش اسلوبی سے طے کیا۔ یہاں تک کہ ٹامس ریفرڈ کو اس وقت تک معاملہ کا علم نہ ہوا حتیٰ کہ ساری کارروائی ختم ہو گئی۔

ارل نے کہا: جیسا میں نے بیان کیا۔ خوش قسمتی سے وہ بے خبری کی حالت میں آج رات جیکب پہلے تو بچن بونز کی صورت پہچان کر بہت مضطرب اور صرختا ہوا تھا اور خود بھی یہ معلوم کر کے کہ یہ اولڈ ڈیوٹیج ہے۔ کچھ کم اضطراب پیدا نہ ہوا تھا۔ زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ گیلریٹ میں ہلپ جیکب کے کمرے سے گر پڑا۔ اور بونز چونکر ٹرے زور سے جدو جہد کر رہا تھا۔ اس لمحے میں جا کر دوسرا لمپہ ہی نہ لاسکتا تھا۔ اندیشہ تھا کہ میں یہائی بیدار نہ ہو جائے مگر آج چاہتا ہوں کہ وہ بالکل بے خبر سو رہا ہو۔

ڈاکٹر نے پوچھا: تو کیا پھر جیکب سمجھ ہی سکتا ہے کہ روکشی لایا تھا؟
ارل مسکرا کر کہنے لگا: معلوم ہوتا ہے۔ کل صبح میں نے جو تفصیلات آپ کے سامنے
بیان کیں۔ انہیں آپ نے غور سے نہیں سنا۔

سیلز بولا: اس کی وجہ یہ تھی کہ جس وقت تم یہ قصہ بیان کر رہے تھے۔ میں مریض کو دوا
پلانے میں مصروف تھا۔ لیکن خیر اب تم وہ ساری تفصیلات بیان کر رہے تھے میں جیکب سمجھ
بھی داپس آجائے گا۔

ارل نے کہا: خدا کرے وہ جلد ہی لوٹ آئے۔ مجھے میں دوستان کو اس مقام سے
مشروع کرنا ہوں۔ جہاں سے آپ نے اس پر توجہ نہیں دی۔

ڈاکٹر کہنے لگا: میں نے ابھی تم سے یہ پوچھا تھا۔ کیا آخر کار جیکب ہی سبکل کر دوسرا لب
لانے گیا، مگر اب مجھے یاد آ گیا کہ تم مارکی میں اس بڑے کو گھیسٹے ہوئے دوبارہ تہ خانہ کی طرف
جانے والے زیر کی طرف لپکے اور تم نے اسے جو خوفناک دیکھیاں دیں۔ انکی وجہ سے اس نے
جدوجہد چھوڑ دی تھی۔ آدمی بہت خوفناک معلوم ہوتا ہے۔ اور جو کیفیت میں نے کہا
بہائی سے اس کے متعلق تھی۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ یہی وہ شخص تھا جسے پہلے بھی میں نے
ایک دو موقعوں پر اس مکان میں دیکھا۔ اگرچہ اس وقت مجھے اس کا نام معلوم نہ تھا۔

ارل نے تسلیم کیا: ہاں یہ وہی آدمی تھا۔
ڈاکٹر نے کہا: ہاں تو تم اسے پہنچنے ہوئے زینہ کے نیچے لے گئے۔ لہذا جیکب کو اچھلنے
کے لئے کہا۔ ریفریڈر اس عرصہ میں سویا رہا۔ اور اس کا بے خبر سونا کچھ عجیب خیر بھی تھا۔
کیونکہ صبح کے واقعات کے بعد اسے گہری نیند آنا قدرتی تھا۔

ارل کہنے لگا: میں صبح کو تپا ہوں۔ اس بڑے پاجاموں کو زینہ سے نیچے گھیسٹے ہوئے
جانا اتنا خطرناک کام تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ حیرت یہ ہے۔ ہم دونوں گرنے سے کس طرح
محفوظ رہے۔ بہر حال میں اسے زینہ کے رات نیچے تہ خانہ میں لے گیا اور چونکہ دروازہ اس
طرف سے بند تھا۔ اس لئے اسے کیونے میں کچھ دشواری پیش نہ آئی۔ اتنے میں جیکب بھی شمع لیکر
پہنچ گیا۔ اور میں نے بڑے کو منجھ کر دیکھا کہ میرے ساتھ تہ خانہ میں داخل ہوا۔

ڈاکٹر بولا: میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت اس کا بھیاںک چہرہ غصہ اور خوف
کی وجہ سے اور زیادہ ہیبتناک نظر آتا ہو گا۔ لیکن حیرت میں نے اس بات کا ارادہ کیا ہے

کہ جب اس کا پھانسی کے تختہ پر خانہ ہو تو میں اس کے سر کا ٹونڈہ غزوہ تیار کروں گا۔
 ارل نے کہا یہ بیشک اس کی صورت بڑی ہی ہیبت ناک نظر آتی تھی۔ لیکن مجھے نہ
 اس وقت اس پر رحم آیا نہ اب محسوس ہوتا ہے۔ میں نے اُسے چند قدم آگے چلنے پر مجبور کیا
 جبکہ یہ شمع لالچہ میں لے سنا ہوتا تھا۔ ایک مروجہ اس نے پیچھے مڑ کر اس لڑکے کی طرف شیطانی
 غصہ کی ایسی قہرناک نظر ڈالی کہ مجھے یہ سوچ کر حیرت ہوتی تھی۔ انسان کے سینہ میں اتنے
 خوفناک جذبات بھی موجود ہیں۔ جبکہ یہ تھا اس کی نگاہ سے اس طرح ڈر گیا جیسے کوئی شخص
 سانپ کی آنکھوں کی چمک سے خوف کھا جا رہا ہے۔ لیکن میں نے اُسے تسلی دی کہ لپ کی روشنی
 میں مجھے یہ خانہ کے پیاد میں ایک دروازہ نظر آیا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ مجھے پہلے ہی اس خانہ
 کی نسبت بعض مشبہات تھے۔ اب وہ اس دروازہ کو دیکھ کر تازہ ہو گئے۔ مجھے یقین تھا کہ کوئی
 خاص دریافت ظہور میں آئے گی ہے۔ چنانچہ میں نے بڑے کویہ کبکھڑا کیا۔ کہ میرے پاس
 پتول ہیں مگر اگر تم نے جنت کی۔ تو میں انہیں چلانے سے دریغ نہ کروں گا۔ خیر اس کمرہ کا
 دروازہ کھولا گیا۔

تو معلوم ہوا یہ وہی کوٹھڑی تھی جس میں تم پناہ جتنے زیر حراست رہے؟ ڈاکٹر نے غصہ
 پورا کرتے ہوئے کہا: وہ لوگ کتنے بدعاش تھے جہیزوں نے تم سے اس قسم کی بدسلوکی کی؟
 ارل کہنے لگا: بیشک یہ وہی کوٹھڑی تھی۔ اور جب میں نے اس کے اندر نظر ڈالی۔ تو سیر
 خن رگوں کے اندر سجد ہو گیا۔ جبکہ سجدہ نے سجدہ لیا۔ اس کوٹھڑی کی دریافت کیا اہمیت
 رکھتی ہے۔ چنانچہ اس کے سڑے سے یہی خوف کا کلر نکلا۔ میں نے اولڈ فیلڈ کی طرف دیکھ کر جو
 اس وقت جبکہ کی طرف وحشا نہ نظر سے گزرا ہوتا تھا۔ کہا اب میں سجد گیا کہ مجھے قید کرنے
 والوں میں سے ایک تم بھی تھے۔ مگر اب سوال وجوب کا وقت نہیں ہے۔ پھر میں نے لپ کو
 اس طریق سے ملہ تہ میں لیا جس سے اس کی روشنی کوٹھڑی کے اس حصہ پر پڑی۔ چنانچہ
 میں نے فرس کے لئے رخ تیار کیا تھا۔ اور دیکھا کہ یہ بھی اس حصہ کی اپنی تکمرت نہیں
 ہوئی۔ ان حالات میں اس کو دس جگہ قید کرنا غیر ممکن تھا۔ مگر سوال یہ تھا۔ اسے کہاں کہا
 جائے؟ جب میں نے غور سے دیکھا تو نظر آیا کہ اس زمین دوز راستہ کے دھری جا
 یعنی اس کوٹھڑی کے بالقابل ایک اور کوٹھڑی کا دروازہ ہے۔ اولڈ فیلڈ نے جب
 اس کوٹھڑی کے سیر کیا۔ اس طرف کو لگی ہوئی ہے تو اس نے وہی اور التبا کے لیے میں چند الفاظ کہے

میں نے جواب دیا۔ میں نہیں ضرور پہچانتا ہوں۔ مگر جس طرح کچھ عرصہ پیشتر تم نے مجھے چند مقبوض کے لئے یہاں زیر حراست رکھنا ضروری جانا تھا۔ اسی طرح اب میں تمہیں چندوں زیر حراست رکھنا چاہتا ہوں۔ چپکے سے اندر چلے جاؤ اور آنا کہہ کر میں نے اس دوسری کو ٹھٹھری کا ارعازہ کہہ دیا۔

”گویا اب وہ بڑھا خبیث اس کو ٹھٹھری میں ہی اپنے دوست ڈنڈارش کے ساتھ زیر حراست ہے۔“ ڈاکٹر نے کہا اور کہہ کر وہ اس خیال سے ہنسنے لگا۔ کہ دونوں بدعاش خونخوار ہی دام میں شکار ہوئے۔

اول کہنے لگا۔ آپ جانتے ہیں معاملہ اس قسم کا بنا جس میں قوی انصاف کا رد والی کی ضرورت تھی۔ ڈنڈارش کے شعل آپ نے مجھے جو حالات بتائے۔ ان کی بنا پر میں جانتا تھا کہ وہ ضرور کسی نہ کسی طرح یہ خانہ میں پہنچ جائے گا اور یہ ظاہر تھا کہ اس کے آزاد ہونے ہوئے اس کی مدد سے اولڈ ڈیوٹیج ہیج باسانی رہا جاتا۔

تب ہم نے یہ ترکیب اختیار کی۔ کہ ٹین مل سٹریٹ میں جا کر بڑے ڈنڈارش سے کہا۔ ڈاکٹر لیسلر تم سے بچ رہا گاہ میں گھسکرنا چاہتے ہیں۔ یہ بیکر ڈاکٹر نے پھر قبضہ لگایا لیکن اسے یہ سارا معاملہ ایک نہایت پر لطف واقعہ معلوم ہوتا تھا۔

امیر موصوف نے کہا۔ ہاں یہی ترکیب تھی۔ جو میں نے اختیار کی۔ ڈنڈارش نے میری طرف مثبتہ نظر سے دیکھا۔ اور بڑبڑا کر کہنے لگا۔ ڈاکٹر ٹرا عاقبت انڈیش آدمی معلوم ہوتا ہے لیکن میں نے بظاہر اس کی باتوں پر توجہ نہ دی۔ وہ بچ رہا گاہ میں آگیا۔ اور اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ آپ کو معلوم ہی ہے۔

ڈاکٹر نے کہا۔ ہاں میں جانتا ہوں۔ تم جس ترکیب سے اسے اس کے دوست اولڈ ڈیوٹیج کے پاس لائے۔

اول کہنے لگا۔ بہر حال اب دونوں کو اس وقت تک اس کو ٹھٹھری میں بند رکھا جائیگا۔ حتیٰ کہ جب تک یہ اطلاع لے کر واپس آجائے۔ کہ میرا بیانی بھلائی جہاں پر سہار ہو گیا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ معلوم اس بات سے قطعاً لاعلم ہیں۔ کہ وہ موت سے محفوظ رہا۔ یا اسے عجیب و غریب طریق پر دوبارہ زندہ کیا گیا۔ جس کے لئے ڈاکٹر صاحب میں آپ کی فیاضانہ امداد اور علمی تحقیقات کا ہمیشہ ممنون احسان رہوں گا۔ لیکن چونکہ میں اس بات کا یقین نہیں کرتا

کہ ان میں سے ایک باس کا جانی دشمن ہے۔ اس لئے ہم ان سے یہ بات اچھی طرح پوشیدہ رکھیں گے۔ کہ وہ دوبارہ زندہ ہو چکا ہے۔ کم از کم اس وقت تک کہ وہ ہر قسم کے خطرات کی حالت سے باہر فرج جائے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ جن دنوں میں یہ خانہ میں زیر حراست رہا۔ اس کے مارشل ہی میرا نظر ان پر آکر رہا۔ اگرچہ وہ ان دنوں حتی الامکان کم ہوتا۔ اور گفتگو کے وقت بدلا ہوا لہجہ اختیار کر لیتا تھا۔ میرا مال اس قدر میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آواز نہ مارتا تھا کی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ جس وقت میں ٹرن مل سٹریٹ والے مکان میں اس کے پاس وہ فرسٹ پیغام کے کرینچا۔ جسے پا کر وہ میرے ساتھ اس مکان پر آنے کے لئے آمادہ ہوا تو وہ ایک لمحہ کے لئے اس قدر حیرت زدہ نظر آیا۔ کہ میں نے سمجھا۔ اس نے مجھے پہچان لیا ہے۔ ہر چند کہ زمانہ حراست کے دنوں میں مجھے بھی اس کی صورت دیکھنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ اور وہ بھی اپنا چہرہ چھپانے رکھتا تھا۔ تاہم یہ ممکن ہے۔ کہ اس نے میرا چہرہ دیکھ لیا ہو نیز جس وقت میں طرفین فکر پر اس کے مکان پر پہنچا تو میں نے ایسی لا پرواہی اور ادا سے کی صداقت کا اظہار کیا۔ کہ اس کے دل میں غدار کا ذرا بھی خیال پیدا نہ ہو سکتا تھا اور اگر ایسا خیال پیدا ہوا بھی تو وہ میرے طرز عمل سے خود آرخ ہو گیا۔ لیکن ڈاکٹر صاحبان کی بات یہ ہے۔ کہ فطرتاً میں ایسے برعاشوں کے ساتھ بھی اس قسم کی دھوکہ دہی کو دل سے نبھاتا ہوں۔

لیسنز کننگھم آرٹھر تھامس رچرڈس جی جی جی جی ہے اس برعاش کا مذاق نہ کر کو کسی نہ کسی طرح دام میں پھنسا نا ضروری تھا۔ تاکہ وہ کسی قسم کی شرارت نہ کر سکے۔ اس وقت تم نے جو تفصیل بیان کی ہے۔ اس سے میں یہ جان کر بہت خوش ہوا ہوں۔ کہ تم نے قابل تعریف و دروازہ ایسی سے کام لیا۔ اور ضروری احتیاطیں عمل میں لاتے ہوئے سچی بناوری کا ثبوت دیا۔

اول نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب جو کچھ میں نے کیا۔ اس کے لئے مجھے کسی تعریف کی ضرورت ہے اور میں اس کا مستحق ہوں۔ بھائی نے میرے ساتھ جو فیاضانہ سلوک کیا۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے میرا فرض تھا۔ کہ اس کی حفاظت کے لئے ہر ممکن سہیل پیدا کرنا۔ وہ شبہ نہ کسی سترہ رات میں اس کے سرخ نے بحالت فکر بیٹھا۔ اس انتظار میں تھا کہ جب اس کے آنکھ کھلے۔ تو اسے اولہ ڈیجھ کے زندہ ہوئے اور گرفتار کئے جانے کی خوشخبری

سناؤں۔ مگر وہ آپ کی آمد تک پہنچ نہ سکیا۔ اور اس کے بعد جب آپ کی موجودگی میں اسے
بتایا گیا کہ انجمن بونزبرجیڈ کو وہ اپنی مشیر النفسی کی وجہ سے کسی امیدوار کا سخت نہیں ماننا چاہیے
ہے۔ اور تم اس کی موت کا موجب نہیں ہوئے۔ تو آپ کو معلوم ہے۔ اس سے اسے اتنی
خوشی حاصل ہوئی۔

ارل کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ صدر روزانہ پر کسی کے آستکی کے ساتھ
دینے کی آواز سنائی دی۔ اسے شکر لارڈ آلفنگھم اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور لمبے لمبے
کرورواڑے کر رہے گئے۔

پھر جب اس نے دروازہ کھولا۔ تو اس کے منہ سے پہلے الفاظ یہ نکلے جیسے سمجھ تم آ
گئے تھے یہ الفاظ ڈاکٹر کے کانوں تک پہنچے۔ اور پھر دونوں کے ہال میں آستکی سے گفتگو
کرنے کی آوازیں سنائی دیں۔ جس کے آواز میں لوفجان اسیر کے منہ سے نکلا۔ خدا کا
شکر ہے۔

اس کلمہ سے لیڈر نے سمجھ لیا۔ کہ رین فوڈ ساحل انگلستان سے بحفاظت روانہ
ہو گیا ہے۔

باب ۶۵ ارل آف آلفنگھم کا ایسا

ناظرین کو یاد رکھنا کہ ان اشکات کی وجہ سے جو پہلے کئے گئے فیصلہ یہ ہوا تھا کہ لارڈ آلفنگھم
اور جیکب سمجھ دونوں نام رین کے ہمراہ فرانس کو روانہ ہوں۔ لیکن پھر جب آڈلڈ ڈیوٹھ رڈ لارڈ
سٹریٹ دسے مکان میں یکایک نمودار ہوا۔ اور وہ واقعات پیش آئے۔ جن کی کیفیت کسی
گہرے باب میں مدح کی گئی ہے۔ تو ناچار اس انتظام کو ختم کرنا پڑا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ جلیل اللہ ڈیوٹھ آڈلڈ مارش کو اپنی حراست میں لے چکا۔ تو اس
نے صرف اس وجہ سے اس مکان میں پھرنے کا فیصلہ کر لیا۔ کہ وہ خانہ کی لگائی کے قیدیوں
کے فرار کو روکا جاسکے۔ بلکہ اس لئے بھی کہ انہیں خوراک دیا کرنا اور اس وقت جب ان کی
حراست کی ضرورت باقی نہ رہے۔ ان کو دیکھ کرنا ضروری تھا۔

پھر پھر نام رین اور جیکب ارل کی معیت کے بغیر ہی دور دور کر پٹے گئے۔

جسکے ساتھ رین فوڈ کو اس جہاز پر بحفاظت سوار کر کے جو مشین ڈیڈ نیٹس کے فرانس چلائے گئے تھے مگر یہ پر لیا تھا۔ اس کی اطلاع لیکر لندن کو واپس ہوا مگر نہیں جیکب نے اسی کو کافی نہ سمجھا۔ مگر نام رین کو جس سے اسے سجدہ محبت پیدا ہو گئی تھی۔ جہاز پر سوار کر کے واپس چلائے بلکہ مزید احتیاط کے طور پر وہ ارل اور نام رین کی بدایا شدہ کے خلاف جو یہ یختیں کر تم نے فوراً ہی روانگی کی اطلاع لیکر لندن پہنچا واپس چلے جاتا۔ دوڑ کے گھاٹ پر اس وقت تک کھڑا رہا حتیٰ کہ جہاز کے سفید ستون خاصہ پر نظر دے کر او جھل ہو گئے۔

یہی وجہ تھی کہ اگرچہ ارل نے اسے بہت سارے پیہ دیکر اس بات کی تاکید کر دی تھی۔ کہ احتیاجات کی پروا نہ کر کے روانگی کی اطلاع لیکر ہوا کی مانند واپس آنا۔ اسے تاخیر ہو گئی۔ مگر جسے اس نے اس تاخیر کو بوجھ بیان کی۔ تو لاڈلہ ایگم یا ڈاکٹر لیلیڈا اسے ملا سکا ایک لفظ بھی کہنے کی حمت نہ کر سکے۔

اور اب لاڈلہ ایگم کے چہرہ پر مسرت کے آثار دیکھے جو نمایاں طریق پر نمودار تھے۔ جیسے کچھ عرصہ پیشتر نکار اور اندیشہ کے۔ فرط مسرت سے اس نے غریب جیکب کا ہاتھ اس گرم جوشی سے بلایا مگر یہ اس کا اپنا چوڑا ہاتھ تھا۔

آخر جو وقت بیک ریغورڈ کے سمر او دوڑ تک سفر اور بعد از ان ریغورڈ کے جہاز پر سوار ہونے کی کیفیت مفصل بیان کر چکا۔ تو ارل کہنے لگا۔ اب ہم تھری ویرین اپنی قیدیوں کو رہ کر دینگے۔ لیکن اب کرنے سے پیشتر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف ان کی زبانی اس قسم کی تفصیلات سن لوں۔ جو میری ذات سے تعلق رکھتی ہیں۔ بلکہ ایسی چیزیں ہیں جن میں لاڈلہ کہ یہ دونوں برسائے نہیں نام عنقریب یہاں کر دینگے۔ دوبارہ اس مکان کے تہ خانہ یا کوٹھڑیوں تک رسائی نہ حاصل کر سکیں۔ چو کہ مجھے امید تھی کہ جیکب آج رات تک واپس آجائے گا۔ اور چونکہ میں نے اس بات کا مفید کر لیا تھا کہ اس کے آنے ہی ان دونوں شخصوں کو رہ کر دینگا اس لئے میں نے اپنے ان بیٹوں و خادار نوکروں کو جنہوں نے دوشنبہ کی صبح کو یہ بات مدد دی تھی۔ اور جن کی وفاداری پر مجھے کامل اعتماد ہے۔ حکم دیدیا تھا۔ کہ وہ سارے فوجیہ یہاں پہنچ جائیں۔

یہ کہی گئی تھی۔ ڈاکٹر نے تحریر ہو کر پوچھا۔

ارل نے جواب دیا۔ محض اس لئے کہ ہماری تعداد بڑھ جائے۔ اور جن بہ معاشروں

کو ہمارے رعبہ پیش ہوتا ہے۔ وہ رعبہ میں آجائیں۔ ڈاکٹر صاحب میں انہیں نمائی نکاڈا
 سا اسکان ہی دینا نہیں چاہتا۔ ارد میں جانتا ہوں۔ کہ اگر وہ دیکھیں گے۔ ایک طرف دم دروازہ
 دوسری طرف جبکہ سمیت ہم صرف تین آدمی ہیں۔ تو ممکن ہے۔ وہ اس قسم کا مقابلہ شروع کر دیں
 جس سے ہمارے خبردار ہو جائیں اور اس بات کو آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ہماری ہی ہتھیار
 اس میں ہے کہ کوئی ایسا واقعہ ظہور میں نہ آئے۔ جس کی وجہ سے ہمیں برسرِ عدالت اسس
 بارہ میں کیفیت بیان کرنی پڑے۔ کہ ہمارا ان بدعاشوں کے اس مکان سے کس طرح
 نکلنے پڑا ہوگا۔

ڈاکٹر لیسلر نے جواب دیا کہ میرے دوست تمہاری احتیاطیں قابلِ توفیق ہیں۔ مگر
 سننا یہ دروازہ پردہ تنگ کی سبکیا آواز نہ ملے گی
 ارل کہنے لگا۔ جبکہ تم دوڑ کر جاؤ۔ اور دروازہ کھول دو معلوم ہوتا ہے۔ میرے ڈاکٹر
 گئے ہیں۔

ڈاکٹر نے وقت میں لے لیں دروازہ کی طرف لپکا۔ لیکن اس کے جانے پر فوراً ہی ارل کو
 کچھ خیال پیدا ہوا۔ اور وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ اس نے سوچا کہ میں ایسا نہ ہو جیسے
 لوگوں کی بھانے کسی اجنبی نے دروازہ پر دستک دی ہو۔

جس وقت تک ارل زمین کے وسط میں پہنچا۔ جبکہ نے باہر کا دروازہ کھول دیا تاہم
 کی روشنی میں اس نے دروازہ پر ایک عورت کو کھڑے دیکھا۔ جس کی صورت سے وہ نا آشنا
 نہ تھا۔ چنانچہ بے احتیاط کہنے لگا کہ کون بے سٹر میں آ

کون جبکہ؟ سٹر میں نے ہی جو کچھ کہی حیرت زدہ نہ تھی کہ تم یہاں کیاں؟ کیاں؟ اس کا
 میں بہت ادا کیا کام ہے؟ اور پچھلے دنوں تم کہاں چھپے رہے ہو؟ اگر میں غلطی نہیں کرتی۔ تو مجھے تمہاری
 حرکات سے غدار کی توقع تھی۔ مگر آج یہیں یہ دیکھ کر مجھے کبھی ہوں۔ تم سٹر لونز کی غرضی
 موت سے اچھی طرح واقف ہو۔ اور اب تمہاری اسما سے شعل ہو چکی ہے کیا وہ اندہ ہی ہے؟
 جبکہ نے جلد ہی سے اوسان بھال کر کے جرات سے کام لیکر کہا کہ ارل اندہ ہی ہے
 آ جاؤ۔ وہ تم سے ملنا چاہتا تھا۔

سٹر نہیں یہ کتنی ہوئی مکان کے اندر داخل ہوئی۔ کہ میں خدا اس سے ملنا چاہتی ہوں
 پھر جب اس کے داخل ہونے پر احتیاط سے دروازہ بند کر لیا۔ تو وہ کہنے لگی۔ میں وہ شخص

کئی رات کے بعد اس سے نہیں لی سکی۔ اور کل رات اس کا ڈانکڑا آئے گا وہ یہی تھا اس کے نہ آنے سے بچے ٹولشیش پیدا ہوئی۔ اور میں ٹرن ٹل سسرٹ روئے مکان میں لے گئے تھے میں نے بہت آوازیں دیں مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ میں کہتی ہوں سب تم ٹل مارش اور اس مکان کے دوسرے حصے سے اچھی طرح واقف ہو چکے ہو گے گا

جیکب دیوانہ ٹرن اور بچے تہ خانہ کا بی علم ہو چکا ہے۔ اب یہ ان تمام اسرار سے واقف ہوں جو پہلے مجھ سے پوشیدہ ہو چکے جانتے ہے۔ آؤ سسرٹ میں میرے ساتھ ساتھ چلی آؤ وہ اس بات سے بے خبر کہ سالہ کی تہ میں کچھ اندازہ ہے۔ بلکہ انہی اس بات سے خوش کہ جیکب اب اور ڈیوٹیو کا اتنا منظر نظر میں چکا ہے کہ وہ اسے قابل اعتنا دیکھنے لگا ہے اس کے پیچھے پیچھے زینہ پٹائی گئی۔ لیکن پہلے موٹر پر تکی پہنچی تھی کہ کسی نے اسے مہبوطا تہ سے پکڑ لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کہا کہ سسرٹ میں خاموشی۔ اور تمہاری خیر نہیں

جیکب نے جلد ہی سے پیچھے مڑ کر کہا کہ ہائی لارڈ آج آیا ہوا۔ آپ یہاں پہنچ گئے۔ یہ عدوت بھی اس خوفناک جماعت سے تعلق رکھتی ہے۔ جسے آپ نہ ٹھہر کر رہے ہیں۔

لارڈ آجیکٹ سسرٹ میں نے حالت اضطراب میں کہا کہ تم نہیں جانتے یہ کیا کر رہے ہو مگر یہ لارڈ کون ہے۔ اور میں نے اس کا کیا بھانڈا ہے گا

آر تھر کینہ لگا۔ اسے عورت میں ارل آف الینگم ہوں۔ اور غالباً تم اس مکان میں میری طویل حراست سے بے خبر نہ ہو گے۔ مگر تم میرے آگے چلو۔ اور یہ یاد رکھو کہ تم ان شخصوں کے قابو میں ہو۔ جو تمہیں آسانی سے رہا نہ ہونے دینگے

میں اس وقت پھر کسی نے عدد و دروازہ پر دستک دی ارل نے سسرٹ میں سے فضا میں ہو کر کہا کہ تم یہاں چلیو۔ جیکب میں خود دروازہ کھولتا جاتا ہوں۔

اتنا کہہ کر آر تھر دروازہ کی طرف گیا۔ اس نے دروازہ کھولا۔ تو تینوں ٹوکرا باہر کھڑے تھے وہ انہیں راتھ نے اترتے گا میں گیا اور اس جگہ ڈاکٹر ایسٹ کو ڈاکٹر نفٹوں میں سسرٹ میں کے نمودار ہونے کے حالات سے آگاہ کیا۔

سسرٹ میں نے زینہ کی تاریکی سے نکل کر تجربہ گاہ کی روشنی میں پہنچے ہی تیر کا سے اندر گئے اور زینہ کی تاریکی سے زیادہ دیر تک اس کی نگاہ جیکب سمجھ رہی تھی اور یہاں وہ اس وقت

اسے سادہ مگر سنزادہ لباس پہنے دیکھ کر بہت متعجب ہوئی۔ جیکب کی شکل و صورت بھی صاف ستھری اور شیرین تھی۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ اس لڑکے کے حفظ و خال موزوں نہ تھیں۔ روشن و دست بردار اور سفید تھے۔ اور اگرچہ چہرہ پر کبھی پر اسرار عیال کی علامات نظر نہیں آتے۔ تاہم کچھ تو مسخرے اثر اور کچھ ناموس ریغورڈ کے نچے جانے کی خوشی نے اس وقت اس کے چہرہ پر سرخی کی جھلک پیدا کر رکھی تھی۔

جیکب نے معلوم کر لیا کہ مسٹر جنس میری طرف دلچسپی کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اور اس وقت خدا اس کے دل میں اس عورت کے متعلق رحم کا احساس پیدا ہوا جو بارہ اس سے بڑی بیانی کا سلوک کرتی رہی تھی۔ اور جس کے لئے خود جیکب کے دل میں کئی مرتبہ ایک ناقابل بیان کشش پیدا ہو چکی تھی۔ مگر موجودہ حالات نے اسے لارڈ ایلنگھم کے حوالہ کرنے کی کارروائی پر اس قدر نہیں تیار کیا کہ وہ جانتا تھا کہ اولاً ڈیوٹے کے جن قدر حاجی اور متعلقین ہیں۔ حتی الامکان ان سب کو لارڈ ایلنگھم کے روبرو لانے کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ مسٹر جنس کو کئی قسم کا حذر نہیں پہنچایا جائے گا۔ چنانچہ یہ بات اس نے اس سے بے لفظوں میں کہہ بھی دی۔ اگرچہ اس کا انداز ظاہر کرتا تھا کہ میں اب تمہارے شرکاس سے نہیں ہوں!

اتنے میں ارل نے تینوں نوکروں سے مخاطب ہو کر کہا: تم میرے ساتھ بیٹھے

چلو!

جیکب نے بھرپور گاہ سے ایک اور لیپ اٹھا کر رکھ دیں کیا۔ ارل اپنے نوکروں سمیت پاس کی خوابگاہ میں ہرگز غارت کی طرف چلا۔ ڈاکٹر لیلزبرگ مسٹر جنس اور جیکب یہ تینوں اس عرصہ میں بھرپور گاہ میں ہی رہے۔

عورت نے جیکب سے التجا کے لہجے میں کہا: آخر اس ساری کارروائی کا مطلب

کیا ہے؟

بات یہ ہے کہ اگرچہ جیکب نے اس کا اطمینان کروایا تھا۔ تاہم اس کے دل کے

شکوہ اب تک رفع نہیں ہوئے تھے۔

جیکب کسی قدر بلند آواز سے کہنے لگا: میں اس بارہ میں کوئی کیفیت بیان نہیں کر

سکتا۔ لیکن اس بات کا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر صاحب کی طرف اشارہ

کر کے کہا۔ آپ میرے لفظوں کی تصدیق کریں گے۔ کہ ہمیں اس صورت میں ہرگز کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔ کہ تم ان سوالات کا جو دریافت کئے جا رہے ہیں، صحیح طور پر جواب دیجیے۔
ڈاکٹر کہنے لگا۔ یہ شک یہ اڑا کا ہی کہتا ہے۔ اور میری رائے میں یہ ہرگز ہو گا۔ تم ایسوں کی آمد تک خاموش رہو۔

”قیہ ی“ اس سرزمین نے کبھی اگر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے خیال آیا کہ شاید یہ اشارہ اولڈ ویجہ اور ڈی مارش کی طرف ہے۔

اس کا یہ خیال غلط نہ بنا۔ کیونکہ چند ہی منٹ میں ارل اپنے نوکر و ہمیت ان دونوں شخصوں کو ساتھ لیکر آگیا۔ جن کے ہاتھ رسوں سے مضبوط بندھے ہوئے تھے۔

بچپن ہنس کا چہرہ پہلے سے بھی زیادہ ڈراؤنا معلوم ہوتا تھا۔ تین ہزار دن سے حجامت کا موقع نہ ملنے کے باعث چہرہ پر سینہ بال نمودار ہو کر اس کی فدا کی خفناک شکل کو اور زیادہ ہیبت ناک بنا رہے تھے اور صف اور خوف کے مشترکہ اثرات سے اس کی آنکھیں بھیچے اور بھونکنے کی بجائے نہایت تیزی سے پلک پلک رہی تھیں۔

ڈی مارش نسبتاً کم مضطرب نظر آتا تھا۔ لیکن تجربہ گاہ میں داخل ہو کر اس نے بھی جلد جلد ادھر ادھر نظر ڈالی۔ گویا وہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کہ کیا کون کون آدمی موجود ہیں۔

اولڈ ویجہ نے بھی حاضرین پر تجسس سے نظر ڈالی۔ اور جب اس نے جیکب سمٹھ کو موجود دیکھا۔ تو اس کی پیشانی پر ریکڑوں بل پڑ گئے۔ جس سے اس کی ملی نصرت اور فطری تندہی کا اظہار ہوتا تھا۔ اس کے بعد اس نے سرزمین کی طرف دیکھا۔ مگر اس عورت نے ایک پر مہینہ نظر سے یہ جتا دیا کہ میں خود بیان زیر حراست ہوں۔ ہتیار سے خلاف گواہ بن کر نہیں آئی۔

ڈاکٹر لیسلی آرگ، کی طرف بھیجے گئے حاضرین کو اس انداز سے دیکھ رہا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اسے اس کارروائی سے خاص دلچسپی ہے۔ فی الحقیقت اسے اہل آف ایلیگم سے جو محبت تھی۔ اسکی وجہ سے وہ اس کارروائی کا جو عنقریب ہر میزائل تھا۔ شوق سے منتظر تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ اولڈ ویجہ، ڈی مارش اور سرزمین کے چہروں کو علمی اور تحقیقی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ مگر نہایت دیر دیکھنے دینے کے بعد آخر کار وہ اس پر پہنچا۔ کہ اگر یہ تینوں جلد یا دیر پالسنی پر نہ لٹکائے گئے۔ تو قصور ان کا اپنا نہ ہو گا۔

یہ ایک لارڈ الیگٹم نے تینوں قیدیوں کو کرسیوں پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ اور پھر جب وہ بیٹھ چکے۔ تو اس نے انہیں ان نظروں میں مخاطب کیا۔ ”وکیل تم اس شخص کے بس میں ہو۔ جسے تمہارے بد اعمال کے لئے سزا دینے کا اختیار حاصل ہے۔ اور اگر تم نے میرے سوالات کا جواب دینے سے انکار کیا۔ یا غلط جوابات دئے۔ تو میرے لئے صحیح نتائج پر توجہ دینا مشکل نہ ہو گا۔ سب سے پہلے جنجن لونڈی میں تم سے مخاطب ہوں۔ اور میرا سوال یہ ہے۔ تمہارے کارکنوں یا ساتھیوں نے کس نے بجے راستے میں پکڑ کر اس زندخانہ کی ایک کوٹھڑی میں بند کیا؟

ہر شاہ آدمی میرے اس سوال کا صحیح جواب دے گا۔

عمر رسیدہ جنسیت جس کی کہہ کھلی آواز غصہ اور خوف کی وجہ سے اور یہی طبیعت ناک ہو گئی تھی۔ کہنے لگا۔ مافی لارڈ میں اس وقت کرتا ہوں۔ مجھے ایک لفظ آپ سے تحلیل نہیں عرض کرنے کی اجازت دی جائے۔

لارڈ جان امیر نے حکیمانہ لہجہ میں کہا۔ ہرگز نہیں میں تمہارے جیسے شخص سے کسی راز نہ کر دوں گا۔ آپ نے نہیں کرتا جو کہہ کرنا ہو۔ صاف طور سے سب کے سامنے بیان کر دو۔ اولاً تو یہ بتاؤ کہ آپ کو معلوم ہے۔ میں ایک ایسے راز کو ظاہر کر سکتا ہوں۔ جس کے فاش ہونے سے آپ کی عزت میں اضافہ نہ ہو گا۔

آرٹھر کہنے لگا۔ میں سمجھتا ہوں۔ تمہارا اشارہ کس کی طرف ہے۔ اور میں تمہاری بات کو کھانے کے ساتھ نظر انداز کرتا ہوں۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ تم ساری دنیا کے سامنے باوازیبہ یکے بچہ دو۔ کہ ارل آف الیگٹم اس شخص کا سوتیلہ بیٹا ہے۔

”جیسے دشمنیہ کی جمع کو پالسنی پر لکھا گیا کہ اولاً ڈیجھ نے غرا کر کہا۔ اور پھر اسی نے اس خیال سے خوش ہو کر بڑی قہقہہ لگایا۔ بلا بلا بلا کہنے لگا ارل آف الیگٹم جیسے امیر کبیر اور فائدہ ملی شخص کا بیٹا وہ ریزن جسے سزائے موت دی گئی!۔۔۔ اور بیانی لہجہ وہ جو بڑا اور جوان بچہ باپ کی جائز اولاد ہے۔ ذرا خیال فرمائیے۔ حصہ ویسٹ اینڈ کی سوسائٹی میں لوگ اس واقعہ پر کتنی ہنگامہ کر رہے گئے۔

ارل نے پرسکون لہجہ میں کہا۔ ہر شاہ آدمی مجھے ذوق نہ کرو۔ ورنہ پادریوں میں انصاف کی مثال کے کہیں اس بے جا حراست کے لئے جو مجھے ایک خوفناک زندخانہ میں جلا دیتے برداشت کرنے کی پڑی۔ سزا دلانے سے دریغ نہ کروں گا۔ اور جان لو۔ کہ سزا سنائی گئی۔

بقیہ زندگی کے لئے عہدہ دریا سے شہر سے کم نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ عدالت اصفان میں تیس
یہ بیان کرنے پر ہی مجبور کیا جائے گا کہ تبار سے وہ کمرے جو سین فی سیٹ مال سے پڑیں اور
اندر اس قسم کا سامان موجود ہے جو ہر حال و استعدادی سے حاصل نہ کیا گیا ہو گا کیا انہی کچھ میں
میں دیکھتا ہوں، تم اس قہری سے گھبرائے ہو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں نے تبار سے ان کردوں
کے تھکن توڑ کر ان کا سامان نہیں دیکھ لیا؟ جس روز میں نے تمہیں زیر حراست لیا۔
اس کے دوسرے ہی دن یہ معلوم کرنے کے بعد کہ تم ان کردوں کے مالک ہو۔ میں نے ان
کا معائنہ کیا۔ اور تبار سے خلاف ہر قسم کی شہادت فراہم کر لی۔ اس طرح ہر قسم دیکھ سکتے
ہو۔ کہ اب تم میرے پس میں ہو۔ اور تباری بہتری اس میں ہے۔ کہ میرے تھکن کو حد انتہا
سے نہ گزرنے دو۔

بچیں ہر منظر خطرات بیان کر رہے اس سے مرعوب ہو کر کہنے لگا۔ فرض چکے ہیں آپ
کے سارے سوالات کا جواب دیدوں تو پھر کیا ہوگا؟

ارل نے کہا: اگر ان اسرار کے حل میں جن سے بچے خاص دلچسپی ہے۔ تم۔ منجھ
اپنی مفصل کیفیت سے پوسٹ طور پر مدد۔ اور فی ۱۲ کے لئے اور طریقہ اختیار کرنے
پر مجبور نہ کرو۔ تو میں فوراً ہی ہمیں اس انتظام کے بعد کہ تم آئندہ اس مکان یا ٹرن لہا شریٹ
راے مکان سے واسطہ نہ رکھو۔ کیونکہ ان دروہوں کا ایک دوسرے سے تعلق ہے۔۔۔
ہمیں اور تبار سے رابطہ کیوں کو رہا کر دوں گا۔

اور میرا مال۔۔۔ اس کا کیا ہوگا؟ اولہ ڈیجھنے گبر اگر پوچھا

ارل نے زوردار لہجہ میں کہا: اگر میں اسے تبار سے پاس رہنے دوں تو یہ داخل گناہ ہوگا
اور اگر حکام کے حوالہ کر دوں۔ یا غریبوں کو دیدوں تو اس سے ایسی تحقیقات عمل میں آنا
پیشی ہے۔ جس کی وجہ سے تبار اور تبار سے جرائم کا ذکر کرنا عروسی ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے
کہ ایسا کرنے سے میلہ عہہ ٹوٹ جائے گا۔ جو میں پہلے تم سے کر چکا ہوں اور جہ اب میں
پھر دہر تھکنوں سے یہ کہ اگر تم سارے امور کی نسبت جو میں د یا نہت کر دوں۔ صاف دلی
کے ساتھ پورے طور سے اعتراف کرو۔ تو میں فوراً ہی تبار سے رابطہ کیوں کے عہدہ رہا
کر دوں گا۔ جس سوال یہ ہے۔ تبار ہی اس جاملو کا کیا ہو؟ میری رائے میں اس کے
لئے صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ اسے تلف کر دیا جائے۔

”تلف“ اولڈ ڈیچھ نے ذہنی اذیت کی وجہ سے کسی میں پرتع و تاب کہا تے ہوئے اضطراب کے لفظوں میں کہا: ”کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میری سخت محنت سے کئی ہوئی دولت اور میرے بیش قرار خزانوں کو بے دردی سے تلف کر دیا جائے؟“

”جان۔ ہر ایک چیز“ امیر موصوف نے استقلال بکھول کر کہا: ”کیا تمہارے لئے یہی کافی نہیں ہے۔ کہ تم اپنی باقی زندگی جیلخانہ میں بسر کرنے کی بجائے آزادی کے ساتھ گزاریو۔“

اولڈ ڈیچھ اس افسوس ناک منظر سے جو اس کے سامنے پیش کیا گیا، بہت مضطرب ہوا۔ اور کراہتے ہوئے کہنے لگا: افسوس! خدا امیر کیا حال ہو گا!“

آرتھر نے کہا: اے بر معاش اس مصیبت میں تجھے یاد دہا آتی ہے۔ لازم ہے کہ تو اس قادر مطلق سے اپنی ان سنگاکیوں کے لئے جن کا ارتکاب عمر بھر تجھ سے ہوا تامل و معافی مانگے۔“

ڈاکٹر جو اس عرصہ میں بڑے کی صورت کو بڑے غور سے دیکھتا رہا تھا۔ کہنے لگا: اس شخص کو رہائی دینا اور اس کی روح کو ان تمام مظالم سے جو اس کے اندر پوشیدہ ہیں۔ پاک کرنے کی واسطے مدت مدید درکار ہوگی۔“

ارل نے کہا: ڈاکٹر صاحب! ان لوگوں کے لئے بھی جو گناہ کے غار میں بالکل ہی گر چکے ہوں۔ اصلاح کی کچھ امید ہوتی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اس قابل رحم شخص کے واسطے بھی اصلاح کا امکان ہے۔ جو بحالت موجودہ انصاف کی گرفت سے نہ بچنے کے ارادہ کو حاصل کرنے کے متعجب ہیں اپنی ناپاک بولست کو ہاتھ سے دینا زیادہ تکلیف دہ سمجھ لیتے ہیں لیکن میرے خیال میں اس گفتگو کو ٹول دینا بیکار ہے۔ اس لئے تجھ کو مزید راضی نہ ہونے کی نرم یا تو ہر حال کی پوری صداقت دلی سے کیفیت بیان کرو۔ آئندہ کے لئے جرم کی زندگی سے توبہ کرو۔ اور اپنی دولت میرے حوالہ کرو۔ اور اگر یہ منظور نہ ہو۔ تو میں اس وقت نہیں حوالہ پاؤں گا۔“

اولڈ ڈیچھ ایسے لہجہ میں گویا وہ غم و غصہ کی وجہ سے رونے پر آمادہ ہوئے کہنے لگا: غور کیجئے۔ اگر آپ میرے سارے مال و دولت پر قبضہ کر لیں گے۔ تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔

”گد اگر فیض ہو جاؤں گا۔“

ارل نے سختی کے بوجھ میں کہا: جس رات کو ٹامس ریفرڈر مبتلا سے گودام سے روپے کی کچھ مقدار لے گیا تھا۔ کو کیا بہت سارے یہ لڑی باقی نہ رہا اور کیا تم نے اس باقی ماند روپے کو کسی محفوظ مقام میں نہیں پیچھا دیا؟ برعکس آدمی تم دیکھ سکتے ہو۔ میں بتا رہا ہوں کہ اسرار سے واقف ہوں اور ارادہ کتنا میں گا اگر وہاں تھا۔ بالکل فسرل ہے۔ یہ کہہ کر ارل آف ایلینگٹم اولڈ ڈیٹھ کے چہرہ کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔ اور چونکہ وہ ارل کی نگاہ کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اس نے آخر الذکر نے جان لیا۔ کہ میرا خیال صحیح ہے۔ تھوڑے وقفے کے بعد جس میں اولڈ ڈیٹھ اپنے دوستوں سے آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ گفتگو کرتا رہا۔ اس نے جواب دیا: اگر بالفرض میں آپ کے سارے سوالات کا جواب دیدوں۔ تو کیا پھر مجھے رہا کر دیا جائے گا؟

ارل نے زوردار لہجہ میں کہا: ضرورت۔ اولڈ ڈیٹھ کہنے لگا: لیکن ممکن ہے۔ میں جو کچھ آپ کے روبرو بیان کروں۔ اس سے آپ ان واقعات کے علاوہ جو آپ کو معلوم ہیں۔ اس قسم کی مزید واقفیت حاصل کر کے جس کا آپ کو شبہ تک نہیں۔ میرے خلاف کینہ کو اپنے دل میں جگہ دیں۔

ارل نے کہا: یہ یاد رکھو۔ میں ادنیٰ درجہ کے انتہام کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے ایک خاص شرط پر تم سے رہائی کا وعدہ کیا ہے۔ اور اس وعدہ کو قطع نظر اس امر کے کہ میرے بیٹا کیا ہوں۔ ضرور پورا کیا جائے گا۔

اولڈ ڈیٹھ کہنے لگا: خیر اس صورت میں۔ میں آپ کی شرط کو منظور کرتا ہوں۔ ڈاکٹر لیسٹر آپ ایک عزت دار آدمی ہیں۔ اس معاملہ میں وعدہ وفا کی ضمانت رہے۔ ڈاکٹر نے کہا: ارل آف ایلینگٹم تم سے بہت نرمی کر رہے ہیں۔ بہر حال میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں کہ جو وعدہ انہوں نے تم سے کیا ہے۔ اسے پورا کیا جائے گا۔

”خوآن میری زبانی انہیں کسی قسم کے حالات معلوم ہوں۔ جن کے لئے ممکن ہے۔ وہ بالکل دیتا رہوں۔ اولڈ ڈیٹھ نے وعدہ کو اور زیادہ سخت کرنے کی نیت سے کہا: مائی لارڈ میں سمجھتا ہوں۔ آپ مجھ سے کس قسم کے سوالات پوچھیں گے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ ان کا جواب دہ چھوٹے میں اپنے آپ کو آپ کی گرفت میں دے دوں گا۔ یہ بات پیش نظر رکھ کر اس نتیجہ پر میں جو آپ کو مجھ پر حاصل ہے۔ رحم سے کام لینا چاہئے۔“

”رحم! اول نے نفرت اور حسد کے لہجہ میں کہا۔ بوڑھے آدمی بچے تنہا سے ساتھ کسی طرح کی سہار دی نہیں۔ بلکہ میں تم سے نفرت کرتا ہوں۔ باوجود اس کے جو وعدہ میں نے تم سے کیا۔ اسے میں اس صورت میں پورا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کہ تم جو شرط عائد بنائے ایماندار ہی سے پورا کرو۔ لیکن دیکھو میں کچھ کہتا ہوں۔ اگر تم نے کوئی بات غلط بیان کی۔ تو پورا اقرار۔ فتح سمجھا جا چکا۔ اور میں اپنے وعدہ کا پابن نہ رہوں گا۔ اس کے بعد میں جو سلوک طاہر ہوں تم سے کر سکو گا۔ پس تم ان حالات پر اچھی طرح غور کر لو۔ اور سارے پہلوؤں کو سوچ کر میرے سوالات کا جواب دو۔ کیونکہ میں ایسا آدمی نہیں ہوں۔ جسے فضول باتوں سے ماننے کی کوشش کی جائے۔“

اولاد دیتھ نے تسخنی انداز سے کہا: ”مجھے جو کچھ معلوم ہے۔ سب آپ کے روبرو بیان کر دوں گا۔ لیکن ہر بانی سے اس تکلیف دہ نظارہ کو جس قدر جلد ممکن ہو ختم کیجئے۔ کیونکہ میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔“

ارل کہنے لگا: ”بہتر ہے ہم معاملہ کی طرف مدخ کرتے ہیں۔“ پھر اس نے فیڈیوں کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ کر اولاد دیتھ سے کہا: ”میرا پہلا سوال تم سے یہ ہے کہ بچے ت فاذ کی کوٹھڑی میں کس لئے زیرِ حراست رکھا گیا؟“

”اس لئے کہ آپ اپنے رویہ سے حکام کو رشوت دیکر رینفورڈ کے خزانہ یا اس کی راولٹی میں مدد دیں۔“ اولاد دیتھ نے آہستہ کے ساتھ بچے تلے لفظوں میں کہا۔

یہ سن کر ارل اپنے غصہ کو ضبط نہ کر سکا۔ اور بولا: ”تم کہتے جا چکی ہو کہ اپنی موتیوں میں لکڑی کے بیجے کو پھانسی پر لٹکانے کے معاملہ میں اتنی بے دردی سے کام لیا سب میں اس معاملہ کو اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔ اس جہان بنا کر میرے خلاف کوئی زبردست شخصہ اثر کام نہ کر سکا۔ کیونکہ جن شخصوں کو اس کے خلاف مستفیض کی حیثیت میں پیش کیا گیا۔ یعنی سر کسٹوفر ملینٹ اور اس کا بھتیجا دونوں شہادت سے ہٹ چکے تھے۔“ پھر اس نے موصوف نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا: ”اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بی وکیل ہارڈوڈ کو رشوت دیکر یہ استثنائہ دائر کیا یا نہیں؟“

اولاد دیتھ لاڈلائیگی سے غصہ سے مرعوب ہو کر سرست پاؤں تک اپنے لگا اور بولا: ”کیا یہ سب کچھ میری ہی کوٹھڑی سے ہوا۔“ مگر کیا رینفورڈ اس سلوک کا سخت زخم زد تھا یا نہیں۔

مجھے اسے سخت بدسلوکی کی خیال فرما چھے۔ میں اس کے ساتھ ہیرانی اور غنا... میں پیش آیا میں نے اس کے لئے آمدنی کے بہترین وسائل پیدا کئے۔ لیکن اس نے ان سب رعایتوں کا عرض یہ دیا کہ مجھے زبردستی اس مکان پر لایا۔ اس نے میرے سارے راز معلوم کئے۔ میری دولت لوٹی۔ اور کئی غصہ کاغذ لے گیا۔...

”خاموش! اول نے اتنے زوردار بوجھ میں کہا۔ کہ شیطان بخشم اولہ دوتھہ پھر ایک یا کناپ اٹیا۔ معاملہ کو اس مصلحتی رنگت میں پیش نہ کرو۔ رفینور کو دیہات میں یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ تیار اس کی ماں سے نہایت قریبی رشتہ تھا۔ اسے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ تم نے اس کا دوش چھینا۔ اس لحاظ سے جو سلوک اس نے تمہارے ساتھ کیا۔ تم ہر طرح اس کے منتہی تھے جو مدیہ دہ لے گیا۔ وہ جائز طور پر اس کا تھا۔ کیونکہ اصل رقم میں سود و سود کی رقم شامل کی جائے۔ تو کم دہش اتنا ہی روپیہ بچتا ہے۔ اور کاغذات بہر حال تمہارے نہ تھے۔ دلاس کی چیزیں تھیں۔ اور اسے ان کو لے جانے کا اختیار تھا۔

اولہ دوتھہ بے عبری سے کہنے لگا۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو کیا وجہ اس نے مجھے مشورے میں ہی یہ نہ بتا دیا۔ میں کون ہوں کہ اس نے وہ مجھے دام قریب میں لاکر پستول کے زور سے اس مکان پر لایا اور پھر مجھے اپنے راز ظاہر کرنے پر مجبور کیا؟

ارل نے جواب دیا۔ اس نے تمہارے جیسے ہر شخص کی حرکات کا جواب تمہارے ہی پہرہ میں دنیا کا سب جاننا۔ جو سلوک رفینور نے تمہارے ساتھ کیا۔ تم اس کے منتہی تھے بہر حال اس حقیقت سے تم انکار نہیں کر سکتے کہ تم نے اپنے خواہر زادہ کو پانسی کے تختہ پر بچایا۔ اولہ دوتھہ نے باہر ارکھا۔ اس کا اپنا قصور بارہا اسے لازم تھا کہ میری راہ میں حائل نہ ہوتا۔ میرے خلاف جنگ کرنا اس کی اپنی طاقت کا نتیجہ تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا۔ تو میں ضرور اس کا دوست رہتا۔

”دوست! ارل نے سخت حقارت کے لہجہ میں کہا۔

”ہاں دوست... مگر اپنے طریق پر۔ کیونکہ وہ میری دوستی ہی کا طلبگار بن کر آیا تھا۔ اولہ دوتھہ نے بڑے جوش کے ساتھ کہا۔ لیکن اس نے میرے ساتھ ایسی سلوک کی۔ پھر میں غرور میں با صاف نہیں کر سکتا تھا۔ وہ میرے اسرار میں نخل ہوا۔ جس کے بعد ممکن تھا۔ وہ بار بار اگر مجھ سے زبردستی روپیہ حاصل کیا کرتا۔ اسے میرے منہ سے اتنی نفرت

حاصل ہو چکی تھی۔ کہ اس کی موجودگی میں میں خود محفوظ نہ رہ سکتا۔ پھر اس نے مجھے ایک کرسی کے ساتھ اس طرح جکڑ کر باؤڑھا۔ کہ میں بیہوش ہو گیا۔ اور ممکن تھا۔ اگر شخص اس نے ٹڈاؤ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ مجھے بروقت مدد دیتا۔ تو میں جان بوجھ ہی نہ ہوتا۔ ان سب باتوں کو پیش نظر رکھ کر میرے لئے فرضی تھا۔ کہ وہ بیوقوف کی زندگی کا خاتمہ کر دیں۔ اس نے مجھ سے برسلو کی۔ اور اس کا عوض حاصل کر لیا۔

لارڈ ایلینگھم اس شیطان صفت بڑے سے نفرت کے ساتھ پیچھے کو ہٹ گیا جو اپنے ایک قریبی رشتہ دار کو یہاں لٹائی پر لٹکوانے کے فعل کی صفائی میں اس بیباکی سے دلائل پیش کر رہا تھا۔ اور جس نے اسے کسی اخلاقی اصول پر نہیں بلکہ اپنے انتقام کی خاطر اور اسے اپنی راہ سے ہٹانے کے لئے اپنی کوشش سے سزائے موت دلائی تھی۔

اتنے میں ڈاکٹر ایلینگھم نے لٹائی پر لٹکوا دیا۔ باوجود کہ یہاں نام ہے۔۔۔ تم مجھے اپنی فرضی موت کی حقیقت سے دوا زیادہ تفصیل کے ساتھ آگاہ کرو۔

اس وقت مارش اس خیال سے کہ مسائل کے اس پہلو کو میں زیادہ وضاحت سے بیان کر سکوں گا کہ لٹکائے آپ کو وہ رات یاد ہوگی۔ جب میں مکان کے اس حصہ میں آپ سے ملا تھا۔ یہ وہی رات تھا۔ جب آپ نے ریفرڈ کو اپنی تجربہ گاہ میں دیکھا اور پھر میں یہ بھی معلوم ہو گیا تھا۔ کہ وہ زینہ کے راستہ سے خانہ میں اترا ہے۔ اس بات کو بھی آپ بولے نہ ہو گئے کہ اس مکان سے ہم دونوں ایک ٹیبلر رخصت ہوئے تھے۔ اور میں آپ سے ٹرن مل سٹریٹ کی کڑ پر جدا ہوا تھا۔ لیکن میرے دل میں یہ شبہ پھر بھی باقی رہا۔ کہ اس مکان میں ہمارا کوئی غیر سمرلی واقعہ پیش آیا ہے۔ آپ کی موجودگی میں میں نے سٹرک لائٹ کے کمرہ میں جانا مناسب نہ سمجھا۔ مگر آپ سے جدا ہو کر میں پھر اس مکان میں واپس آیا۔ یہ خانہ کئی راہ سے بندھا۔ بلکہ دوسری جانب سے۔ اور آپ کی تجربہ گاہ سے گزر کر۔۔۔

یہ رہنمائی دینی ہوئی کہ یہاں سے پاس اس مکان کی دوسری کونیاں ہیں۔ ڈاکٹر نے غصہ کے لہجہ میں کہا۔ لیکن حیرتہ تم اس ذکر کو ختم کرو۔

مارش بولا۔ اور اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ پھر میں پہلے گودام میں پہنچا۔ لیکن اس میں تو ہم رک رہے تھے۔ اس قسم کی آواز سنائی دیا۔ گویا کوئی خواب گاہ کے چور دروازہ

کو توڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔ میں تسلیم کرتا ہوں۔ اس آواز کو سن کر شیخ فرزدہ ہوا
گیا۔ کیونکہ میں نے سمجھا ہر فرد یہ رمیغورڈ ہی کی حرکت ہے۔ اور چونکہ وہ آدمی بہت بیدار
ہے۔ اس لئے اس کا مکان میں موجود ہونا خطرہ سے خالی نہ تھا۔ میں بالکل خاموش رہا۔ اور
تھوڑی دیر میں نیچے ۱۰ دروازہ کھلے اور کسی کے اوپر آنے کی آواز سنائی دی۔
پھر مجھے آپ کی تجویز بگاہ کا دروازہ کھلنا سنائی دیا۔ اور وہ شخص اس میں سے گزرا لیکن چونکہ
میں غلطی سے اس دروازہ کو بند کرنا بدل گیا تھا جو زیہ کی طرف کھلتا ہے۔ اس لئے اسے
اس کو توڑنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ خیر میں چند منٹ انتظار کیا کہ وہ مکان سے رخصت
ہو جائے۔ اور اس کے بعد چونکہ مجھے سسٹر بونز کی نسبت تشویش لگی ہوئی تھی۔ اس لئے میں
دوسرے گودام میں گیا۔ مگر کیا دیکھتا ہوں۔ کہ سسٹر بونز کرسی کے ساتھ جکڑا ہوا اور
رین فٹ ڈاس پر جبکہ کھڑا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر میں سمجھ بیٹھے کہ ہمارے رمیغورڈ وہاں سے
بہوت کی طرح بھاگا۔ اور میں اپنے دوست سسٹر بونز کو مردہ سمجھ کر اس کی حالت دیکھنے
کو بڑھا۔ مگر جب میں نے غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا وہ مرا توں بیہوش ہے۔ میں تھوڑی
کوشش سے اسے ہوش میں لے آیا۔ لیکن میری داستان کا سلسلہ اسی قدر بنا۔ اور میں
امید کرتا ہوں۔۔۔

میں تشریحات سننا نہیں جانتا۔ لارڈ ایلینگٹن نے قطع کلام کر کے کہا: تم سے
البتہ مجھے ایک ذاتی سوال پوچھنا ہے۔ جو یہ ہے کہ جن دنوں میں وہ خانہ میں زیر حراست
تھا۔ تو کیا تم میری نگرانی کیا کرتے تھے؟

وہ بولا: مافی لارڈ اس امر واقعہ سے انکار کرنا لا حاصل ہے۔ لیکن...
تھوڑے دنوں کے لئے زنی شروع کر دی ہیں جانتا ہوں۔ وہ کام تمہارے ذمہ تھا
اس آقا نے ہی لگایا ہوگا۔ بہر حال تم نے مجھ سے جو پوچھا کیا۔ اس کی مجھے چنداں شکایت
نہیں ہے کہ علاوہ تم نے میرے ساتھ یہ رعایت بھی کی تھی۔ کہ مجھے اپنے دوستوں کے نام
خطوط لکھنے کا موقع دیا۔۔۔

ٹڈ مارش قطع کلام کر کے کہنے لگا: مافی لارڈ یہ رعایت میرے دوست بونز کی
تھی۔ اور ان خطوط کو ڈاک میں ڈالنے سے پہلے میں نے اسے دیکھا دیتا تھا۔
اور چونکہ وہ ہر لحاظ سے بے ضرر تھے۔ اس لئے میں ان کی روانگی میں مانع نہ ہوا۔

اولڈ ڈیوٹھ نے جلدی سے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا مگر نکام و ادھ یہ ہے کہ میں آپ کو کوئی غیر ضروری تکلیف دینا نہ چاہتا تھا۔ اس کے علاوہ ان خطوں کا ایک فائدہ بھی ہوتا اور وہ یہ کہ ایک نوآپ کی گمشدگی سے آپ کے دوستوں میں تشویش پیدا نہ ہوئی۔ اور دوسرے ریفورڈ کو اس خط سے جو آپ نے اس کے نام بھیجا تھا یہ معلوم ہو گیا۔ کہ آپ کی طرف سے اسے کسی امداد کی توقع نہیں۔

ارل اولڈ ڈیوٹھ کی طرف امداد حیرت سے دیکھتے ہوئے اس نے کہہ نہیں جانتا تھا کہ قلب انسانی اتنا سیاہ ہو سکتا ہے۔ کہنے لگا۔ جب سے مصالحتانہ گفتگو کرتے ہوئے بھی تم اپنی بہن اکیٹیویا کے بیٹے کے خلاف اظہارِ کینہ سے باز نہیں رہ سکتے۔ پھر ذرا اٹل کے بعد اس نے کہا۔ میں اب تم سے ایک اور سوال پوچھتا ہوں۔ پچھلا اس کا کہیں کیونکر علم ہوا کہ میں ماس ریفورڈ کو شخص یا مالی امداد دینے کا ارادہ کر چکا ہوں؟

اولڈ ڈیوٹھ نے جواب دیا۔ "سیرے جاسوس ہارسونز کو لین کے جیٹاؤ کے پاس ہر وقت موجود ہوتا ہے۔ اور وہیں پاس بھی اس نے ان کے لئے ایک مکان کرایہ پر لے رکھا تھا۔ انہوں نے مجھے اطلاع دی۔ کہ آپ جیٹاؤ میں ریفورڈ سے ملنے گئے۔ اس سے میں نے اندازہ کیا۔ کہ آپ اس حادثہ سے جس قدر ہوشیار ہو چکے ہونگے۔ جو آپ کے اور اس شخص کے درمیان ہے۔ سیرے نے کسی اہم معاملہ کی نسبت فیصلہ اور عمل کرنا مساوی ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے ان شخصوں کو حکم دیا۔ کہ وہ جا کر آپ کو گرفتار کر لیں۔ اور تھانہ میں پہنچا دیں۔"

"مگر تم نے جیٹاؤ کے پاس جاسوس کس لئے متعین کئے تھے؟ ارل نے پوچھا۔ اولڈ ڈیوٹھ نے جواب دیا۔ "میں جانتا تھا ریفورڈ آپ سے امداد کا طلب گار ہو گا۔ اس لیے طرہ پر اس سے ملنے جائیں گے۔ چونکہ وہ سیرے ہاں سے اس قسم کے کاغذات لے گیا تھا۔ جن سے ثابت ہوتا تھا۔ اس کا حقیقی رتبہ کیا ہے۔ اس لئے میرا خیال تھا۔ کہ ان کاغذات کو دیکھ کر اس کا پہلا کام آپ سے خط و کتابت کرنا ہو گا۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ سیرے۔ قیاس جنہاں غلط ثابت نہیں ہوا۔"

اسی طرح مزید سوالات اور ایک طویل جرح کے بعد اولڈ ڈیوٹھ سے جو حالات معلوم ہوئے۔ ان کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ جب ٹیڈ مارش کی کوشش سے اسے جوش آ گیا۔ تو اولڈ ڈیوٹھ نے اس بات کا ہضم ارادہ کر لیا۔ کہ اگر نام رین کو پالسی کی سزا دلوائی جاسکے۔ تو کم از کم

جس دوام بہ عبور دریا کے شور کی سنوار ضرور ہی ملنی چاہئے۔ نین دن تک وہ ٹرن ل سڑیٹ
 میرا بڈارش کے مکان پر اس بارہ بھی تکیا دین سوچا رہا۔ اور اس عرصہ میں اپنے کسی دوست
 سے بھی نہ ملا۔ یہاں تک کہ ان ایام میں مسز جنس کے ہاں بھی اس کا جانا آنا بند رہا۔ نام نین کی
 سنار کے معاملہ میں جو مشکلات درپیش تھیں۔ انہیں اولہ ڈیچہ اچھی طرح سمجھتا تھا وہ اسے اپنے
 اغراض و مقاصد اور کنیز کا نڈ نہ بنانے کے لئے ایسی کارروائی کرنا چاہتا تھا کہ نام رین کو
 معلوم ہی نہ ہو۔ مجھ پر کس نے وار کیا۔ اور کس لئے کیا۔ کام پلے پڑے تہہ اسرار طریق پر ہونا نام
 تھا کہ رین فرارڈ کو بونز کی سازش کا شبہ تک پیدا نہ ہو۔ کیونکہ اس صورت میں جب اسے مجھ پر
 یا بچ کے سامنے پیش کیا جاتا۔ تو ظاہر تھا وہ اپنے بیان میں نہ اس کی ذات نہ اس کے مکان
 واقعہ کو کزن ویل کا ذکر کر سکتا۔ بہت کچھ سوچنے کے بعد اسے سر سر سٹو فریٹ کے تین سوار فرارڈ
 کا معاملہ رینفرڈ پر داز کرنے کا ذریعہ نظر آیا اور وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ سٹو فرارڈ کو کس نام سے
 اور طالع شخص ہے کہ روپیہ کی خاطر اس کام میں آسانی دے دینے پر آمادہ ہو جائے گا۔ جب
 یہ سجاوٹ بڈارش کے مدبر و بیان کی گئیں۔ تو اس نے کہا۔ میری رائے میں رینفرڈ کو یقین
 دلانا بہتر ہوگا کہ اولہ ڈیچہ مرجھا ہے۔ یہ تجویز پیش کرتے ہوئے۔ اس نے کہا جب میں نے
 انکو ام میں حوصلہ ہو کر رینفرڈ کو تنہا ہی طرف جواس وقت بیہوش تھے دیکھے۔ تو میں نے
 بھی نتیجہ نکالا تھا۔ کہ تم مر چکے ہو۔ اور مجھے یقین ہے کہ خود رینفرڈ کا خیال بھی یہی
 ہوگا۔ اس کے علاوہ وہ خوف زدہ سا ہو کر وہاں سے بھاگا تھا۔ اور میں کہہ سکتا
 ہوں کہ وہ اتنا ڈر آدمی ہے کہ سوائے غیر معمولی حالات کے کبھی خطرہ کا اظہار نہیں
 کرتا۔ چنانچہ یہ مشورہ قابل عمل سمجھا گیا۔ اور فیصلہ یہ ہوا کہ رینفرڈ کو یقین دلایا جائے کہ
 بچمن بونز واقعی مرجھا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اسے بھولے سے بھی یہ خیال پیدا نہ
 ہوگا کہ بونز نے ہی وہ ساری کارروائی کی ہے۔ جو اس کے لئے سنارے موت تجویز کئے جانے
 کا موجب ثابت ہوئے۔ غرض جب یہ سمجھوتہ اولہ ڈیچہ اور بڈارش کے درمیان ہو چکا تو آزادانہ
 کو مسز جنس کے مکان پر بھیجا گیا اور ساری تجویز اس کے سامنے بھی بیان کی گئی۔ اس کو یہ کام پڑ
 ہوا۔ کہ وہ نام رین پر جا سوس مقرر کرے اور جس طرح ممکن ہو۔ اس کے کانوں تک خبر
 پہنچائے کہ بچمن بونز مرجھا ہے۔ اس بات کا بھی فیصلہ کر لیا گیا کہ اس انتہائی تجویز کا
 راز جسکے سمجھ پر ظاہر نہ کیا جائے اور اصرار تھا اسے بھی یہی کہا جائے کہ اولہ ڈیچہ مرجھا

ہے۔ اس کے ساتھ ہی چونکہ اب تک کسی کو اس بات کا شبہ نہ تھا کہ جبکہ سمجھ کے ریفرڈ کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم ہو چکے ہیں۔ اس لئے انہیں اسکو بھی ریفرڈ پر جاسوس مقرر کرنے میں کوئی غیر معمولی بات نظر نہ آئی۔ اس کے بعد ریفرڈ کی گرفتاری سے پہلے ہفتہ کی رات کو مسٹر فیس اس سے گریڈ ان لین میں محض اتفاقاً طور پر ملی۔ اور اس نے ان کو دیا ت کے مطابق جو صبح کے وقت آئے دی گئی تھیں۔ ریفرڈ کو کوئلہ ڈو تھک کی موت سے آگاہ کیا۔ پھر اس سے جدا ہونے کے بعد وہ یہ جاننے کی نگر میں ہوئی کہ ریفرڈ کس مکان میں رہتا ہے۔ مگر وہ اس کی نظروں سے غائب ہو گئی اور اگرچہ وہ معلوم نہ کر سکی کہ وہ کس مکان میں رہتا ہے تاہم اتنا انداز اس نے ضرور کر لیا کہ وہ کہیں اس پاس ہی پروردہ باش رکھتا ہے۔ اس کے لاکس فیلڈس سے آٹھ آنے کی خبر اسے پہلے ہی مل چکی تھی پس اس نے سمجھ لیا کہ وہ گریڈ ان لین میں ہی کسی جگہ رہتا ہوگا۔ پھر جبکہ اس بار میں جاسوس کر کے بھیجا گیا لیکن جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ اس نے مسٹر فیس کو یہ کہہ کر اسٹاٹوٹ میں ڈال دیا کہ میں اسٹوٹ کی کے ہر ایک مکان میں بھرا آیا ہوں اور معلوم ہوا ہے مین فورڈ نام کا کوئی آدمی وہاں نہیں رہتا۔ لیکن اس سے اگلے دن اتوار کی شام کو جب ریفرڈ لمیٹیڈ ہیٹ فیلڈ کے مکان سے واپس آ رہا تھا۔ تو اوئلڈ ڈو تھک کے جاسوسوں میں سے ایک اور نے اسے بکاٹ لی۔ سب سے گذر تے دیکھ لیا اور اس کے پیچھے جا کر لاکس فیلڈس میں اس کی جائے سکونت کا پتہ کر لیا۔ اس اثنا میں ڈو تھک مشر بارڈ سے ٹکراؤ ڈو تھک کے رہنے سے رشوت لینے کے بعد اسے اس بات پر آمادہ کر چکا تھا۔ کہ وہ ریفرڈ کے خلاف استعاضہ دائر کرے۔ ان انتخابات کے بعد ڈسٹرکٹ کے سرائرساں ڈاکٹس نے اسے سرکشیو فریڈ کا دہرہ پیر چھیننے کے جرم میں گرفتار کیا۔ کیل سے سوائے انتخابات ہفتہ کی صبح پر کر ہوئے تھے۔ اتوار کی شام کو ریفرڈ کے مکان کا سرائرنگ نکلیا گیا۔ اور اس رات نصف شب کے قریب جاسوس کی ہیا کہ وہ اسی اطلاع کے مطابق جو مسٹر فیس اور ڈاکٹس کو پہنچائی گئی تھی۔ ریفرڈ کو اس طریق پر جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ گرفتار کر لیا گیا۔ واضح ہے کہ اس اثنا میں کسی کو اس بات کا شبہ پیدا نہ ہوا تھا کہ ریفرڈ سے جبکہ سمجھ کے تعلقات تھے۔ اس لئے اسے اس سٹیوں کو جس کے داس مونگو لین کے جیلانی نہ میں ریفرڈ سے ملنے کے لئے جانے کا واقعہ ہی معلوم ہو سکا تھا۔ کیونکہ اس کی گرفتاری کے بعد جاسوسوں

کو جیلانی نہ کے قرب سے بٹا لیا گیا تھا۔

غرض یہ حالات تھے جو کچھ تو سوالات کے جواب میں اور کچھ ڈرا دھمکا کر اولاد و بیٹے منتریں اور منتر ڈارشیس سے جو تینوں اس وقت ارل آف الینگھم کے اختیاء میں تھے معلوم کئے گئے۔

ان حالات کو سنکر آر تھر ڈاکٹر لیسلیز اور جلیب کو فطرت انسانی کی سفاکی کو کس حد انتہا تک پہنچنے کے خیال سے بہت نفرت پیدا ہوئی۔ آخر کار اول الذکر نے کہا یہ عظیم بد زشتی تھی جو ایک انسان کی جان لینے کے لئے کی گئی۔ اور کچھ نراک نہیں کہ تفسیرات کی تکمیل کے اعتبار سے یہ سازش اتنی ہی خوفناک ہے جب قدر اس شیطانت مجسم کی جوت کے لحاظ سے جس نے اُسے سوچا۔ پہر وہ اپنے طعنے کو ضبط نہ کر کے زور دار اور زریں بولا۔

”شیطان نہ تہارے افعال تو ایسے ہیں اور انہیں سنکر طبیعت میں اتنا جوش پیدا ہوتا ہے کہ جی چاہتا ہے تمہاری ہر ایک حرکت کا اتنا ہی خوفناک بدلہ لوں۔۔۔ مگر نہیں انتقام تمہارے جیسے بزدلوں کا مشیوہ ہے۔ پس یہ تم بد محاشوں کو ہی مہارک رہے۔ میرے دل میں اگر تمہارے طریق عمل کی تقلید کا خیال پیدا ہوتا۔ اور اگر میں بھی تمہارے افعال کا جواب تمہارے اپنے طریق پر دینا چاہتا۔ تو لے بڑھے بد نیت“ اس نے بھجن پونز کی طرف تھر آلود نظرسے دیکھ کر کہا۔ جو خوف زدہ ہو کر پیچھے کو ہٹ گیا تھا۔ یہ کچھ شکل نہ تھا کہ کچھ لغو ڈی دیر گزری۔ تم نے خود اس بات کا ذکر کیا تھا کہ مجھے اس شخص کے ساتھ جو تمہارے انتقام کا تکرار بنا یعنی ٹامس رین فورڈ کے معاملات سے کیا دلچسپی ہے۔۔۔ یا بوں کہہ جانتے کہ تھی“ اس نے جلدی ہی اپنے لفظوں کی اصلاح کر کے کہا ”میں چاہوں۔ تو تمہیں باقی عمر کے لئے تمہاری اپنی کوٹھڑیوں میں قید کر سکتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں۔ تو تمہاری خشکیں کس کو تمہارا منہ اس طرح بند کر دوں کہ ذرا آواز نہ نکالے اور کوئی شخص تمہاری مدد کے لئے نہ پہنچ سکے اور اس کے بعد لے سفاکوں میں تمہیں ان کردوں میں ہی فاقہ کی حالت میں تڑپ تڑپ کر مرنے دوں۔ یا اس مکان کو آگ لگا دوں اور تمہاری ناپاک سبستیاں کو اس مکان کے ساتھ ہی صفحہ عالم سے مٹا دوں۔۔۔“

یہ خوفناک کلمات سنکر منتریں کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی اور اولاد و بیٹے ہی کر اپنے ٹھکانا۔ مگر ڈارشیس بالکل خاموش اور حالت سکون میں رہا۔

ارل کی زبان سے یہ لفظ سن کر حکیک سمجھ ادا رل کے ملازم بھی دم بستہ اور خاموش
اثر و عجب میں مرتعہ ہونے لگے۔ خود ادا رل کا چہرہ جوش سے سرخ نظر آتا تھا۔ اس کی نفقت
اس خوفناک تقریر میں بھی کتنی مرثر تھی!

ڈاکٹر تینوں قیدیوں کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔

”گمشدہ“ یہ ایک ادا رل نے سلسلہ تقریر کو پہر جاری کر کے کہا ”میں اپنے آپ کو اتنا ذلیل
نہیں سمجھتا کہ جن ادا رل کے طریقوں سے تم نے کام لیا۔ میں بھی اپنی کو جستہ پار کروں۔ البتہ میں
اب تم سے ایک ادا رل کے نسبت سوالات پوچھنا چاہتا ہوں۔ پہر وہ خصوصیت سے
ادولڈ ڈیوٹیج سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ”جب تم میرے ان سوالات کا جواب دے چکے گے
تو میرا کام فقط یہ ہوگا کہ تمہاری ناپاک کماٹی کو تلف کر کے بعض ایسے طریقے اختیار کروں کہ
آئندہ تمہارا اس خوفناک مکان یا اس کے تہ خانوں سے کوئی تعلق نہ رہے۔ مگر جو تم میرا
سوال تم سے یہ ہے کہ جس خورد سال (لٹکے کو) اس ریفورڈ نے نہایت خیانت اور مخیرانہ
طریق پر اپنی اولاد دینا تھا۔ اس کے اغوا کی تم نے کس لئے کوشش کی؟“

”میں اس لٹکے کی ماں کا پتہ معلوم کرنا چاہتا تھا اور چونکہ مجھے چارلی سے اس بارہ
میں بہت کچھ واقفیت حاصل ہونے کی امید تھی۔ اس لئے میں نے اسے دین فورڈ کے مکان سے
آنے کی کوشش کی تھی۔“

ارل کہنے لگا ”معلوم ہوا ہے وہ چھٹی جنہیں متونی عدالت سارہ دس کی جیب سے ملی
اسی کو پڑھ کر تم نے اس لٹکے کی ماں کا سراغ لگانے اور اسے ڈرا دھمکا کر اس سے روپیہ
وصول کرنے کی تجویز سوچ لی تھی۔ تم نے شاید یہ خیال کیا کہ وہ کوئی عالی نسب ادا رل دار فائز ہوں
اور بہت سے لے کماٹی کا ایک آسان ذریعہ پیدا ہو جائے گا مگر وہ خط کسی طرح
ریفورڈ کے ہاتھوں تک پہنچ گیا۔ اور اگرچہ میں نے اسے خود پسند دیکھا۔ مگر اس
کے مصروفیت سے آگاہ ہو چکا ہوں۔ میرا سوال اب تم سے یہ ہے... اور یاد رکھو
اس کا بالکل صحیح جواب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تمہیں اس واقفیت کے بعد جو اس خط
سے حاصل ہوئی تھی۔ اس بارہ میں کوئی مزید حالات معلوم ہوئے ہیں؟“

”بالکل نہیں“ عمر سیدہ بد معاش نے جلدی سے کہا ”کیونکہ اگر مجھے کسی طرح کے
حالات کا علم ہو جاتا۔ تو میں ہرگز اس لٹکے کو اڑانے کی کوشش نہ کرتا۔ اس لئے اغوا

سے میرا دعا اس قسم کی واقفیت حاصل کرنے کا ہی تو تھا؟

ارل کہنے لگا "خیر میں نہیں بدایت کرتا ہوں۔ کہ آئندہ اس بچہ کے معاملات سے ہوا

نہ نہ کہنا۔ کیونکہ اب وہ تمہارے مقاصد کے دائرہ اثر سے باہر ہو چکا ہے اور اس کے

علاقہ آئندہ کے لئے میں خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں۔ بہر حال تم نے دیکھ لیا کہ باوجود

ان سفاحیوں، سفارتوں اور سازشوں کے تم ہمیشہ کامیابی حاصل نہیں کر سکتے لیکن میں سمجھتا

ہوں تمہارے جیسے آدمیوں کے سامنے جنحالی امور پر بحث کرنا سترس رہے ہو وہ ہیں جس میں

جاکر تم نے اس نظارہ کو جلد تر ختم کر دوں؟ پھر اس نے اپنے خادموں سے مخفی طلب ہو کر کہا تم

جا کر اس مکان کے گرد اس میں رکھے ہوئے کپڑوں اور باقی سامان کو چودہاں موجود ہے

ایسے طریق پر ضرب کر دو کہ سب چیزیں باطل ہو جائیں۔ پھر جواہرات کو تہ خانہ میں

لے جا کر تم نے اس بدر میں چھینک دینا۔ جو تہ خانہ کی کوٹھڑی کے نیچے سے گذرتی ہے

اور کوٹھڑی کے اندر بدر و تنگ ایک رختہ سا بنا ہوا ہے جیکب تم ان نوکروں کے ساتھ

جا کر انہیں اس کام میں مدد دو۔"

"نہیں جیکب... جیکب... منسٹرنس نے زور سے جلا کر کہا "خیر دار اس کام میں

مدد نہ دینا۔ جو..."

"خاتون! میں حکم دیتا ہوں۔ فائوش! " اولڈ ڈیوڈ نے اس عورت کی طرف حشیانہ

نظر سے دیکھ کر غراتے ہوئے کہا اہ پھر اس نے شیطان نفرت کے ساتھ اس رات کے کی طرف

دیکھا۔ جو نوکروں کو ساتھ لے کر پاس کے کمرے کو ہو گیا تھا۔

اولڈ ڈیوڈ کا حکم پا کر منسٹرنس ناچار چپ ہو رہی۔

اب امیر نے کہا اس کے بعد سوال اس مکان اور ٹرن مل سٹریٹ والے مکان کے قبل

کا ہے۔ پہلا یہ دونوں کس کی ملکیت ہیں؟

بزنس نے جواب دیا "یہ دونوں میری زیر صیہ ملکیت ہیں۔ جنہیں عرصہ گزرا۔ میں نے اپنے

برادر سے خرید لیا تھا۔ مگر یقیناً آپ..."

ارل زوردار لہجہ میں کہنے لگا "اطمینان رکھو۔ میں انہیں تم سے چھیننا نہیں چاہتا۔ مگر

وہ تمہاری ملکیت ثابت ہوتی ہے؟"

"اس لئے کہ میں جی میں جو گورام کے کمرے میں سے ایک کے اندر رکھی ہوئی ہے؟"

ایروہاں سے ہٹ کر تجربہ گاہ کی طرف گیا۔ لیکن جلدی ہی واپس آگیا اور شک نہ ہو میں کہنے لگا "اُس بچی کی کبھی کہاں ہے؟"

"میری اس جیب میں" بڑھے بد معاش نے کہا "لیکن میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں" ارل نے اپنے ہاتھ سے اُس کی جیب سے کبھی نکال اور پھر دوبارہ تجربہ گاہ کی طرف گیا۔ ہتھوڑی دیر میں واپس آیا تو اُس کے ہاتھ میں کاغذات کا ایک پلندہ تھا۔ کہنے لگا "ان کاغذات کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے یہی وہ دستاویز ہیں جن کی مجھے ضرورت تھی۔ اب میں تم سے کہتا ہوں کہ ان مکانات کی قیمت مقرر کر دو۔ میں وہ رقم ادا کر گئے یہ مکانات تم سے لے لگا... لیکن ٹھیکرو۔ میں تمہارے ہاتھ کھلے دیتا ہوں کہ تم اُن بیعنامہ پر دستخط کر دو۔ جو میرے وکیل نے پہلے سے تیار کر رکھا ہے اور جس پر اب صرف تمہارے دستخط کی ضرورت ہے۔"

اتنا کہہ کر امیر نے جیب سے ایک شک نکالا۔ اور اُس میں جو مقامات خالی تھے ان کاغذات کو دیکھ کر جو اُس کے ہاتھ میں تھے پُر کر دیا۔ پھر اُس نے اولڈ ٹیچہ کی رستیاں کھلیں اُس نے مکانات کی قیمت بتائی۔ اور ارل نے جاتال دس رقم کے لئے ایک چیک لکھ دیا۔

اس کے بعد اولڈ ٹیچہ نے بیعنامہ پر دستخط کر دیئے اور ڈاکٹر لیسل نے اُس پر اپنی شہادت ثبت کی۔

جب یہ کام ختم ہوا۔ تو ارل کہنے لگا "شاید تم میری اس کاہدائی کو یک طرفہ اور انتقام آمیز سمجھو لیکن میں بتا دیتا چاہتا ہوں کہ ایسا کرنا ضروری تھا۔ جو کچھ کیا گیا ہے اُس کا جذبہ انتقام سے ہرگز تعلق نہیں۔ میں جانتا ہوں میں نے تمہیں ان مکانات کی قیمت اہل سے دو گنی ادا کی ہے۔ جس کے بعد تمہیں کوئی وجہ شکایت نہ ہونی چاہئے۔ بالفرض اب بھی تمہیں شکایت ہو۔ تو یہ بات یاد رکھنا کہ میں تمہیں اس جرم میں کہ تم نے مجھے نہ خانہ میں زیر حراست رکھا۔ ورنہ شورش کے بارے میں جو اسکا تھا۔ جس صورت میں ہتھوڑی جاؤ اور میرے لئے ہاتھ سے نکل جاتی۔ پس جو کچھ میں نے کیا۔ اُسے تم میرا رحم آمیز سلوک ہی سمجھو... بس میرا کام ختم ہوا۔ اور اب میں تمہیں رہا کرتا ہوں۔"

اتنا کہہ کر ارل نے ڈاکٹر لیسل کی رستیاں بھی کھولیں اور اولڈ ٹیچہ کی طرح اُس سے بھی دونوں مکانات کی چابیاں لے کر مندرجہ سمیت تینوں کو رخصت ہونے کا حکم دیا۔

جب یہ تینوں صدر دروازہ سے نکل کر بازار میں پہنچے۔ تو اولٹ ڈھونڈتے اپنا ہاتھ اٹھایا اور ایسے دھمکی آمیز طریق پر ہاکر ارل آتے ایٹنگم سے جو ان کے پیچھے پیچھے مکان کے دروازہ تک گیا تھا۔ کہنے لگا: "ٹارڈ ایٹنگم یہ یاد رکھنا میں تم سے اسکا بدلے چھڑکھاؤں گا۔" آخر وہ ان امیر نے اس دھمکی کا جواب دینا کسر شان میں حوصلہ سمجھا اور دروازہ بند کر کے پھر پھر بے گاہ سیٹھ لٹ آیا۔

وہاں پر ڈاکٹر اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: "آر تھر میں کہہ سکتا ہوں۔ ایسے بد معاش شخصوں کے ساتھ تمہیں بہت کم واسطہ پڑا ہوگا۔" پھر اس نے الماریوں میں رکھے ہوئے ان کی سرور کے نوٹوں کی طرف اشارہ کر کے کہا: "میرے خیال میں یہ لوگ بھی شیطانیت میں ان کا مقابلہ کر سکتے تھے۔"

امیر نے بوجھا "ڈاکٹر صاحب جو کچھ میں نے کیا۔ کیا وہ کی سطح مناسب تھا؟" ایسے نے جواب دیا: "میں اسے ہر لحاظ سے واجب خیال کرتا ہوں۔ لہذا اس سے بڑی رعایت اور کیا ہو سکتی تھی۔" کہ تم نے ان کے سرگردہ کو مکانات کی مہلی قیمت سے گنتی رقم ادا کر دی؟

ارل نے کہا: "میں نہیں چاہتا کہ ایسے بد معاشی انعام کو بھی میرے خلاف وجہ شکایت پیدا ہو۔" پھر اس نے سکا کر کہا: "اب آپ اس مکان میں اپنے تجارتی بازاریت جاری رکھ سکتے ہیں۔ مگر آئیے پہننے دیکھیں دوسرے کمروں میں سائیکل کو تلف کرنے کا کام کس حد تک ہو چکا ہے؟"

اس نے بعد ڈاکٹر اور ارل دونوں اس طرف کو روانہ ہوئے۔ امیر کے نوٹوں اور بیکیپ سمیت۔ نے گودالوں کا بیش قیمت سامان جس تیزی اور جے دردی سے تعف لکھ اسے اگر اولٹ ڈھونڈ لیتا۔ تو اس کا دل ہرگز اس حد تک کو برداشت نہ کر سکتا۔ خواب گاہ کے قریب گودام کے کمرہ میں دو نوکر چینی کے برتن ٹڈ نے۔ کپڑے بھاڑنے۔ ریشمی رد مال اور قیمتی لیس جلائے منظر اور لکھو بند بھاڑنے۔ آئینے اور نقادیر کو ریزہ ریزہ کرنے اور باقی چیزوں کو بھی اسی طرح تلف کرنے میں مصروف تھے۔ گودام میں جب تک سمیتہ اور نوکر جو اجازت کے بحس کھو کو مختلف چیزوں کو ہتھوڑوں سے کٹاتے اور ضرب کر رہے تھے۔

دو دنوں کے دوران میں آگ جل رہی تھی۔ اور جو چیزیں بھانے کے قابل تھیں۔ اس آگ میں جلادی گئیں۔ باقی کو چراہرات سمیت اٹھا کر اس رخصتہ کے رستہ جوارل نے اپنے زمانہ حراست میں کوٹھڑی کی دیوار میں بنایا تھا۔ بدرور میں پھینک دیا گیا۔ اتنے میں صبح ہو گئی۔ اس وقت تک ان گوداموں کی ہر ایک چیز توڑ۔ بھگاڑ یا صافادی ہو چکی تھی۔ اب وہ گودام جو دنیا بھر کی قیمتی چیزوں سے بھرے ہوئے تھے۔ ٹوٹی ہوئی چیزوں کی بدولت جو بجا بکھری پڑی تھیں۔ ایک نہایت افسوسناک نظارہ پیش کر رہے تھے۔

اس کام سے فارغ ہو کر ڈاکٹر اپنے مکان واقع گرینٹن سٹریٹ امد لاء ہسپتال کے مال کی طرف چلا گیا۔ نوکروں اور چکیب سمیت کو کہہ دیا گیا کہ تم نے کام ختم کر کے آجانا۔ دن کے وقت ارل لیڈی ہیٹ فیلڈ سے ملنے گیا۔ اس سے پہلے اس نے دو تین خطوط میں اسے ان واقعات کی مختصر کیفیت جوارل کے قید خانہ سے۔ ہا ہونے کے بعد فہور میں آئے تھے۔ لکھ بھیجی تھی۔ اب اس نے ان سارے واقعات کی مفصل کیفیت اپنی لابی بیان کی۔

اس وقت ایک دوسرے سے ان کا برتاؤ برا دروغا ہر کی طرح تھا۔ اور جس وقت ارل رخصت ہونے لگا اور دونوں بیگی ہوئے۔ تو ان کے دلوں میں اس سے بالکل مختلف جذبات تھے۔ جو پہلے بھی موجود ہو کر رہے تھے۔

اسی شام کو آرتھر چکیب سمیت اور ایک نوکر کو ساتھ لے کر اپنی سفری گاڑی میں دو دو کر روانہ ہو گیا اور راتوں سے اس نے سیدھا فرانس کا رخ کیا۔

عابد قاتون اور اس کا محسن

باب ۶۶

واقعات مذکورہ کو چند دن کا عرصہ گزر چکا تھا۔ اب ہم اپنے ناظرین کو پہر ایک بار سنس سٹلبی کے مکان واقع اولڈ برکٹن سٹریٹ کی طرف لے چلتے ہیں۔ دن کے کس نہجے کا وقت تھا اور میز سے صبح کا دسترخوان بڑھائے جانے کے

بعد عابد خاتون بحالت کشمکش لڑتے میں اجزار مارنگ ہیر لڈ کا پر چلے گئی تھی۔ لگا ہوں سے جو اجنار پر لگی ہوئی تھیں افسردگی پرستی تھی۔ معلوم ہوتا تھا۔ کوئی خیال اسے بے چین کر رہا ہے۔ درحقیقت ایک تجویز اس کے پیش نظر تھی۔ جس میں بے شمار شکلات حامل نظر آتی تھیں۔ اسی گم سوچ کو دے مضطرب اور بے قرار ہو رہی تھی۔

اتنے میں کسی نے صدمہ دروازہ پر زور سے دستک دی اور چند منٹ کے عرصہ میں سرسبزی کو کٹنی جس کی آمد کا اسے انتظار تھا۔ اذرواغل ہوا۔

سیروٹ کے چہرہ پر خوشی اور کامیابی کی جھلک نمایاں تھی۔ نوکر کے چلے جانے پر دلچسپی داشتہ سے معمول سے زیادہ گرمجوشی کے ساتھ بنگلہ گیر ہوا۔ لیکن یہ گرمجوشی اس کی محبت کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ ان خیالات کی بدولت تھی۔ جو اس کے دل میں پیدا ہو رہے تھے اور جن کے اظہار کی یہ ایک عملی صورت تھی۔ کہنے لگا۔ مبارک ہو چچے کا میاں بی حاصل ہو گئی ہے۔

عابد خاتون سرسبزی کے طرز عمل سے کسی قدر مضطرب ہو کر کہنے لگی۔ پیارے سبزی آج تم غیر معمولی طور پر خوش نظر آتے ہو۔

یہ بیان کرنا حاصل ہو گا۔ کہ اس کے لئے سیروٹ کے جذبات کو معلوم کر لینا چنداں مشکل نہ تھا۔

”مار تھا۔۔۔ سیری پیاری“ سرسبزی نے جواب دیا۔ میں نے جو ترکیب سوچی تھی وہ کامیابی کی منزل تک پہنچ گئی ہے۔ کم از کم اس حد تک کہ اب مجھے اس کے نتیجہ کی نسبت کسی طرح کا شبہ باقی نہیں رہا۔

خاتون نے کہا۔۔۔ تمہاری یہ تجویزیں بھلا میرے لئے کیا دلچسپی رکھتی ہیں؟ سرسبزی تم اب ہر دیکھی چیز بنے پھرتے ہو۔ میرے ساتھ بہتار اسلوب بہت ہی نا سبب ہو گیا ہے۔ سیروٹ نے کہا۔ تیری پیاری مار تھا میں پہلے تم سے کہ چکا ہوں۔ کہ میں ہمیشہ تم سے وابستہ ہو کر نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح پوجو تو تمہیں پر کیا منحصر ہے۔ دنیا بھر کی کوئی ہی ایک عورت میری طبیعت کو سیر نہیں کر سکتی۔ البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ سارا عورتوں میں اگر کوئی ایک عورت ایسی ہو۔ جس سے میں ہمیشہ وابستہ رہ سکوں۔ تو وہ تم ہو۔

سرسبزی اس تعریف سے ذرا نرم ہو گیا اور کہنے لگی۔ یہ سرسبزی میں اس عنایت کے

لئے ہمارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔“

”لیکن جیسا کہ میں نے کہا۔ یہ ایک ناممکن امر ہے۔“ بیرونٹ نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ اس کے علاوہ مجھ سے نہیں کوئی وجہ شکایت نہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ جہاں تک ممکن ہے میں تمہیں خوش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ سیراروپہ ہر وقت تمہارے مصارف کے لئے حاضر رہتا ہے۔۔۔“

سنرسلنگسی قطع کلام کر کے بولی۔ ”خیر میں آپس میں جھگڑنا نہ چاہئے۔ اس کے علاوہ بعض اس قسم کے اہم معاملات میرے پیش نظر ہیں کہ میں ان ادا کرنے پر توجہ نہیں دے سکتا۔ اور میں دیکھتی ہوں۔ تمہارے اپنے خیالات ایک اہم معاملہ کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ اس لئے میری جو کچھ نہیں کہتا ہو۔ اسے بیان کر دو۔ تمہارے لہجہ میں اپنے حالات کا ذکر رکھتی۔“

بیرونٹ نے کہا۔ ”بہت اچھا۔ بھائی اور پھر وہ کسی کو اپنی دہشت کے قریب لجا کر کچلے لگاتے ہیں یا دبوچتا۔“ جب تم نے ان دونوں لوگوں کو یکایک اس مکان سے رخصت کر دیا۔ تو مجھے اس واقعہ سے کننا رنج اور تکلیف ہوئی تھی۔“

اور نہیں جی۔ یہ معلوم ہو گا کہ اس موقع پر میرے بھتیجے کلیرنس نے میرے ساتھ یہ حالات سے جزو دار ہو کر مجھے کتنا برا بھلا کہا تھا۔“ سنرسلنگسی نے کہا۔

بیرونٹ نے کہنے لگا۔ ”مارخصا۔ باتیں مجھے یاد ہیں اور جو حالات میں بیان کرتا ہوں اس پر اس پر۔ وہ تمہارے دل سے تمہارے اس بھتیجے کے متعلق ہر قسم کی بے چینی و درک و پہنچ کے غریب کلیرنس کا عابد خالقوں نے اس کا ذکر آنے پر حقیقت میں مضطرب ہو کر کہا۔“

جب سنرسلنگسی نے مشاوری کے معاملہ میں اسے دبوکا دیا۔ ۱۰ سی دن سے دہشت بیمار رہا ہے۔ یہی مہنتوں تک تو وہ بالکل جیسے خوش رہا۔ اور اسے ہڈیاں ویسی ہونے لگا ہوتا۔۔۔“

”اہ میں جاننا ہوں۔“ بیرونٹ نے کسی قدر بے صبری سے قطع کلام کر کے کہا۔ ”مگر اب تم میری گفتگو کو ذرا توجہ کے ساتھ سنو۔ کیونکہ میں بہت سے ایسے حالات بیان کیا کرتا ہوں جن کا سبب نہیں معلوم نہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ روزنامہ کے یکایک اپنے والد کے مرنے پر چلے چلنے سے بچ کا دل ابوی نہ ہوئی تھی۔ میں نے جان لیا تھا کہ ولیرڈ کے اور تمہارے درمیان جو گفتگو ہو چکی ہے۔ اس کے بعد مجھے تم سے کسی ادوار کی امید نہ تھی۔“

چاہئے۔ لیکن میں نے مایوسی کو دل میں جگہ دینے کی بجائے استقلال سے کام شروع کیا
میں نے سٹرٹارنر کی لذت سارے حالات لوگوں سے دریافت کئے اور ان کی بنا پر معلوم
ہوا کہ وہ سخت مشکلات میں الجھا ہوا اور دیوالیہ کی حد تک پہنچ چکا ہے۔ ان دنوں وہ اس
فکر میں مبتلا تھا کہ کوئی ذلیلہ الیہا پیدا ہو۔ جس سے وہ اپنی مالی حالات کو سنبھال سکے۔
مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ حریص اور زر پرست ہے۔ اور روپیہ کی خاطر اپنے بہترین جنڈا
کو قربان کرنے میں اسے ذرا عار نہیں۔ اسے مکانات کی تعمیر کا بہت شوق ہے۔ اور وہ
یہ سمجھتا ہے کہ اگر مجھے وقت ہر ماہ امداد مل جائے۔ تو میں جلد مستور ہو سکتا ہوں۔ اپنی بیٹیوں
سے اُسے وہ حقیقی محبت جو والدین کو اولاد سے ہونی چاہئے نہیں ہے۔ وہ انہیں خواصاً
کیلوئے سمجھتا ہے۔ اور جو شخص ان کی زیادہ سے زیادہ قیمت ادا کرے۔ انہیں اُسکے
ہاتھ فروخت کرنے میں اسے ذرا بھی تامل نہیں۔ روپیہ حاصل کرنے میں اسے شرطوں کی
پرور نہیں۔ وہ محض اپنی بیٹیوں کی وساطت سے روپیہ پیدا کرنا کافی سمجھتا ہے۔ یہ حالت
اس شخص کی ہے۔ جس کی چوٹی بیٹی پر میری آنکھ ہے اور تم دیکھ سکتی ہو۔ میں نے اس
کے متعلق تحقیقات کرنے میں کتنی جان کا پی کی ہے۔ شکر ہے میری کوششوں نے سونے
ثابت نہیں ہوئی۔

”تو کیا تمہاری سٹرٹارنر سے ملاقات ہو چکی ہے؟“ سنرسلنگبی نے پوچھا۔
”وہ ملاقات کا کیا ذکر ہے؟“ سیروٹ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ”میں اُس سے
گیری دوستی پیدا کر چکا ہوں۔“

”صرف اس چار پانچ مہینے کے عرصہ میں؟“ سنرسلنگبی نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔
”ہاں میں نے اس کے عملی کارکن کی معرفت اس سے پہلی ملاقات کی تھی۔ جس شخص
سے یہ شخص میرا جان پہچان نکلا۔ پھر چند مکانات کی خرید کے بیان سے میں نے جو گفتگو
اس کی بدولت میں اس کی بہت سی دازکی باتوں سے خبردار ہو گیا۔ اور مجھے معلوم ہوا۔
کہ اس کے سارے مکانات بیماری فرضہ کے نیچے دے ہوئے ہیں۔ اور وہ چاہتا ہے۔
ان میں سے چند ایک کو فروخت کر کے باقیوں کی تعمیر مکمل کرے۔ جب اُن دنوں میں
میں نے سیروٹ کی ملاقات ہوئی۔ تو میں نے ظاہر داری قائم رکھنے کے لئے اس بات پر اُلجھا
تجرب کیا۔ کہ وہ اُسی سٹرٹارنر کی دختر ہیں۔ جس سے مکانات کی خرید کے سلسلہ میں

اتفاقہ طور پر سیر انبارت ہوا تھا

سنسر سٹنگبی انداز مشفقانہ سے ہونٹ پھیلا کر کہنے لگی : تم نے کام تو بڑے انبانہ سے کیا ہے۔ مگر ہاں پھر کیا ہوا؟

بیرونٹ کہنے لگا : اس کے بعد میری اس سے جو ملاقاتیں ہوئیں۔ ان کے دو مہینے میں مجھے چند سٹنگ کے لئے روزانہ سٹ سے تنہائی میں گفتگو کرنے کا موقع مل جاتا تھا۔ کیونکہ بڑی بہن ایڈیٹورس زیادہ تر بحالت افسردگی اپنے کمرے میں ہی رہتی ہے ان ملاقاتوں کے دوران میں کئی بار میں نے روزانہ سٹ کے سامنے اپنے جذبات کو مختصر لفظوں میں پیش کیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے وہ میری باتوں کو اچھی طرح نہیں سمجھی۔ جس سے مارے یا بات ظاہر ہوتی ہے۔ کہ یا تو تم ناقابل استغاثہ ثابت ہوئی ہو۔ یا وہ کندہ بن شاگرد ہے۔ سنسر سٹنگبی نے کہا : سیری یہ داستان بہت طویل اور بے سود تفصیلات سے پر ہے۔ آخر اس کا انجام بھی تو بیان کر دو۔

بیرونٹ نے اطمینان کے لہجہ میں کہا : اب میں اسے حتی الوسع مختصر کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ چند دن گزرے۔ سیرا پھر ٹائرلز کانسٹیبل میں جانا ہوا۔ تو وہ کیا گھر میں سخت ابری پھیلی ہوئی ہے۔ معلوم ہوا کسی ڈگریا سٹے اس کے خلاف قرقی کا پروانہ حاصل کر لیا تھا۔ اور دلال قرقی سے پہلے مال کی قیمت جانچ کر لیا تھا۔ سٹائرلز سخت مایوسی کی حالت میں رہا۔ اور دونوں لڑکیاں اپنے کمرے میں تھیں۔ سیری سٹائرلز سے دیر تک گفتگو ہوتی رہی اس نے مجھے اپنے معاملات کے ہر پہلو سے آگاہ کیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ پانچ ہزار پونڈ کی رقم اسے فوری تباہی سے محفوظ رکھنے کے لئے مطلوب ہوگی۔ اب میں نے اپنے مقصد کے اظہار کا موقع دیکھا۔ اور وہ بے چھے لفظوں میں اپنے مقاصد بیان کئے۔ جس سے اسے میرے مدعا کا علم ہوا۔ اور وہ سارے معاملہ کو اس کی حقیقی روشنی میں دیکھنے لگا۔ تو وہ سخت حیرت زدہ اور مضطرب نظر آیا۔ لیکن جب میں نے لا پرواہی سے اپنی جیب سے نوٹوں کا ایک پلندہ نکال کر دکھایا۔ تو وہ زیادہ متوجہ نظر آنے لگا۔

سنسر سٹنگبی بولی مثل مشہور ہے۔ کہ جو شخص کشش و دھنج کی حالت میں پڑ جائے اس کا انجام تباہی ہوتا ہے۔

ہر چند کہ یہ عورت خود بھی مجرم گنہگار اور خفا دار تھی۔ لیکن اس شخص کا کم کی گشت

کو دیکھ کر جس کی کیفیت بیرونٹ بڑے اطمینان کے ساتھ بیان کر رہا تھا۔ اس کے بدن میں بھی کچھ پیہرا ہونے لگی۔

بیرونٹ نے سلسلہ کلام ایسے سکون کے ساتھ جاری رکھ کر گویا وہ کسی معمولی سے واقعہ کی تفصیل بیان کر رہا ہو۔ کہا۔ ابھی ہم اس معاملہ کو کچھ لفظوں میں بیان کرنے یا سمجھنے پر آمادہ ہوئے تھے۔ کہ ایک واقعہ اس قسم کا پیش آیا جس نے اسے حد انتہا تک پہنچانے میں نیچے بہت مدد دی۔ ہم گفتگو کر رہے تھے کہ شرف کے افسر نے کمرہ میں آکر سات سو پونڈ کی دھولی کے لئے سٹرٹارنز کو گرفتار کر لیا معلوم ہوتا ہے۔ فوری دُگری تین سو چالیس پونڈ کی تھی۔ اور اس لئے سٹرٹارنز کو جائیداد کے نیلام اور خود جیل خانہ سے محفوظ رہنے کے لئے فوراً ہی ایک ہزار پونڈ سے کم رقم مطلوب نہ تھی۔ میں نے اس افسر سے درخواست کی کہ آپ چند سنٹ کے لئے دوسرے کمرہ میں تشریف لے جائیں۔ اور اپنا نام اور تہ ظاہر کر کے یقین دلایا۔ کہ میں سٹرٹارنز کو فرار نہ ہونے دوں گا۔ لہذا ازاں میرے اور ٹارنز کے درمیان جو گفتگو ہوئی۔ اس کی تفصیل لاحقہ ہوگی۔ مختصر یہ کہ ایک گنبد کی گفتگو کے بعد جس میں بہت سی التہامیں۔ دیکھاں اور سو گندیں شامل تھیں۔ اس نے آخر کار اپنی ٹیجا وڈ اسٹڈ کو میرے ساتھ فروخت کرنا منظور کر لیا۔

”تمہاری بیوی کی حیثیت میں؟“ سٹرٹنگبی نے گلوگہ کہہ کر کبلی آواز میں پوچھا۔
”نہیں داشتہ کی حیثیت میں... یا جس حیثیت میں میں اسے رکھنا چاہوں۔“ سٹرٹنگبی کو رنجی نے زوردار لہجہ میں کہا۔

ان لفظوں کو سن کر سٹرٹنگبی پھر ایک بار سر سے پاؤں تک کانپ اٹھی۔
یہ حالت دیکھ کر بیرونٹ نے کہا۔ ”واہ کتنی بیوقوف ہو۔ کہ اس درازی بات پر مضطرب ہوتی ہو۔“

”بیشک بیوقوف ہیں ہوں“ سٹرٹنگبی نے تلخ لہجہ میں کہا۔ ”کیونکہ چند ہفتے پیش جب تم نے اول مرتبہ میرے سامنے اس ذکر کو چھیڑا۔ تو مجھے کچھ اور دیہ اختیار کرنا چاہئے لیکن مجھدا ہنری... تمہارا یہ مطلب تو وہیں ہو سکتا... یقیناً تم یہ نہیں چاہتے کہ...“
”تمہارا تمہارا یہ فلان بائیں میری برداشت سے باہر ہیں“ بیرونٹ نے سختی سے کہا۔ ”اگر سیریز گفتگو نہ تھیں پتا بتی ہو تو بلا سے۔ میں چلا جاتا ہوں۔ اگر تم میری امداد

پر تیار نہیں ہو۔ تو لو میرا سلام ہے۔ آئندہ اپنے گزارہ کی کوئی اور فکر کر لو۔

گنہگار میرہ نے جو ایک طرف ساری کیفیت کو سن کر کانپتی تھی۔ اور دوسری طرف بیرونٹ کی دھمکی سے مرعوب ہو چکی تھی۔ دہلے نفلوں میں بدقت پوچھا: "آخرا بتم مجھ سے امداد کیا چاہتے ہو؟"

بیرونٹ کہنے لگا: "کچھ نہ تو معلوم ہو۔ میں نے مسٹر ٹرانس کو اتنا روپیہ ادا کر دیا جس کی

بدولت وہ خود جیل میں آگیا اور اس کا سامان فروخت سے محفوظ رہا۔ اور اس خیال سے کہ اگر وہ

بعد ازاں اس پشیمان ہو کر اپنے وعدہ سے منحرف ہونا چاہے۔ تو میں اسے قانون میں رکبہ سکوں

میں نے اس کا ایک دستخطی رقعہ اس مضمون کا لے لیا۔ کہ یہ روپیہ جس دقت میں چاہوں۔ خود آ

اس سے لے سکتا ہوں۔ مجموعی طور پر میں نے اس کی بیٹی کی قیمت پانچ ہزار پونڈ ادا کرنا

منظور کر لیا ہے۔ لیکن آس نے کہا میں کام اس وقت تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا جب

تک ایڈیٹالس اور ریفائنڈ کو ایک دوسرے سے جدا نہ کیا جائے۔ میں اس اعتراض کے

لئے ناہندانہ بنا۔ چنانچہ میں نے غذا پر تجویز پیش کی۔ کہ تم کلیئر سن دلیرز کو ایڈیٹالس سے شادی

کی اجازت دیدو۔ اور اپنے سابق انکار کے بعد اس رعایت کی وجہ یہ بیان کردو۔ کہ میں

ایڈیٹالس کو رنج و غم میں گھلتے دیکھنا برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے اس

بات کا وعدہ کیا۔ کہ میں خود کوشش کر کے کلیئر سن دلیرز کو جو اس وقت کم تنخواہ کا کلرک

ہے۔ کو کوئی اچھی سرکاری آسامی دلا دوں گا۔ پھر جب شادی ہو جائے۔ اور عروسی جڑنا

عمل کے دن سب کرنے کے لئے دیہات کی طرف چلا جائے۔ اس وقت مارتھا۔ ہتھاراکام

ہو گا۔ کہ روز اسٹنڈ کو چند دن کے لئے لپٹے پیمانہ ملا لو۔

ان الفاظ کو ادا کرتے ہوئے جو اپنے اندر نہایت خوفناک معنی رکھتے تھے۔ بیرونٹ

نے اپنی داشتہ کی طرف پر معنی ٹکڑے دیکھا۔

"ہاں ممکن ہے۔" مسٹر سنگھسی نے کہا: "کیونکہ اگر یہ کارروائی اس جگہ میرے مکان پر

ہوئی۔ تو میں تباہ اور برباد ہو جاؤنگی۔"

"کسی فضول باتیں کرتی ہو؟" بیرونٹ کہنے لگا۔ اور اس کے بعد اس نے اپنی قابل اعتراض

تجزیہ کے مختلف پہلو اس طریق پر بیان کرنے شروع کئے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ انہیں بڑی

غیر ذمہ داری کے ساتھ سوچ چکا ہے۔ اور اس نے اس قسم کا تدابیر بیٹے سے اختیار کرنے کی

تیار کر لی ہے۔ جس سے سعاد کا افشاخ ممکن سمجھا جائے۔

مگر جو باتیں اس وقت بیرونٹ نے کہیں۔ اور جو اعتراضات اس کی دہشت نے اٹھائے۔ ہم ان کی تفصیل غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ مختصر یہ کہ سرسبری کے دلائل سے زیادہ انکی دیکھوں سے متاثر ہو کر آخر کار اس عابد خاتون نے اس کی ناپاک سازشوں کا شرکیہ کارنامہ بنا منظور کر لیا۔

جب یہ تفصیلات طے ہو چکیں۔ تو بیرونٹ نے کہا: "مشرانز آج ہی ہمارے ہتھیار کے نام خط لکھ کر اسے بلا لینگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ کوئی بات اس قسم کی نہ ہوگی جیسی سے کلیرنس کو اس بات کا شبہ پیدا ہو۔ کہ یہ مصالحت میری کوشش سے ہوئی ہے۔ شاید ہی جس قدر جلد ممکن ہوگا۔ کر دی جائے گی۔ مگر ہاں یہ تو کہو۔ کلیرنس اب اتنا شکیاں ہو چکا ہے کہ اپنے مکان سے وہاں جاسکے گا۔"

سرسبرنگسی نے کہا: "ہاں اب اس کی حالت بہتر ہے۔ جب ایک ماہ کی خوفناک بیماری اور ہذیان کے بعد اسے اول مرتبہ ہوش آیا۔ تو اسے ایک صدر اس قسم کا پہنچا جس سے بیماری کا دورہ پھر شروع ہو گیا۔ بات یہ ہے کہ اس نے ہوش میں آنے ہی ٹامس ریفرڈ نامی رہزن کی نسبت سوالات پوچھے تھے۔ جب اُسے بتایا گیا۔ کہ اسے پہانسی پر لٹکا یا جا چکے۔ تو اسے اتنا صدمہ ہوا کہ..."

"لیکن میں پوچھتا ہوں۔ کیا اب وہ اپنے کمرہ سے نکل کر چل پھر سکتا ہے؟ بیرونٹ نے بے صبری سے پوچھا۔

سرسبرنگسی نے جواب دیا: "ہاں وہ کل سیرے ہاں آیا ہوتا۔ اس کے علاوہ جب اسے اس قسم کی خوشخبری کا خط ملا۔ تو یقیناً اس کا اس کی صحت پر بہت اچھا اثر ہوگا۔ اور اس کی رہی ہوئی بیماری بھی رفع ہو جائے گی۔"

سرسبری کو دہنی نے کہا: "اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ میرا انتظام ہر لحاظ سے مکمل ہے اب مارٹھا میری جان۔ تم اپنی تجاویز بیان کرو۔"

گنگنا خاتون نے چند منٹ سوچ کر کہا۔ "سرسبری میں نے ہمیں ایک نہایت مشکل اور خطرناک معاملہ میں مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ میں پوچھتی ہوں کیا اس تجویز میں جو میں نے سوچی ہے۔ تم بھی بخیر مدد دو گے؟"

”یقیناً اور میں تمہاری وہ تجویز سننے کے لئے بیٹ بے چین ہوں“
 ”سرسنگی۔ سرسنگی نے اپنی آواز کو بہت دبا کر کہا۔“ میں پھر۔۔“
 بیرنٹ چونکا۔

گہن میں پھر حاطہ ہوں۔“ بیوہ عورت نے کہا۔ اور اگرچہ یہ امر عام حالات میں سیرک
 لئے ایک مصیبت سے کم نہ تھا۔ مگر اس مرتبہ میں اس مصیبت کو فائدہ کی صورت دینے کی
 کوشش کرنا چاہتی ہوں۔“
 ختم ہے۔ میں اتیک رہا اشارہ نہیں سمجھا۔ سرسنگی کو دہنی نے کہا۔

سرسنگی کہنے لگی۔ میں اس کی ساری کیفیت بیان کرتی ہوں۔ یہ قوم جلتے ہو۔ مذہب
 کی آڑ میں کوئی بھی غیر معمولی یا فضول و عمومی پیش کیا جائے۔ لوگ اسے ماننے کو تیار ہو جاتے
 ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ جتنی بڑی دروغ بانی ہو۔ اتنی ہی آسانی سے خلقت اس کا یقین
 کرنے لگتی ہے۔ اس بد ذات۔ ریاکار شیپ ٹیکس ہی کو دیکھو۔ جس کے خفیہ حالات کو چند ہفتے
 قبل ایک فرانسیسی نے فاش کر دیا تھا۔ اب اس نے بائیسیم کورٹ روڈ میں ایک گر جا کر ایہ
 پرے کے دعوے شروع کر رہا ہے۔ پہلی تقریر میں اس نے بڑی جرأت سے اپنی سابقہ
 خطاؤں کو تسلیم کر کے ان گناہوں سے توبہ کا اقرار کیا جو اس سے سرزد ہوئے۔ اور کہا
 مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا۔ اور عارضی طور پر وہ مجھ پر غالب ہی آگیا۔ اس لئے مجھ سے
 خطا سرزد ہوئی۔ مگر اس وقت کے بعد میں شیطان کے ساتھ بڑے زور کا مقابلہ کر رہا ہوں
 یہ جدید بدعات پھر میری خواب گاہ میں ہوتی رہی۔ مگر آخر کار جب دن نکلا۔ تو میں شیطان
 کو اس زور کا ٹھٹھا لگایا۔ کہ وہ چیخا ہوا باگ نکلا۔ پس اب میں دو ذبح کے اثرات سے
 نکل کر پھر حبت کی طرف آرہا ہوں۔ یہ اور ایسی ہی اور فضول باتیں اس نے اس انداز
 کہیں۔ کہ لوگوں پر ان کا بہت اثر ہوا۔ یہاں تک کہ کئی آدمی دعوے کے خاتمہ پر اس سے
 مصافحہ کے چاہتے تھے۔ اب پھر وہ لوگوں میں اتنا ہی نیک اور پاکیزہ مشہور ہو گیا ہے۔
 سرشیپ ٹیکس کے شعلہ یہ طویل کیفیت سن کر سرسنگی نے کہا۔ مارے مارے آخر
 اس مبتد کا انجام کیا ہے؟

سرسنگی ہولی۔ میں نے یہ کیفیت تمہارے سامنے محض یہ ظاہر کرنے کے لئے بیان
 کی ہے کہ مذہب کے پردہ میں لوگ خلقت کو کس آسانی کے ساتھ دھوکا دے سکتے ہیں۔“

سہ ہنری کہنے لگا : بیشک میں تسلیم کرتا ہوں کہ دنیا میں بہت سے بیوقوف ایسے موجود ہیں جنہیں لوگ اپنے اشاروں پر چلا کر مشکل نہیں سمجھتے۔
 بیویوں عورت نے کہا : یہی خیال ہے۔ جسے میٹاں نظر نہ کھلیں اپنی موجودہ کیفیت کو مشرت ارفع عظیم کا ذریعہ بنانے کا ارادہ رکھتی ہوں۔
 ابیرونٹ پریشان ہو کر کہنے لگا : جنہاں میں ان اشاروں کا مطلب بیشک نہیں سمجھ سکتا معلوم ہوتا ہے۔ تم پھر حائل ہو۔ مگر باوجود اس کے خوش ہو رہی ہو۔۔۔
 زوجہ عورت نے پر معنی ادا سے کہا : کیا تم نے جو اسودھ کاٹ کا ادا نہیں سنا؟

اسلام پڑگٹن کی کتاب : سوانح عالمگیر میں اس عجیب و غریب عورت کے حسب ذیل حالات درج ہیں۔ جو اگرچہ مختصر ہیں۔ مگر بالکل صحیح ہیں۔
 وہ ایک ہندوستانی عورت تھی جس نے اپنے عجیب و غریب وعدوں کے ذریعہ لندن اور اس کے مضافات میں بہت مارتھ پیدا کر لئے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک زمانہ میں اس کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ سے اوپر تھی۔ یہ مسئلہ میں وہ ایک نیاٹ غریب کھرانے میں معنی انگلستان میں پیدا ہوئی۔ اور بعد ازاں عالم شباب میں ذہنی قوت کے زیر اثر اس نے اپنے آپ کو وہ عورت قرار کیا۔ جس کا ذکر کتاب لکھنا شروع ہے۔ یہ عورت لوگوں کے باوجود بہت بڑی فوجت کے بہت مددگار تھی۔ ادا اس کا دعویٰ تھا۔
 ان قوموں کے اثر سے حزیار جتنے میں نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ایک عالم ہو گئی۔ لکھا اپنے آپ کو شلوہ موعود کی اہل کہنا شروع کر دیا۔ اور ہمیشہ گوئی کی۔ کہ وہ عنقریب دنیا میں نمودار ہو گا۔ اس پر اس کے مریدوں کا جیس بھی نہ کر دہ پادری بھی شامل ہے۔ جو شہدائے کرام کے پیدا ہونے والے پہلے کہہ لئے جسے نبی بھیجا جاتا تھا۔ ایک میٹھ قیمت پنگوہ تیار کر لیا گیا اور انکی آراستگی پر غیر معمولی رقم صرف کی گئی۔ غرض اس معجزہ نما جو کی آدے کے لئے ہر ممکن تیاری جس کا تعلق وہم و جنال سے ہو سکتا ہے۔ عمل میں لائی گئی۔

۱۸۴۷ء کے خاتمہ کے قریب جب اس کا فتور دافع ذرا کم ہونے لگا۔ تو وہ لوگوں کو کہتی تھی کہ میں غلطی پر تھی۔ تو بہر حال انا ضرور کہہ سکتی ہوں کہ میرے اندر ایسی ایک چیز ہے کہ مجھے روح معجزہ ہے۔ جو وہ ہے۔ اسی سال ۱۸۴۷ء کو اس کا انتقال ہو گیا۔ لیکن اس کے مریدوں کا حلقہ اس کے بعد بھی بڑھتا رہا۔ اور ایک قائم رہا۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ وہ حقیقت میں مری نہیں اور اگر ان کا خیال غلط ہو۔ اس کا دوسرا دہانہ جدا ہو گیا ہے۔ تو بہر حال وہ پھر اس کے اندر داخل ہو جائیگی۔ اس امید پر پیڑھے اعلیٰ عالم کے لئے رہتے رہ گئے۔ ایسے لوگوں کی ایک جماعت انگلستان میں اب بھی موجود ہے۔ جنہاں یہ لوگ ملاقات کر کے میں پیڑھے کے قریب آتے ہیں اور انکی باتیں اور ایسی دازھیاں عجیب و غریب کی جاتی ہیں۔ جو ان کے استقامت پر اس کی ناشکیبائی کی چیز چھڑا کر لیتی۔ اور طبی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس کے

سرسہری نے حیرت زدہ ہو کر کہا "تو کیا تم بھی اس عورت کی تقلید کرنا چاہتی ہو؟
واہ! کیا احمقیت ہے۔ اتنا برا بھنبیا ہمارے تعلقات کو ایسی طرح جانتا ہے۔ کیا وہ متاثر ہے
اس دعوے کا راز فاش نہ کر رہا ہے؟"

سرسہنگی پر سکون بوجھ میں کہنے لگی "یہی خاص شکل مجھے اس تجویز میں مل نظر آتی ہے
مگر یہ بھی ایسی نہیں کہ اسے رفع نہ کیا جاسکے۔ چنانچہ یہی معاملہ ہے جس میں تیار ہی امداد
کی طلبگار ہوں۔ بیماری کو ششش سے اس کی شادی کے بعد ہیبت سی مشکلات راستہ ہی
ازخوئل جا بنگی۔ کلیرنس کو پہلے ہی تم نے شادی کے معاملہ میں مدد دی ہے۔ اس طبیعتی
ہوں۔ ذرا سی کو ششش اور کر کے تم اسے کسی بعید نوآبادی یا ہندوستان میں کوئی سرکار کی سامی
دلاؤ۔ اس کی عدم موجودگی میں ہمیں یہ نازہ ہو گا۔ کہ روز امند کے ساتھ بے روک تعلق
رکبہ سکو گے اور مجھے یہ کہ اس کے چلے جانے سے تجویز کی کامیابی میں کوئی رکاوٹ حاصل ہو گی
بیرونٹ کہنے لگا "مارتھا، بہتاری یہ تجویز سراسر دہانگی ہے۔ اوہیل سے کسی طرح کا
تعلق رکھنا نہیں چاہیہ خیال تو کرو۔ اگر تم نے دنیا کو اس طرح استی بنانے کی کوشش کی
تو کیا لوگ طرح طرح کی تحقیقات نہ شروع کر دینگے جس سے ہمارا راز فاش ہو جانا قدرتی
امر ہے۔ ہمیں میں اس تجویز کو ہرگز منظور نہیں کرتا۔ البتہ اگر تم کہیں باہر جانا چاہو تو میرا ہمت
کے لئے روپیہ دے دوں گا۔ جب تم دیکھو۔ لندن میں بہتاری موجودگی غیر محفوظ ہے تم غرضی
طرح پر کسی دوسرے مقام پر جاسکتی ہو۔ لیکن اس مجبوزانہ تجویز کے ساتھ مجھے سرگز
"اچھا ہنر جس طرح بہتاری مرضی ہو اسی طرح ہے۔" یہ وہ عورت ہے۔ بیرونٹ نے
زوردار بوجھ سے مضطرب ہو کر کہا۔

اور اسی میں دانائی ہے سرسہری نے کہا۔ پھر اپنی کرسی آگے بڑھا کر وہ اپنی
داشت سے پیار کرنے لگا۔

ہم اس رنج و بیان کو طول دینا نہیں چاہتے مختصر یہ کہ بیرونٹ کے کہنے سننے پر
سرسہنگی نے اپنے آپ کو جو ساتھ کاٹ ثانی ظاہر کر لیا خیال ترک کر دیا اور جو سادہ
وہ روزانہ مارنر کے خلاف کرنا چاہتا تھا۔ اس میں مدد دینے کا وعدہ کیا ماس کے بعد

۱۶۹۹ء مارچ ۱۶ء راج میں حمل تھا۔ بعد ازاں اسے سینٹ جانز ہسپتال کے قریب قبرستان
میں ایک فرعون نام سے دفن کر دیا گیا۔ ۱۲

سبزی کو کھٹی ہے اس معیار اور یک صفات "خالق کو ایک بڑی نرم لاجب بطور
سجادہ دیدار۔

ہاں اگر اس باب کو ختم کرنے سے پہلے ہم یہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ مسٹر سنگھ نے
بڑی زور سوجی۔ وہ ہرگز اس کے ذہن میں نہ آتی۔ اگر اسے اس بات کا یقین نہ ہوتا کہ دنیا کا
ہزاروں ایسے مجاذیب اور نیم دیوانے موجود ہیں۔ جو سیر سے نوا اور فضول دعویٰ کو
صحیح تسلیم کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

راجع رہے۔ کہ سچ عیسائی مذہب کے اعتقاد و تخیل کی اتنی تعلیم کی صدا کو تسلیم
کرنے میں ہم کسی بڑے سے بڑے سامی مذہب سے پس افتاد نہیں ہیں۔ لیکن ہم یہ دیکھ کر
نجات نفرت پیدا ہوتی ہے۔ کہ ہمارے بہت سے عوام ان فرضی دنیا اور نہ بھی ٹھکانوں کی
تقلید پر آئے دن آمادہ ہوتے رہتے ہیں۔ جو طرح طرح کے فلسفہ اور دعویٰ کے مختلف
مقامات میں نمودار ہوتے ہیں۔ زیادہ تر مذہبیں کھڑا۔ پار کی ارد گرد نے اپنی اسلام نابالہ
کے دعویٰ سے سارا انگلستان سنی سی پیدا کر دی تھی۔ اور مشاہیر جمل بیوفون اور لاکا
آدمی اس کے اس دعویٰ کو شہرت دینے اور اسے مدد دینے پر آمادہ ہو گئے تھے۔

اس مذہب ملک میں انیسویں صدی کی دہائی میں۔ ایک ایسے ضلع میں جو اپنی دشمن
خیالی کے لئے مشہور ہے۔ کٹر بری کے مضامین میں زیادہ دشمنی گہرا۔ اکیلے بولنے
اپنے اکلید کو معذور ظاہر کر کے اپنے گرد بیوفون کا ایک ہیست۔ بڑا علاقہ قمع کر لیا تھا۔ حیرت
ہے کہ اس شہر میں جہاں ہیشا راوری لہتے ہیں۔ اور جسے مذہبی تسلیم کا مرکز سمجھا جاتا ہے
دیوانے نام نے کئی دن تک اپنے آپ کو مسیح ظاہر کئے رکھا۔ اور کسی نے اسکی تردید نہ کی
اسی طرح ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بعض موقعوں پر ان آفات کو دور کرنے کیلئے جو خدا کا

کی پیدا کردہ ہوتی ہیں۔ رہا کاری سے انہیں قہر الہی سے منسوب کر کے مذہب کے نام پر
لوگوں سے نافذ کئی کرائی جاتی ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر خدا کی راجح طاقتوں کی کوئی توہین
ہو سکتی ہے؟ اس نے ہمیں رہنے کے لئے خوشنما اور زرخیز زمین عطا کی۔ اس نے ہمارے
وہاب میں وہ رہنمائی پیدا کی جس سے کام لیکر ہم زمین کی پیداوار کو بہترین مصرف میں
لا سکتے ہیں۔ اس کے قوانین ہمارے لئے وہ اصول پیش کرتے ہیں۔ جنکی بدلت سوانحی
میں امن و انتظام قائم رکھا جاسکتا ہے۔ خدا کی طاقتوں کو دیکھ کر ان میں کبھی کوئی تہی

مومن نہیں پایا جاتا۔ مختلف موسم اوقات معیث پر غور میں آتے ہیں۔ اور ہر موسم اپنے ساری طرح طرح کی نعمتیں اور برکتیں لاتا ہے۔ ان نعمتوں اور برکتوں سے فائدہ اٹھانا ہی چھوڑنا انسانوں کا کام ہے۔ لیکن اگر ہم اپنی جہالت یا شرارت یا ظلم سے دنیا کے کسی نہایت خوشامی اور زخیز خط کو غلط اور دباوی امر امن کا سنگ بنادیں۔ تو کیا ان نتائج کو عتاب آسمانی سے منسوب کر ا عقل انسانی اور رحم الہی کی توہین کرنا نہیں ہے؟

ہمیں امن سے ہے کہ اس حقیقت کو سمجھتے ہوئے بہت لوگ اس کے خلاف چلتے ہیں۔ اور زیادہ رنجہ امر یہ ہے کہ اور لوگ انہیں غلط راستہ سے پھانے کی بجائے اٹھا انہیں اس پر قائم رہنے میں مدد دیتے ہیں۔ ایسے شخصوں کی نسبت ہم اس کے سوا اور کیا کہیں کہ خدا انہیں اپنے فضل و کرم سے اور اک عطا کرے تاکہ وہ صحیح اور غلط میں امتیاز کر سکیں۔

ایڈیٹلس کی شادی

باب ۶

سرسنگی اور سرسری کو رشتی کی ملاقات کو پندرہ دن کا عرصہ گزر چکا تھا۔ اور اس اثنا میں آخر الذکر نے اپنی چالبازوں سے اس معاملہ کو جس سے اسکو غیر معمولی دلچسپی تھی اس حد انتہا تک پہنچا دیا تھا کہ جس صبح کو ہم اپنے ناظرین کو پھر ایک بار مارنر کالج میں لے چلے ہیں۔ ایڈیٹلس اور کلیئر نس ولیرز کی شادی کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ ولیرز اب تک گذشتہ عیالات کے اثر سے زرد و لفظ آتا رہا۔ لیکن اس خوشی نے جو اسے گذشتہ پندرہ دن میں محسوس ہوئی۔ اس کی حالت میں اتنی خوشگوار تبدیلی پیدا کر دی تھی کہ شاید جنوبی فرانس میں چھ ماہ کی سکونت بھی اتنی مفید ثابت نہ ہوئی۔

وہ غریب اب ہمکسی بھی ہوئے بنا۔ کہ سرساز نے اپنے اس خوفناک فیصلہ کو جس نے عاشق و معشوق کو ایک دوسرے سے جدا کیا تھا۔ صرف ایڈیٹلس کی اسزدگی سے متاثر ہو کر ہی منسوخ کیا ہے۔ اور گذشتہ رات وہ واقعات کی یاد کو تازہ نہ کرنے کی یہ سب سے اب وہ اس خوشی میں ہی ہوتا۔ جو غریب اس کے حقد میں آئینا لی تھی۔ خود ایڈیٹلس اپنے والد کے گذشتہ طرز عمل کو بھلا کر اوقات حال کی خوشی میں سرشار رہی۔

لیکن سرشار نہ... اس کا کیا حال تھا؟ اس پر مردہ اور بے چین وہ بظاہر حالت
ہو سکتی ہیں تھا لیکن اس ظاہری اطمینان کے نیچے اذیت وہ جذبات کے زیر اثر خوفناک آگ کے
شعلے بھڑک رہے تھے۔ جن کا اثر اس کے سوا کسی اور کو محسوس نہ ہو سکتا تھا۔

دو دن بیسوں کو اس وقت اگر کسی بات سے تشویش تھی۔ تو محض آپس کی جدائی کے
خیال سے نہ۔ سرشار نے یہ انتظام کر دیا تھا۔ کہ شادی کے بعد عروسی چوڑا اہم عمل بسر کرے
تو یوں شائیریں ایک بیدار شے دار کے ہاں چلا جائے۔ اور روزانہ کے والد کے پاس ہی
ٹھہرنے کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ یہ تو سرشار کی زندگی ہے اسے اب تک اپنے مکان واقع اولڈ بنگل
سٹریٹ میں آنے کی اس خیال سے دعوت نہ دی تھی۔ کہ کلیرنس اس سال میں رکاوٹ
پیدا نہ کرے۔

غرض شادی کی صبح کو جب ایڈیلائیڈ دوپہر کے لیے سفید لباس میں جو اسکی اپنی
مخصوصیت کی علامت تھا۔ نہایت خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔ اور جب کلیرنس ولیرز آنے
والی خوشی سے آنا شروع ہوا۔ کہ نہیں جانتا تھا۔ یہ خواب ہے یا عالم بیداری۔ نامزد کا بیڑا
سعادت کی صورت وہ تھی۔ جو ادھر درج کی گئی ہے۔ روزانہ کی آنکھوں میں آتے اور لبوں
پر مسکراہٹ نظر آتی تھی۔ کیونکہ اسے ایک طرف اگر ایڈیلائیڈ کی اس کے دلدار سے شادی
ہونے کی خوشی تھی۔ تو دوسری طرف اس بات کا رنج بھی تھا۔ کہ اس دنیا میں میری واحد
رشتیق اب مجھ سے جدا ہو رہی ہے۔

ایک اور چار لڑکی ایڈیلائیڈ کی سہیلی اور روزانہ سندان دونوں نے وہیں ڈیپٹی
کافرنڈا سرانجام دیا۔ دلہا کے علاوہ صرف دو تین رشتہ دار اور موجود تھے۔ اور شادی کی
جماعت انہی تک محدود تھی۔

قدرتی طور پر اس تقریب سے سرشار کی کوہی بلایا گیا تھا۔ مگر اس نے یہ سوچ کر سیرا
جانا کلیرنس ولیرز کو ناگوار ہو گا۔ معذرت کا رشتہ مکتبہ بھیجا تھا۔

اس وقت سرشار نے جو خیالات تھے۔ ان کی تصدیق بیان کرنا حاصل ہو گا۔ ضرورت
سے عاجز اور اس خیال کے زیر اثر کہ مجھے کسی طرح عدالت دیوالہ کی بدنامی برداشت نہ
کرنی پڑے۔ خواہ اس کے لئے اہم کتنی بھی قربانیاں کرنی پڑیں۔ اس نے بڑی دہشت کی شادی
اس نوجوان سے کرنا جس سے اسے نفرت تھی۔ اور جو ڈیپٹی اس ادبائش کے باوجود

کہ جس نے انتہائے مشابہت سے کتاب گنت میں تعلق شادی قائم کرنے کا ذکر کیا تھا منظرہ کر لیا تھا۔ یہ دونوں باتیں اس کے دل کو مضطرب کر رہی تھیں۔

ناظرین یہ سمجھیں۔ کسی باپ کا رویہ کے ناگزیر ابھی کو فروخت کرنے کا ناقصہ ہم فرضی خیالات کی بنا پر قلمبند کر رہے ہیں۔ یا یہ کہ اس قسم کے معاملات حقیقت میں بطور ندرت نہیں جوتے۔ بالکل نہیں۔ ایسے واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ اور جب تک نوع انسانی قائم ہے۔ بطور میں آتے رہیں گے۔

متوفی مارک کوئٹ آف ہرٹ فورڈ نے جو سخت قابلِ نفرت ادا و باش امیر بنا۔ محض نہ کی رو سے نہ عرف لیڈی میس۔۔۔ کے ساتھ ناجائز تعلقات پیدا کئے۔ بلکہ اس حدیث پرست عورت کو اپنی لڑکیاں بھی اپنے بائبر فروخت کرنے پر آمادہ کر دیا۔ بعد ازاں ان لڑکیوں میں سے ہر ایک کی شادی خطاب یافتہ امرا سے ہوئی اور وہ اس دولت سے مزے کی زندگی بسر کرتی رہیں۔ جو انہیں اس نعمتی امیر سے اپنی ناپاک کمائی کے عوض ملی تھی اسی طرح چند سال گزرے۔ ایک اور خاتون لیڈی۔۔۔ نے اپنی حسین دختر پر سلا کو ایک بد وضع امیر کے بابتہ روپیہ کی خاطر فروخت کیا۔ نہ صرف اس واقعہ پر انگلستان اور یورپ کے اکثر اخبارات میں کئی مضامین شائع ہوئے۔ بلکہ مار فرانسس کی عدالتوں تک بھی پہنچا۔

ہم اسی قسم کے لانا بھاد واقعات پیش کر سکتے ہیں۔ جن کی بڑی تعداد ملحقہ امرا سے تعلق رکھتی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اس بالائی طبقہ میں جیسا کہ یہ لوگ اپنے آپ کو موسوم کرتے ہیں۔ بہت سی خلاف اصول باتیں اور بد اخلاقی پائی جاتی ہے۔ جہاں دولت کے ساتھ کمالی موجود ہو۔ تو بد اخلاقی کو ضرورتاً جوتی ہے۔ نفیس اور مرغین خوناں کہانے اور بڑی مقدار میں شراب پینے سے جن میں حدت پیدا ہوتی ہے۔ اور عیش پرستی کی سمجھتیں شب بیدار سی۔ جب پائے رقص و سرور اس طبقہ کے مزاج میں آتشیں عناصر پیدا کر دیتے ہیں۔ شادی بھل میں لطف میث کا دور چلتا ہے۔ آج رنگ کی سمجھتیں حد انتہا سے بڑھ جاتی ہیں۔ اور یہ سب باتیں مل کر اس بد اخلاقی کو مدد دیتی ہیں۔ جو ملحقہ امرا میں عموماً پائی جاتی ہیں۔

نہ اہل ذکر لندن سلسلہ اول میں مارک کوئٹ آف فرانسفورڈ کے نام سے جو چھاپے ۱۲

ایک زمانہ تھا۔ جب فرانس میں بھی ایسی ہی حربیات طبعاً اعلیٰ کے لوگوں میں پائی جاتی تھیں۔ لیکن انقلاب عظیم کے بعد جب سے فرانس جو بد نظموں میں آیا۔ ان کا بڑا ہی عادت تھا۔ باب ہو چکا ہے۔ فرانس میں اب خانہ دانی امارت و طاقت باقی نہیں۔ اور بزرگ بعض بار تو انتقام بھی ہیں۔ تو ان کی عملی طور پر کچھ تدبیریت نہیں۔ ان کی بجائے بالائی طبقات لوگوں کا پیدا ہوا ہے۔ جو صاحب خیم و فراست ہیں۔ اب وہاں ایک معمولی کارگر اپنے ذہن و رسا سے رتبہ وزارت اور ایک کاشتکار ذہنی خوبی سے دہر کا درجہ حاصل کر سکتا ہے۔ معمولی سے معمولی شخص ہی اپنے دل میں قوم کا نمائندہ بن کر پارلیمنٹ میں شامل ہو چکی آرزو کر سکتا ہے یہ جدید فرانس کی چند خصوصیتیں ہیں۔

مگر آدمی شادی کی اس جماعت کی طرف رنج کریں۔ جو مائزر کا شیخ سے اس گرجا میں جانے کو تیار تھی۔ جہاں دولہا دلہن کا عقد نکاح تھا۔ ہونیوالا تھا۔

مکان سے رخصت ہو کر یہ جماعت گرجا کو روانہ ہوئی۔ جس میں وہ باپ جو اپنی بیٹیوں کو حصول زر کا وسیع سمجھتا تھا۔ وہ بیٹیاں جو اپنے والد کی انتہائی خود غرضی سے بالکل لاعلم تھیں۔ وہ لوجن جو سب سے زیادہ آبنوالی خوشی میں محو تھا۔ اور وہ مہمان شامل جو جنس شادی کے باقی پہلوؤں کی نسبت صرف اس دسترخوان کی نفاست کا خیال تھا۔ جو اس قریب پر کھایا گیا۔

جب رسم شادی ادا ہو گئی۔ اور دعوت بھی ختم ہوئی۔ تہنونی بڑے کی رخصت کا وقت قریب آیا۔ ایک کرایہ کی گاڑی ان کی روانگی کے لئے تیار کی گئی۔ جس میں ان کا ضروری سامان رکھ دیا گیا۔ اور ایڈیالینس کو بوقت اس کی چوٹی میں روزانہ سے جدا کیا گیا۔ جو وہ کی جدائی کے خیال سے نارزار رہتی اس کی چوٹی سے ملتی ہوئی تھی

آخر گاڑی رخصت ہو گئی۔ اور اس کے گنبد بھر لدا بانڈ ہی چلے گئے۔ سب مکانوں روزانہ تنہا اپنے والد کے پاس رہ گئی۔

سکھیاں اپنے جوئے اس نے کہا۔ ابھی تو میری پیاری بہن کا نگہبان ہو۔ ہمیشہ خوش و خرم رہے۔

مائزر جو حالت اضطراب میں کمرہ کے اندر جیل تھی کر رہا تھا۔ سختی کے لہجے میں کہنے لگا۔ اگر اب وہ خوش نہ ہوئی۔ تو قصور خود اس کا ہو گا۔ وہ اس بات پر زور دے رہی تھی۔ کہ

میں اسی چوڑی سے شادی کروں گا۔ ناچار میں نے اس کا گھٹا مان لیا۔ مگر اب کہ وہ حضرت
سورجی ہے۔ شاید تیار سے دل میں ہی تاسف پیدا ہو رہا ہے۔ حالانکہ میں کہہ سکتا ہوں
چند منجھ قہر میں نے ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا۔ تو تم ہی وہ تھیں
سخت گیر جا بڑھتی تھیں۔

روزانہ والد کے سخت لہجے سے رنجیدہ ہو کر لہی۔ ابا جان مجھ سے یہ خط لکھا کہ
کیا کوئی ایسی خطا مجھ سے سرزد ہوئی ہے جو آپ کی نظروں میں میرے ادائے فرض تکلف ہو؟
مشرطہ روزانہ نے طنز آمیز لہجے میں کہا۔ تو کیا استہرا اپنی بہن کے ساتھ اس مکان سے فرار
ہونا بھی داخل فرض تھا؟ جو لڑکی خود سرحد سے اپنے باپ کے لفظوں پر حرف گیری کرنا
حق حاصل نہیں ہو سکتا۔

الہی کیا بات ہے۔ آپ آج مجھے اس سختی سے ملاست کر رہے ہیں۔ روزانہ نے اپنے
بیاتے ہوئے کہا۔ ابا جان۔ کیا آپ زمانہ ماضی کو فراموش کرنے کو تیار نہیں۔ کس لئے آپ
ان واقعات کی یاد تازہ کرتے ہیں جو آپ کے لئے اور جو میرے لئے مساوی تکلیف دہ ہیں؟
خیر روزانہ میں اس نوکر کو ترک کر دیتا ہوں۔ "مشرطہ روزانہ نے اپنے دل میں اس بات
سے شرمسار ہو کر کہا۔ کہ میں ناحق اس پر خفا ہو رہا ہوں۔ مگر باوجود اس کے وہ کمر کے اور حالت
اضطراب میں اور ادھر دھڑکتا رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس بد نصیب نے اپنی معصوم بیٹی کے
ساتھ جو سفاکانہ سلوک کرنا منظور کر لیا تھا۔ اس کا خیال اسے مضطرب کر رہا تھا اور جبکہ اس کا
جوڑا ان لوگوں کی حالت میں دیکھا جاتا ہے۔ جو کسی نہایت خونساک جرم کے مرتکب ہونے پر آمادہ
ہوں۔ وہ انہاں پر اپنے غصہ کا اظہار کر رہا تھا جو اس کی ہوس پر شمار ہونے کو تھی۔ گویا وہ کہتا تھا
رہی میری اس بے چینی اور اضطراب کا وجہ یہ ہے۔ اس میں اپنی اخلاقی جرات نہ تھی کہ اپنے
بہنہ کی جگہ وقت تھا۔ اس معاملہ سے دست بردار ہو جانا۔ وہ اتنی دلیری نہ رکھتا تھا کہ اس غلط
قریبانی کی بجائے جس کا تعلق اس کی معصوم دختر کی تباہی سے تھا مایکے سے اٹھ کر پڑا
ہو جاتا۔ جس کا دائرہ اثر نہایت محدود اور اس کی ذات تک مخصوص تھا۔

والد کی بڑبڑتی ہوئی بے چینی سے تاشر ہو کر روزانہ اپنی جگہ سے اٹھو۔ اور دوتے دوتے
اس کے قریب جا کر اس نے اپنے برقعے ایسے سفید بازو اس کی گردن میں ڈال دئے اور
ورد نامک ہونے لگی تھیں وہ کوئی سا رنج سے جو آپ کو اتنا مضطرب کر رہا تھا کہ ایک

اندیشہ ہے۔ ایڈیٹالس اس شادی سے خوش نہ ہوگی؟ کیا آپ اس بات سے ڈرتے ہیں۔
کیلیئر سس ہمیشہ اس کے ساتھ نرمی اور لائٹ کا سلوک نہ کیا کر چکا؟ نہیں بیارے اب اس کہ سختی
ہوں۔ وہ اس سے بدسلوک نہ کر چکا...“

”نہیں روزا منٹ مجھے اس مٹی کا خیال نہیں جو مجھ سے رخصت ہو چکی ہے۔“ سر
ٹارز نے قطع کلام کر کے کہا اور پھر ایک لمبے لمبے جس میں سختی کو بجائے مایوسی اور غم
کی جھلک پائی جاتی تھی۔ وہ کہنے لگا ”میرے خیالات اب اس مٹی کی طرف لگے ہوئے ہیں جو
میرے پاس ہے...“

”تو کیا میری موجودگی آپ کے لئے کسی طرح موجب تکلیف ہے؟“ روزا منٹ نے بڑے
دردناک لہجے میں اپنے زربست باپ کے چہرہ کی طرف ایسی اندوگی سے دیکھ کر کہا۔ کہ آپ کو
کے لئے اس شخص کا ناپاک دل بھی شاف ہو گیا۔ اور اس کے جی میں آئی۔ میں اس قدرت
مٹی کے قدموں میں گزر کر اس بُرائی کے لئے جو میں نے اس کے حق میں سوچی ہے۔ معافی
کا خواستگار ہوں۔“ بیارے ”اب“ اس حسینہ نے والد سے مخاطب ہو کر پوچھا ”کیا مجھ سے
انضامی افعال کے ذریعہ کوئی ایسی خطا مزید ہوئی ہے جس سے آپ ناراض ہیں؟“
اگر ایسا ہے تو فرمائیے۔ میں اس خطا کا دلغ اپنے آئینوں سے دھو دھو کر آؤں۔“ روزا
میں آپ کے قدموں میں دوڑا کر اس بھوکے لئے رحم اور معافی کی طلبگار ہو چکی ہوں۔“
”نہیں روزا منٹ“ سر ٹارز نے اس ناپاک خیال کو کہ جس صورت میں اس پناہ
ہوتی۔ کردہ بیراٹ کے ساتھ وعدہ حسناتی کرتا۔ اپنے بہتر خیالات کو دہانتے ہوئے کہا ”مجھے
تم سے ناراضگی نہیں۔ اور میں تسلیم کرتا ہوں۔ اس وقت مجھ سے تمہارے سامنے ہر جانت
کھامی ہوگی۔ لیکن میری رائے میں بہتر ہو۔ ہم اس معذور کو ترک کر دیں۔ اب تم سکون
کرو۔ اور یہ آئینہ پونچھ ڈالو۔ میں اپنے کمرہ کو چھتا ہوں۔ کیونکہ مجھے چند عذریہ خطوں
لکھنے ہیں۔“

اتنے میں ڈاکہ نے صدر دروازہ پر دستک دی اور ایک نوکر خطا تھا میں نے کر اندر
داخل ہوا۔ یہ اس نے روزا منٹ کے ہاتھ میں دیا۔ اور وہیں چلا گئی۔

”کیا یہ خطا میرے لئے ہے؟“ جو ان لوگوں نے متعجب ہو کر کہا۔ اور اس خط کو دیکھ
کر سر ٹارز کا حلق سہر ہو گیا اور اس کے دل میں ہلکا آنے لگا۔ بہر وہ اس خط کی

تحریر کو پہچان کر کہنے لگی "معلوم ہوتا ہے۔ یہ خط مسٹر سلنگسی کی طرف سے آیا ہے۔" اس نے غصہ جاک کر کے اسے پڑھنا شروع کیا۔

مسٹر ناز اس انداز سے گویا اس خط کا ایک معمولی امر ہو۔ کمزور سے رخصت ہونے کو تھا کہ روزانہ اپنے اس کا بازو تھام لیا۔ اور کہا "ابا جان ٹھیک رہے۔" جس پر اس نے اس خط کو پڑھ لیجئے۔ جو باری مسٹر سلنگسی نے بھیجا ہے۔ اگرچہ میں اس وقت کو منظور نہیں کر سکتی۔۔۔"

"مگر مسٹر سلنگسی نے اس غم میں کیا لکھا ہے؟" مسٹر ناز نے گھبرا کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس خوف کی سازش کے دوسری منزل میں پہنچنے کے خیال سے جو اس معصوم صنف کے جوہر عصمت کے خلاف خود اس نے جو اس کا باپ تھا۔ ایک ادب باش امیر کے ساتھ مل کر کی تھی۔ اس کی بد مصالحتی پھر خود کر آئی۔ اس نے کہا "اس خط میں کیا لکھا ہے جس کی تم آنکھ تعریف کر رہی ہو؟"

روزانہ نے خط اس کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور مسٹر ناز کو کھڑکی کے قریب جا کر اسے پڑھنے لگا۔ لکھا تھا۔

میری عزیز روزانہ

مجھے اس بات کا سخت رنج ہے کہ میں اپنے نیک ہند بھتیجے اور تہا رہی شیرین خصال بن کی مقدس اور مژدہ رسم شادی کے موقع پر نہ آسکی۔ جو بچہ کی صیبا میں نے اپنے سابقہ خط میں لکھا تھا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی پرہیزگار محنت سے۔۔۔ جس میں ہم فانی انسانوں کے لئے دم زون کی گفتگو نہیں۔ کچھ دیر سے شدید رجوع مفصل میں مبتلا کر رکھا ہے اور اگرچہ میں امید کرتی ہوں۔ اس قادر مطلق کے رحم اور کثرت رحمت کی اس دوا سے جو انہوں نے بڑی فوج سے میرے لئے تیار کر کے۔ میں جلد ہی ہی صحت یاب ہو جاؤں گی۔ تاہم بحالت موجودہ میرا گھر سے نکل کر کہیں جانا آنا مشکل تھا۔ میری ہمدردی و دعا ہے کہ خدا تعالیٰ برتر دالائیک بھتیجے اور تہا رہی بین کی جڑی سلامت و قیامت لکھے اور انہیں دائمی خوشی عطا کرے۔

پڑاری روزانہ تم جانتی ہو۔ یہ دار فانی میدان ہستی کے بادیہ بیابانوں کے لئے طبع طبع کی مشکلات سے پُر ہے۔ لیکن عروسی جوڑے میں ایک اثر ایسا موجود ہے جو انہیں ان تمام مشکلات پر غالب آنے میں مدد دے گا۔ میری مراد اس مذہبی اعتقاد سے ہے۔ جو ان دونوں کے دلوں میں موجود ہے۔ میری فانی بہداشت ہے کہ اس مذہبی کی شہرت بیکار ہے۔ جس کا اثر اب دلوں میں پائوں سے بیکار نہیں بھٹکا ہے۔ اگر مجھے کجیل مقدس کی پاک تعلیم کا جارا اور ان نیک ہند دوستوں کی ہمدردی قابل قبول نہ ہوتی۔ جن میں مسٹر ناز کی دوستی بھی جو خدا کے برگزیدہ بندوں میں سے ایک ہیں شامل ہیں۔ تو میں مسلم میں انہیں کس طرح

برداشت کر سکتی۔ کچھ شک نہیں۔ اس تکلیف میں بھی اس خدائے راحم کی حکمت شامل ہے اور وہ اس سر ذریعہ سے میری ان تکالیف کو کم کرنا چاہتا ہے جو عرصہ قناعت کے بعد کم گنگاروں کی تلافی میں لگی ہیں، اگرچہ ڈاکٹر و گھیل نے میری مریضی کے لیے ایک انسولن لاپرواہی کا ہر کر کے بار بار یہ کہتے ہیں کہ اگر اس ہاؤں کو دلائل میں بیٹھے رکھوں اور سونے سے پہلے اپنی ہوائی کے پانی سے غسل دوں۔ تو میری تکلیف بہت کم ہو جائے گی۔ لیکن میری مرضی میں خیال کرتی ہوں۔ خدا کی شفاعت کے بغیر دلائل اور غسل میں بھی یہی تکلیف کو کم کرنے کی توفیق نہیں۔

اس طویل حالات میں۔ میری پیاری روضہ امینہ میں بھی خدائی کی تکلیف کو بہت محسوس کرتی ہوں اور میرا خیال ہے کہ میری اپنی عزیز بہن کی رخصت کے بعد اس ہوگی مشرمانہ کی نسبت میں جانتی ہوں وہ کاروباری مصروفیتوں کی وجہ سے اکثر گھر سے باہر رہتے ہیں جس سے تم ان کی عدم موجودگی میں اور بھی زیادہ انسولن محسوس کرتی ہوگی۔ مجھے تمہارے نیک بہادر والد کا شرف ملاقات آنجناب کیل نہیں ہوا۔ لیکن اب امید کرتی ہوں۔ کسی روز ان سے مصافحہ کی سعادت حاصل کر سکیں گی موجودہ حالات میں اگر تم میرے ہاں آکر ایک دو ہفتے میری ناچیز چینی قبول کرو۔ تو میں بہت ممتون رہیگی اور تمہارے خاص غایت سمجھتی ہوں۔ امید ہے۔ اس ذریعہ سے تمہاری اپنی طبیعت بھی بحال ہو جائیگی اس لئے پیاری روضہ امینہ اگر ہو سکے اور اگر تمہارے والد اجازت دیں تو کل صبح میرے ہاں فرمنا۔

تمہاری بی بی خواہ
مارغفا سلسلہ گسبی

اس خط میں میں شرمناک ریاکاری سے کام لیا گیا تھا۔ وہ... اگر ممکن سمجھا جاسکے۔ میری جہم کی بیماری کو دوبالا کرنا تو میری جس کا یہ چٹھی ایک جزو تھی جس وقت مشرمانہ اس خط کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے دماغ میں چپکرائے لگا اور سفید کاغذ پر لکھے ہوئے حروف نے اس کی نظروں میں کر دڑوں خوفناک کیشروں اور حشرات الارض کی صورت اختیار کر لی۔ یہ معلوم ہوتا تھا وہ اس کے سامنے رہتے پھر رہے ہیں!

لیکن آخر کار اپنے تکلیف دہ جذبات پر قابو نہ کر دہ اپنی معصوم بیٹی کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا۔ روضہ امینہ یہ چٹھی بڑی محنت آمیز ہے یہ میرا بھی گئی ہے۔ اور میرے نزدیک کوئی وجہ نہیں۔ تم اس دعوت کو منظور نہ کرو۔

آپ جان بھولی در تیز نے کہا نہیں چاہتی۔ اس وقت جبکہ آپ بہن کی رخصت کے بعد افسردہ خاطر ہیں۔ آپ کو تنہا چھوڑ کر اور زیادہ تنہا کر دوں۔ اس کے علاوہ میں بھی یہ آپ بہت ناخوش ہیں۔ شاید یہ ان مالی مشکلات کی وجہ سے ہے...

”روزنامہ تم اُن کا ذکر نہ کرو“ سٹرنامز نے سختی سے کہا۔ اس شخص کا غرور اتنا تھا کہ وہ نہیں چاہتا تھا۔ میری اپنی بیبیاں بھی میری مالی مشکلات سے خبردار ہوں۔ پھر چڑھٹ کے بعد اس نے کہا ”ذکر اس چٹھی کا تھا۔ مجھ سے پوچھو۔ تو ایک ایسی دعوت کو منظور کرنا یقیناً غیر مردانہ ہوگا۔ سترسلنگس کی طبیعت نامناسب ہے اور وہ چاہتی ہیں۔ کوئی سہیلی اُن کی تسلی کے لئے موجود ہو۔ اس لئے دیکھا جاتا ہے کہ خود تم سے مدد خواہت کرتا ہوں تم اُن کے ہاں جانے کی تیاری کرو“

نوجوان دو شیزہ نے اس فیصلہ کے طغات کئی اعتراضات کئے۔ مگر اُس کے والد نے اُن سب کا کچھ نہ کچھ جواب دے دیا اور آخر حیدر ہوا کہ وہ کل صبح اولڈ برنگلٹن سٹرٹ میں سترسلنگس کے ہاں چلی جائے۔

لیکن جب صبح نمودار ہوئی اور گاڑی روزنامہ کر لندن کی طرف لی جانے کے لئے دروازہ پر اُتر کر کی۔ تو سٹرنامز کے سینہ میں نہایت خوفناک جذبات نے سخت اضطراب پیدا کر دیا۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ اُس کے سینہ میں اُن جذبات کی وجہ سے ایک آگ لگی ہوئی تھی۔

اُن جذبات کو فرو کرنے یا اپنے چہرہ سے اُن علامات کو دُور کرنے کی کوشش میں جو اُس کی رُوح کے اضطراب اور اذیت کا اظہار کرتی تھیں۔ اُسے جو تکلیف ہوئی۔ اُس کا اندازہ ہم نے ناظرین پر چھوڑتے ہیں مختصر یہ کہ آخر کار روزنامہ نے ہاشم پر پُرم والد کو اوداع بھی۔ مگر جسوقت وہ گاڑی میں قدم رکھنے لگی۔ تو اُسے والے سانچ کی نسبت کچھ عجیب مبہم خیالات اُس کے ذہن میں از خود پیدا ہونے لگے۔ مگر وہ جوان تھی اور جوانی میں نہان ہر قسم کے معاملات کے روشن پہلو کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ اپنی پاکبازی کی وجہ سے وہ اتنی نا تجربہ کار تھی۔ کہ اُسے اس خوفناک نشیب و فراز کا مطلق علم نہ تھا جو انسان نیکی اور حسن خلق کی راہ میں خود اپنی بد چلنی سے تیار کرتا ہے۔ اس لئے وہ تشویش جو اُس کے ذہن میں پیدا ہوئی تھی فرو بھی رنج ہو گئی۔ چنانچہ جلد ہی وہ سترسلنگس کے مکان ورنج اولڈ برنگلٹن سٹرٹ کے دروازہ پر گاڑی سے اُتری تو اُس کی طبیعت جمال ہو چکی تھی۔ اگرچہ اُس اندر جی کا کچھ نہ کچھ اثر اب تک باقی تھا جو اُسے بہن سے رخصت ہونے پر محسوس ہوئی۔

باب ۴

زرد پست نفس پست اور عصمت پست

روزانہ ٹائمنز مکان کے اندر داخل ہوئی۔ تو اس نے دیکھا عابدہ خاتون ایک صوفہ پر لیٹی ہوئی عہد جدید کے ایک باب کو بڑی توجہ سے پڑھ رہی ہے۔ ابنا ہر وہ اس مطالعہ میں اتنی محو تھی کہ جس وقت نشستگاہ کا دروازہ کھلا۔ اور جوان دوشیزہ اندر داخل ہوئی۔ تو منہ بگبگی نے فوراً ہی نظر اٹھا کر اس کی طرف نہ دیکھا۔

مگر جلد ہی ہی روزانہ کو دیکھ کر ہنس نے آئینل کو ایک طرف رکھ دیا اور انداز کس سے کہنے لگی "عزیزہ مدنا منہ اچھا ہوا تم آگئیں۔" اؤ مجھ سے بغلیں ہو؟

دوشیزہ نے جو اس شیطانی سادش کے حالات سے جو اس کے فہم کی گئی۔ بالکل لاعلم تھی سچے دل سے کہا "میڈم میں امید کرتی ہوں۔" تاج آپ کا مزاج رو بہ صحت ہے؟ اور یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے معصوم لبوں کو منہ بگبگی کی ناک کی پیشانی سے لٹکایا۔

"عابدہ خاتون نے کہا تیری عزیز رات ہذا کی خاص غایت سے مجھے اچھی فہم آئی۔ ڈاکٹر وگیشیل نے اصرار کیا تھا۔ میں تیری ہانی ملی ہوئی گرم برائڈی پہوں۔ اگرچہ تم جانتی ہو۔ مجھے ہر قسم کی شراب سے نفرت ہے اور میں خیال کرتی ہوں۔ کہ یہ ہذا کی نیک پیداوار نہیں اور اس لئے اس قابل نہیں ہے کہ ہم اسے استعمال کریں۔ مگر روزانہ ڈاکٹر کے ہمارے پر اور اس خیال سے کہ اس کا استعمال بطور دوامیوب نہ ہوگا۔ میں نے اس کی ذرا مقدار پی۔ جس نے مجھے فائدہ کیا ہے۔ لیکن میری عزیز تم رسم پت دی کی کیفیت بیان کرو۔ کیا میرے بھتیجے کا طرز عمل ہر لحاظ سے مناسب تھا؟ مجھے یقین ہے اس کی طرف سے کوئی بے جا امر ظاہر نہ ہوا ہوگا۔ کیونکہ خوش نصیبی سے مجھے خود اسکی یقین اور تربیت کا موقع حاصل رہا ہے اور ان ایڈجاسٹس کا حال تو بتاؤ۔ کیا وہ بہت خوش تھی؟"

روزانہ نے شادی کی تفصیلات بیان کیں اور منہ بگبگی اس کے بیان پر کچھ رائے زنی کر رہی تھی کہ دروازہ کھلا اور ڈاکٹر وگیشیل اندر داخل ہوا۔

یہ شخص ٹھٹھنے کا کافرہ اندام اور اپنے آپ کو غیر معمولی اہمیت کا آدمی سمجھتا تھا۔ بال ذرا ایسے۔ پٹروں کی تلاش ایسی کہ وہ دن پر چھوٹے معلوم ہوتے تھے۔ وہ سیاہ گہرے

پہننے اور ایک ہاتھ میں بانس کی مضبوط چھڑی لئے تھا جس کے سر سے پر سونے کی موٹھی لگی ہوئی تھی۔ جب کبھی وہ غیر معمولی سنجیدگی کا اظہار کرتا تو اس عسکری موٹھ کو اپنی ناک سے لگا لیتا تھا۔ اس کا مطلب خوب چلتا تھا۔ اگرچہ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ فن طبابت سے بالکل کر ناواقف تھا۔۔۔ پھر اسکی کاسیائی کاراز کیا تھا؟ اس کا ذکر ہم آگے کرتے ہیں۔

اس کا والد ایک بڑا مالدار شخص تھا۔ اور اس نے آٹھ سو پونڈ سالانہ کی فیس دے کر اس کا ڈاٹرنے ادب لندن کے ایک نامی ڈاکٹر کے آگے نہ کرایا تھا۔ لیکن نوجوان گیگیٹل بڑا شیریں اور سازشی طبیعت رکھنے والا گریباٹکل گند ذہن اور حافظہ سے عاری تھا۔ کتا بیس رات کو اس نے کسی طرح امتحان پاس کر لیا۔ اس کے بعد ایم۔ آر سی ایف کی ڈگری حاصل کر کے اس نے اپنا مطلب قائم کیا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد وہ ڈاکٹر جس کی شاگردی سٹر و گیگیٹل نے کی تھی۔ اپنی آسامی سے ریٹائر ہونے لگا۔ یہ خبر پا کر گیگیٹل کے باپ نے ڈاکٹر مذکور کو ایک نئے کی بجی ہوئی ٹیلا س کی ڈوبی میں پانسو پونڈ کا نوٹ بھیج دیا اور کہا۔ اسے اپنی قابلیت اور صفات حسنہ کی قدر دانی کے صلہ میں قبول فرمائے اس کا نتیجہ فوراً ہی ظاہر ہو گیا۔ یعنی اس ڈاکٹر نے اپنے حلقہ احباب میں مشہور کر دیا کہ میرا بیٹا نیشن ڈاکٹر و گیگیٹل ہو گا۔ چنانچہ اس کے ریٹائر ہونے پر کثرت رائے سے سٹر و گیگیٹل کو ہی اس کا جانشین منتخب کیا گیا۔ اس آسامی کے لئے کئی قابل ڈاکٹر امید دہتے تھے۔ مگر اس زبردست دنیا میں روپیہ کے ساتھ قابلیت کو جتنا اہمیت حاصل نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سٹر و گیگیٹل کو منتخب کر لیا گیا۔ اور اس وجہ سے وہ میدان طبابت میں داخل ہوتے ہی نہ صرف مشہور ہو گیا بلکہ ایسے معمول آدمی بن گیا۔

لکھی تین چار سال تک کام اچھی طرح چلتا رہا۔ اور اس کے بعد ان حضرت نے ایک دن کسی مریض کی ہانگ با وجہ کاٹ ڈالی۔ اس پر اعتراضات کا طوفان اٹھا اور مصالحتا فوجوں تک پہنچا۔ سٹر و گیگیٹل نے سسل چھ ماہ تک نصف کراؤن برمیہ کی اجرت پر تین مریضوں سے معقول کی بجائی صفائی کی۔ رسالے لکھنے کے کام پر ملازم رکھا۔ اس کی طرف سے معافی کے رسالے اس کثرت سے چھاپے گئے کہ ناچار پبلک کو تسلیم کرنا پڑا۔ وہ راسخی پر تھا۔ پبلک کا اطمینان کرنے کے بعد آپ نے بطور اظہار ناراضگی اپنی ملازمت ترک کر دی اور لندن کے حصہ ویٹ اینڈ کا ایک شاندار مکان کرایہ لے کر اپنا مطلب کھولا۔ اور اخبارات و مانت مارٹن پوسٹ۔ مارٹنگ ہیرالڈ اور سنیت جینرز کرائیکل کے ذریعہ مشہور کر دیا کہ شام کو

دوسے سات بجے تک میرا سب کھلا رہتا ہے۔ اپنی ایام ہیں ڈاکٹر وگیٹل کے والد کا انتقال ہو گیا اور وہ اس کے نام بہت سی دولت چھوڑا۔ ماتم کے ایام کو حتی الامکان مختصر کرنے کے بعد آپ نے اپنے دوستوں کو بلے اور دعوتیں دینی شروع کیں۔ باہر سے بھی کچھ دعوتیں بلے سے کمر بہت سے دوست پیدا کر لئے۔ اور ان دوستوں نے ان کیلئے مٹیاں تیار کر دیئے۔ رفتہ رفتہ آپ نے اتنی شہرت پائی کہ حصہ ویٹ انڈ میں بعض لوگ انہیں ڈاکٹر لیسز کا ہم پلہ ظاہر کیا کرتے تھے۔ اگرچہ سمجھ دار لوگ سر ہا کر کہتے۔ کہ ڈاکٹر لیسز کی پہلی میں اتنا علم ہر اسے فنا ڈاکٹر وگیٹل کے سایے و مانع میں نہیں لیکن ڈاکٹر وگیٹل کی اہمیت پر حال بڑی تھی اور وہ پندرہ سالہ آدمی تھا۔ اس میں ایک اور خوبی یہ تھی کہ ڈاکٹر لیسز کی طرح کسی راضی کو یہ کہہ کر اس کی زمین نہ کرتا تھا کہ ہمیں سوائے دہم کے کوئی عارضہ نہیں۔ بلکہ کھانا ازیں وہ انہیں گرائیں اور دوایاں کھلا کر پہلے بیمار کر لیتا۔ اور پھر ان کا علاج کیا کرتا تھا۔ دوایاں دیتے وقت وہ اکثر سر ہا کر کہتا تھا "اچھا ہوا تم وقت پر آ گئے ورنہ معلوم نہیں نتائج کتنے خفناک ہوتے" اس قسم کے الفاظ وہ اپنے معمولی امراض میں بھی جن میں صرف پانچ پیسے کی ضرورت ہو۔ کہا کرتا تھا اور کچھ تو ایسی باتوں کچھ زمروں۔ خادموں اور گھنیزوں کو تنہا لٹے سے کہ اس نے رفتہ رفتہ وہ شہرت حاصل کر لی۔ جو عام طور پر قابل شہماں کو جائز کوشش کے ذریعہ ناس سے فیصلہ دی جا سکتا ہے حاصل نہیں ہوتا۔

عرض یہ ڈاکٹر صاحب تھے۔ جو اس وقت نشہ سنگاہ میں جیل میں تھے۔ جبکہ نشہ سنگاہ ہی اس وقت پر لٹھی ہوں اور روزانہ اس کے قریب بھیجتی ہوں۔

آخر الذکر کو سلام کا اٹھا وہ کہے ڈاکٹر نے مدد کرتی ہے لی جس سے مدد ملتی ہے ہی کیونکہ وہ منہ سنگی سے قریب تر تھی اس کے بعد روزانہ نگاہ سے باہر جانے کو بھی کوشش کرتی تھی اس سے کہا ٹھیکہ باؤ۔ جانے کی کیا ضرورت ہے۔ ڈاکٹر وگیٹل کے پاس میں دباؤ نہ کر رہے سے جانا ضروری نہ ہوگا۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب اس میں اہمیت تو نہیں دیتے۔

ڈاکٹر صاحب نے چھڑی کی سونے کی موٹھ ماکہ۔ سے لگائی اور کہنے لگے سریم اس میں اہمیت ہی سوال ہو۔ تو میں کہہ سکتی ہوں۔ کوئی بھی عارضہ اہمیت سے خالی نہیں۔ کیونکہ وقت پر عمل کرنا نہ ہونے سے اس کا نتیجہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر حال یہ تو بیان یہ کیجئے۔ آج

آپ کی تکلیف کا کیا حال ہے۔ کیا رات کچھ زیادہ دور رہا۔ یا قدرے آسائش رہی؟
مرلینہ جو حقیقت میں کسی بھی عاصہ میں متباہ نہ تھی اور جس نے یہ بہانہ صرف اس لئے
تیار کیا تھا کہ وہی میں شریک نہ ہونے کا عذر پیدا ہو جائے۔ کہنے لگی: "ڈاکٹر صاحب میں
آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ رات خدا کی خاص عنایت سے اچھی طرح بسر ہوئی۔"
پھر حال اب آپ کا مزاج بحال ہو رہا ہے؟ ڈاکٹر نے کہا: "مگر کیا آپ نے شام کو
کھا، کھایا تھا؟"

سرسنگسی نے مرلینوں کا سا بچہ ہستیار کے کہا: "ہاں ڈاکٹر صاحب دو گھنٹہ شوربہ
کے پئے تھے۔" حالانکہ مرد اقد یہ ہے کہ اس نے ایک عالم بھٹا ہوا مرغ کھایا تھا۔

پھر سے کہنے پر آپ نے ذرا سی پانی پی لی ہوئی برانڈی بھی استعمال کی؟ ڈاکٹر وٹیل نے
ایسے لہجہ میں کہا: "گویا وہ سمجھتا ہے۔ سرسنگسی شراب کے استعمال سے سخت متاثر ہے اگرچہ
وہ اپنے دل میں اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ اس عمر کی عورتیں شراب کی گھوڑی سی مقدار کو خفیت
سے پسند کرتی ہیں۔ چنانچہ اس نے پھر دہرا کر کہا: "آپ نے ذرا سی پانی پی لی ہوئی
برانڈی استعمال کی؟"

سرسنگسی نے جواب دیا: "ڈاکٹر صاحب میں نے آپ کا کہنا اتنا فرض سمجھا لیکن میں امید
کرتی ہوں۔ آپ ابھی استعمال جاری رکھنے پر مجبور نہ کریں گے۔"

ڈاکٹر نے سنجیدگی سے سر ہٹا کر اندامی شخص کی اہمیت ہستیار کے کہے جو سمجھتا ہو۔ میں کوئی سخت
کڑوی دوا استعمال کرنے پر مجبور نہ کرتا ہوں۔ کہا: "میری رائے میں آپ کو چند دن اس کا استعمال جاری
رکھیں۔ پھر دیکھیں۔" برانڈی کل کی نسبت ذرا تیز ہو۔ بولہ ہی ذرا تیز۔ درہ میں
نتائج کے لئے جواب وہ نہ چھٹکا۔

یہ کہتے ہی ڈاکٹر نے سن ڈارننگ کی طرف ایسی نظر سے دیکھا جس سے بڑھتا ہوا مقصد
تھا کہ اگر سرسنگسی نے میری ہدایات پر عمل نہ کیا تو اس کی جان کا خطرہ ہے۔

"اچھا ڈاکٹر صاحب، مرلینہ نے پہلے سے یہی زیادہ مجبوری کے لہجہ میں کہا: "اگر آپ
کا بھی مشورہ ہے کہ برانڈی ذرا تیز ہو تو مجھے غصہ نہیں لیکن براہ راست عداوت کا یہ
ہونے کی کوشش کیجئے۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں۔ میں دشمن ایمان شراب کو صرف مجبوری کے طور
پر استعمال کرتی ہوں اور میری دلی خواہش یہ ہے کہ جلد سے جلد ترک کر سکوں۔"

”صبرِ میڈم صبر کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ ڈاکٹر وکیلٹیل نے اپنی چھڑی کی سنسٹری موٹھ سے ناک کو گرگڑتے ہوئے اور زیادہ اہمیت کے لیے میں کہا: جب تک یہ تکلیف دہ دوا باقی ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ پانی ملی ہوئی شراب کا استعمال جاری رکھیں۔“

ڈاکٹر اپنے دل میں اس بات کو اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ اس ذریعہ سے اس خاتون کا عارضہ کچھ عرصہ تک ضرور ختم رہے گا۔ اور جب تک شراب کا نسخہ تجویز ہو تا رہا۔ خود اسے بھی شغلیاب ہونے کی جلدی نہ ہوگی۔ یہ ایک ایسا طریقہ تھا۔ جس سے ڈاکٹر خاتون کو نہ کور سے رفتہ رفتہ رہو کہ معقول رقم بطور فیس حاصل کر سکتا تھا۔ علاوہ ان کے دل میں دونوں اس بات کو اچھی طرح جانتے تھے کہ عارضہ کا حقیقت میں کچھ بھی وجود نہیں۔

”لیکن میڈم“ ڈاکٹر صاحب نے ذرا وقفہ کر کے سلسلہ کلام کو پھر شروع کر کے کہا: آپ کی زبان کی رنگت اب کیسی ہے؟ ہاں ابھی درست نہیں ہوئی۔۔۔ اور نبض۔ اس کا کیا حال ہے؟

نبض دیکھتے وقت ڈاکٹر صاحب نے اپنی جیب سے ایک بیماری حلائی گھڑی نکال کر ہاتھ میں لے لی۔ اور کچھ دیر تک اس کی طرف غور سے دیکھتے رہے۔

چوڑی دیر کے بعد سنسٹنگبی نے اس شخص کی طرح حصہ عدالت اور ڈبلی میں جیشیت ملزم پیش کیا گیا۔ اور وہ جویری کا فیصلہ سننے کے لئے بیتاب ہو۔ پوچھا: کیوں ڈاکٹر صاحب آپ کی رائے میں اب نبض کیسی ہے؟

احتیاط کی ضرورت ہے۔ میڈم ابھی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر نے اپنے سر کو خاص اذنان سے ہلاتے ہوئے کہا: نبض پوری طرح درست نہیں ہوئی۔ مادیوں۔۔۔ آپ کی بیوک کا کیا حال ہے؟ اگر میں آج صبح اس اہل امور سے بطور غذا تجویز کروں۔ تو آپ کو اعتراض نہ ہوگا؟ بہر حال میڈم ہیں آزمائش ضرور کرنی چاہئے۔ اور اس کے بعد ایک دو گلاس عذیر پورٹ دامن کے بھی استعمال کیجئے گا۔ غذا کی مقدار کم نہ ہو۔ ورنہ اور زیادہ نفاہت پیدا ہوگی۔ اور مدت کو سوتے وقت پھر شوریہ اور اس کے بعد پانی ملی ہوئی برائڈی بطور دوا ضرور استعمال کیجئے گا۔

سنسٹنگبی نے کہا: صاحب میں آپ کی ہدایات پر عمل کرنے کی کوشش کر دگی۔ تاہم یہ خدا جانتا ہے۔ کہ ہاتھ کے ساتھ پورٹ دامن پینے کے خیال سے۔۔۔“

کب تک میرے مہینے جاتا ہوں۔ اس کا استعمال آپ کو مرغوب نہیں۔ بالکل مرغوب نہیں۔
 ڈاکٹر نے نرم دھنا لٹھی بوجھ اختیار کر کے قطع کھلام کر کے ہوئے کہا۔ لیکن دنیا سڑتی کیلئے ایک
 ایسے قابل قدر کمن سے جیسا آپ ہیں زیادہ عرصہ تک بے تعلقی رہنا منظور نہیں کر سکتی۔ اپنے حلقہ
 احباب کا خیال کر کے جس طرح ممکن ہو۔ عہدہ نہ اختیار ہونے کی کوشش کیجئے۔ بیشک آپ کو رازداری
 اور مداخلت سے فخر ہے۔ مگر دوستوں کی خاطر... اپنی صحت کی خاطر اس نفرت پر غالب نیکی
 کوشش کیجئے۔ میں یہ چیزیں پر حیثیت و دانیٹیشن کرتا ہوں۔ اسی حیثیت سے نہیں استعمال کیجئے
 اور اب میرے مہینے آپ کے لئے ایک چھوٹ... ٹما سنا لکھ دیتا ہوں۔ اسے باڈی ٹریٹ
 کے دو اسٹانڈنڈ ٹیبلٹس کی دوکان سے تیار کرانے لگایا۔ گا۔ یہ منہ میں آپ کو کسی خاص
 غرض سے نہیں ہوتا... بالکل نہیں... بلکہ محض اس لئے کہ ان کی دواؤں کا فیضہ باقی دوا
 فروشیوں سے اچھا ہوتا ہے۔

تاکہ صاحب کے نظروں کو اگر ان کے اصلی سہیلیوں میں آیا جاتا تو ان کا مطلب یہ تھا کہ باقی
 سب دوا فروشیوں کی دوا میں ناقص ہوتی ہیں۔ ہم ڈاکٹر صاحب کے نقطہ کی تردید کرنا نہیں چاہتے۔ البتہ
 اس قدر کہنا فرض سمجھتے ہیں کہ باوجود اس بے غرضی کے جس کا آپ اس وقت اختیار کر رہے تھے
 حضرت کو ٹیبلٹس ڈاکٹر صاحب کی دوکان سے صرف ایک ہزار پونڈ سالانہ کی رقم اس بات کے
 معاوضہ کے طور پر ملا کرتی تھی۔ کہ آپ اپنے مریدوں کو نسخے تیار کر رہے۔ اس دوکان پر جا بجا مشورہ
 خیر ڈاکٹر صاحب نے ایک پرزہ کا فائبرن بدخطا حروف میں جو ڈاکٹروں سے مخصوص ہیں چند
 الفاظ لکھے۔ اور نیچے لکھے ان قسم کے نقطہ کے کپڑے والے اگل چاہتا۔ اس نام کو ڈیکٹیل کی
 بجائے سنوٹس۔ براؤن یا طاسن بھی پڑھ سکتا تھا۔

پھر جس وقت آپ جانے کے لئے اٹھے تو ڈاکٹر صاحب نے ایک تیلے کا قندیل لپیٹ لیا
 کوئی چیز ان کے ہاتھ پر رکھی۔ یہ ان کی جیس کا رویہ تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے چھڑی کی
 طعانی کوٹھ اپنی ناک سے لگائی اور زینہ کی راہ سے اتر گئے

سہ پہر کی وقت دونوں منڈ نے سیکاروی ہی میں گزارا۔ ادا خراب شام کا ہوا
 بکھا یا گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے میز پر بیٹھ کر اب چوتھے مزاج کی بڑی مقدار چٹائی اور سکے
 پورے دھان کی درست کرتے ہوئے رفتہ رفتہ اس کے بھی چار ٹکڑاں چڑھا لئے جس سے
 دونوں منڈ کے دل میں اس وجہ سے اس عابد خاندان کی عزت و بالا ہو گئی۔ کہ خراب سے

لطف کرتے ہوئے بھی اس نے محو اکثر کے مشورہ سے مجبور ہو کر اسے اتنی بڑی مقدار میں پی لیا
 دسترخوان بڑھایا جا چکا تھا کہ سرسبز کوٹنی فرشتہ نگاروں میں نمودار ہوا۔ اپنے شکار
 بوغایہ خاتون کے مکان پر موجود اور پہلے سے بہت زیادہ حسین اور فرشتہ نما ایک عکس اس
 کی پچھیں کھل گئیں۔ آنکھوں میں خار پیدا ہو گیا۔ اور اس کے حسن و عجز اور رنگا جاننے لیتے ہوئے
 جو سوچا اس کا خون گرم شراب کی طرح اگلنے لگا کہ آج رات یہ حسینہ میری بھل میں ہو گی۔
 ہمارے نانا میں کو اچھی طرح اور بڑھکا۔ کہ سنسنی انگیزی کے بارے میں مدد و مدد سکونت میں اس
 خاتون نے روزانہ کے دل میں ادا میں ہر وقت کی لذت بہارت اور نفع خیالات پیدا کر کے
 تیار کر رکھے تھے۔ اس نے اس پر نافع کے مقلد اس کے اندر کسی قسم کے مشقہ جذبات
 پیدا کرنے کی کوشش نہ کی تھی وہ بھی کہ جب یہ بیرونی اسے مارا نکالتا تھا تو اس میں اندر سے
 پرچھ لفظوں میں اظہار عشق کیا۔ تو وہ پاکو بہ حسینہ اس کے اندر نکالنا مسئلہ بالکل نہ سمجھ
 سکی۔ اور اسی نے سرسبز کے منہ سے سبکدوشی کو کہہ کر فہمائش کیا کہ تم اس کی قابل رہائی
 ثابت نہیں ہوئی ہو۔

بہر حال معصوم روزانہ کے دل میں اب تک بیرون کی نسبت اعلیٰ خدائے جاگزیں
 تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کے کہنے سے روزانہ اپنے دل میں اس خیال سے خوش ہوئی کہ
 تیسرے آدمی کی گفتگو سے شام کی تکلیف وہ بہتر جنگی طور پر ہو گئی۔
 بیرون۔ یہ جہاں تک ممکن تھا۔ اس حد تک کو اپنی باتوں سے خوش کرنے کی کوشش کرتا
 رہا اور اس کو ہر لطف اور شہتہ گفتگو سے روزانہ کو خوش ہوئی تھا۔ یہ سچا چھپا چھپا
 سرسبز کوٹنی کی گفتگو میں وقت اس قدر بیزی سے گزرتا گیا کہ جلد ہی رات کے
 آخری کپانے کا وقت آ گیا۔ سرسبز انگلی نے طوطا کو کہنا شروع کیا کہ چند گونٹ پٹے اسکی نکلا
 وہ رات کو دسترخوان پر رکھی ہوئی باقی ابرائے خوراک کی طرف اٹھتی تھی۔ لیکن ان چیزوں سے
 باز رہنے کی تلقین کسی حد تک برائی نہ کر دی۔ اس کا سر کہہ جو بیرون نے تیار کر کے
 غائب خاتون کو پرایا۔ اور اس شہتہ سے آتا تیز یاد کیا کہ ڈاکٹر ویکٹیل بھی بارہوا اپنے مشورہ
 کے اس کی موجود تیزی کو ثابت نہ کرنا۔

بات کے اگلے چہ کہ بیرون نے رخصت ہونے کے لیے اپنا سرسبز انگلی نے نشہ بھرا
 کی گھنٹی بجاکر لو کہ وہ رات تک چوڑا کرنے کا حکم دیا جس کا مطلب حقیقت میں تھا کہ اگر کسی صبح

سے اس خوفناک سازش کا جو درجہ بدرجہ کی جارہی تھی لکھا تھا۔ تو گھر کے نوکر سرسری کے ہفتہ ہو جانے کی تصدیق کر سکیں۔ اور انہیں اس بات کا علم ہو جائے کہ وہ فلاں وقت گیا تھا۔

ہیرنٹ کے جانے کے بعد منسٹر سنگھی اور رندا منڈا میں سرسری کو رتنی کی اعلیٰ صنعت پر گھٹکھوٹی رہی۔ اور آخر منسٹر سنگھی کہنے لگی کہ عزیز رندا منڈا اپنے گھر کو جانے سے پہلے رندا سے نشست گاہ کی الماری نیک کے اس کی کنجیاں مجھے لا دو۔ تو رندا نے غافل بن کر...
حینہ اس پھرتی کے ساتھ جو شب کا لازمہ اور احسان پسند طبع کا جزد ہوئی ہے۔ اس کام کے لئے لگی۔ اس کے باہر جاتے ہی منسٹر سنگھی نے ہیرنٹ وائٹ کے اس کے گلاس میں جن کا کچھ صحرانوردانہ پن چکی تھی۔ اور کچھ باقی بنا۔ ایک چوٹی کی شیشی سے کوئی دیاہ مرکب ڈال دیا۔

اس کے بعد وہ کارہ پھر صدف پر لیٹ گئی۔ اور... اُف اس ریاکاری کا کچھ ٹھکانا ہی!... اس نے اپنے ہاتھ میں انجیل لے لی۔ چنانچہ مصمم۔ پاکیزہ اور بے خبر و شہوہ اس کا تو یہ سازشی عہد اس کے مطالعہ میں مصروف تھی۔
رندا منڈا نے واپس آ کر کہا: "میلڈم یہ بچے کنجیاں ہیں۔ بچے سب جیت بھناٹ بند ہو۔ شب بخیر میں اب اپنے گھر کو جاتی ہوں۔"

نیریز عزیز اس گلاس کو تو ختم کر لے منسٹر سنگھی نے ترغیب دہ لہجہ میں کہا: "میں قطرہ بخیل نہیں ہوں۔ مگر تم جانتی ہو کسی چیز کو نہال کرنا بہر حال نا پسندیدہ ہوتا ہے۔ رندا منڈا کے چہرہ پر اس خیال سے کچھ اس ملامت کا سزاوار سمجھا گیا سرخ کی جہلک نمودار ہو گئی۔ مگر جب اس نے شراب کا گلاس منہ سے نگایا۔ تو اسے محسوس ہوا اس کا ذائقہ خراب ہے۔ لیکن اس نے اسے ایک معمولی بات سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ اور پھر کڑواہٹ دور کرنے کے لئے روٹی کا ایک ٹکڑا چبانے لگی۔

بعد ازاں وہ عابدہ خاتون پر جو بدستور ہوئی تھی۔ جبکہ کراداس کی پیشانی پر بوسہ دیکر کہنے لگی: "شب بخیر میلڈم۔"

"شب بخیر رندا منڈا میں ابھی سونے سے پہلے پاؤ گنبد عبادت کر دینی پھر میں اپنے گھر میں چلی جاؤ گی۔"

روزانہ دباہر نکلی۔ اور خابگاہ کی طرف چلی گئی۔
اسے مکان محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے سولے کے کمرے میں جلتے ہی اس نے کپڑے اتارے
ایدا بالوں کو درست کرنے لگی۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے اسے معلوم ہوتا رہتا کہ آنکھیں خود بخود بند
ہوئی جاتی ہیں۔ اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ سونے سے پہلے دعا کرنے کے فرض کو نظر انداز کر کے
وہ جلد جلد کپڑے اتار کر پٹنگ پر لیٹ گئی۔
اس کے لمحہ بھر بعد وہ بے خبر سو رہی تھی

تین آدمیوں کے دل میں اس وقت رمزا سنڈ کی تصویر منقش تھی۔
ایک نفس پرست بیرونٹ کے دل میں
دوسرے مطلب پرست عابدہ کے دل میں اور ...
تیسرے زر پرست باپ کے دل میں۔

اپنے دیران مکان کے کمرہ کی تنہائی میں اس وقت مسٹر مارنر کے سینہ میں دو زنجیریں
کے برابر ابراویت وہ جذبات بھر رکھے تھے۔ اس کی ذہنی تکلیف ناقابل بیان اور بدنی
اضطراب حد اسکان سے باہر تھا۔

انا کہ وہ زر پرست۔ خود فرض۔ سرد مہر اور لاپرواہا نساگران سب برائیوں کے
ہوتے ہوئے وہ اپنے تفسیر کی اس زبردست آواز کو دبانے سے قاصر تھا۔ جو وہ رہ کر
اس سے کہہ رہی تھی۔ ظالم... گھبرگھبر... جہنمی تو نے آج وہ بیغیانہ فعل کیا ہے۔ جو
تیری تلخی کے پیمانہ کو لبہ بیز کر دے۔ ظالم فعل کی یاد ایسی ہو گئی۔ کہ کوئی ارضی راحت ...
کوئی عظیم دنیاوی دولت بھی اسے محو نہ کر سکے گی۔

بد نصیب باپ خود محسوس کرنے لگا۔ کہ میں شیطان بصورت انسان ہوں۔ وہ آخرت
میں اپنی صورت دیکھتا ڈرتا ہلکا کیونکہ ایک بار جب اس نے اسے دیکھا۔ تو وہ اتنی خوفناک
جی۔ کہ ہیبت پیدا ہوتی تھی۔

باپ اپنی بیٹی کو ناپاک زر کے بدلے فروخت کرے باؤف اس سے زیادہ سنگدل
اس سے بڑی سنگدل ادھ کیا ہو سکتی ہے۔

اسے خیال آیا کہ اس وقت جب میں اس اضطراب میں پھر رہا ہوں۔ وہ صبح شمع جس کی سازش میں میں خود شریک ہوا۔ بطور میں آرام ہو گا۔
 لڑکھڑاتا ہوا وہ کہڑکی کے قریب گیا۔ آہ! کیسی تاریک رات تھی۔ طوفانِ بحر لہرے ہوئے کثیف بادل کس طرح محیطِ آسمان تھے!
 وہ جھجک کر پیچھے ہٹ گیا۔ کیونکہ آسمان پر ایک خوفناک صورت نمودار تھی...
 ایک دیر غصہ اور استقام کی نگاہ سے اس کی طرف گہور رہا تھا!
 کیا پہنچ رہی کوئی جنہیں فرشتہ تھا۔ جو اس کی طرف حیرانہ نظروں سے دیکھتا تھا؟
 نہیں... یہ محض داہمہ کا اثر تھا۔ مگر تاریک بادلوں کے ایک دوسرے پر جمع ہو جانے سے ایک مفرک سیاہ عفریت کی کتنی نمایاں صورت بنی ہوئی تھی!
 بدبخت گینگارباپ نے ذہنی اضطراب کی حالت میں سٹھیاں کس لیے... وائٹ پیسے لگا... بھوس میں تان لیے اور اس خوفناک جمع کو روکنے کے لیے جو اذیت قلب کے اظہار میں اس کے منہ سے نکلنے کو تھی۔ اس نے اپنے ہونٹوں کو زہ سے دبا لیا!

دوسرا شخص جس کے دل میں مصدم روزِ امتحان کی تقدیر پر بے چینی پیدا کر رہی تھی۔ مسٹر سائنگبی تھی۔
 کم و بیش ۲۰ منٹ اور شنگاہ میں ٹھہرنے کے بعد اس نے خادمہ کو بلا لیا۔ اور اسکی درد سے اپنے کمرہ میں پہنچی۔ حالانکہ حقیقت میں وہ اس خادمہ کی درد کے بغیر بھی اپنے کمرہ میں پہنچ سکتی تھی۔

خادمہ نے اس کے کپڑے اتار دئے اور پھر کمرہ سے چلی گئی۔
 لیکن مسٹر سائنگبی آرام کرنے کے لیے فوراً ہی اس پلنگ پر نہ لیٹی جس کے پیچھے چیب کر چیک سمٹھ اس عابد خانوں کی پاکیزگی کی حقیقت سے آگاہ ہوا تھا۔ بلکہ ایک بڑی سی آرام چوکی پر بیٹھ کر اس وقت کا انتظار کرنے لگی۔ کہ گھر میں سکون ہو جائے۔
 دو تین مرتبہ اس نے اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے کاش یہ خوفناک واقعہ بطور میں نہ آتا۔ عذاب جانے اس کا انجام کیا ہو گا۔ اگرچہ سبزی اسے خوش کرنے کے عمل میں آتا اعتماد دیکھتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے۔ اس کی طرف سے کسوا دہلی کی بجائے فنتوں کا اظہار ہو گا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ اس نے معاملہ کے ہر پہلو کو اچھی طرح سوچ لیا ہو گا۔ چارل
اس نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں نہیں اس معاملہ میں ملوث نہ کروں گا۔ اور ایسی ترکیب
اختیار کروں گا۔ کہ وہ نہیں اس معاملہ سے بے خبر ہی سمجھتی رہے۔ مگر نہیں... کیا روزانہ
غرضہ و رازنک واقعات کی حقیقت سے بے خبر رہ سکتی ہے؟ رفتہ رفتہ وہ سارے
حالات کو اچھی طرح سمجھنے لگے گی۔ پھر کیا کیا۔ اس نے اپنے خیالات کو پلٹ کر کہا: اگر ایسا
ہو بھی تو کیا مضائقہ ہے۔ وہ ہر طرح میرے قابو میں ہوگی۔ اس کی عزت میرے رحم پر اور
نیک نامی میرے بس میں آجائے گی!... ملے! یہ خوفناک رات کبھی ختم بھی ہوگی!
کچھ بھی ہو۔ وہ نمل۔ جن کا خیال آتے ہی بدن میں لرزہ پیدا ہوتا ہے سخت ہیبت ناک ہے!

کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ میسر آٹھن جس کے دل میں روزانہ کی تصویر بنی ہوئی
اس وقت جب کہ وہ پاکباز حسینہ اپنی معصومیت میں دنیا فانیہا سے بے خبر اس عورت کے
میں سو رہی تھی جس نے اس کی میزانی کا مقدس فرض اپنے اوپر لیا۔ جس پر اسے بے حد اعتماد
تھا۔ اور جسے وہ صفات انسانی کا بہترین نمونہ سمجھتی تھی... وہ میسر آٹھن سر پرستری
کو رشتی تھا۔

میسر آٹھن کے مکان سے رخصت ہو کر بیرنٹ اپنی گاڑی میں جو دو دانہ پشستر
بٹی۔ گھر پہنچا اور سیدھا اپنے کمرہ میں چلا گیا۔

خادم خاص کو رخصت کر کے اس نے ایک گنٹ کا وہ عرصہ جو اس کے میسر آٹھن
کے مکان واقع اولڈ برلنگٹن سٹریٹ میں جانے کے وقت تک حاصل تھا۔ آنے والی خوشی
کا ذہنی نقش تیار کرنے میں صرف کیا

ادبائش بیرنٹ اب اس عمر کو پہنچ چکا تھا۔ جب حسیات انسانی بڑی حد تک مردہ ہو
جاتی ہیں۔ اور انہیں بیدار کرنے کے لئے پر جوش تخیل کی مدد درکار ہوتی ہے۔ اسی لئے
اپنے بے جان قویٰ میں حیات تازہ پیدا کرنے کی ہمت سے اس نے اس ناقابل بیان
راحت کو سوچنا شروع کیا۔ جو معصوم روزانہ کی تباہی کی بدولت اسے حاصل ہونیوالی تھی
"ماظرین یہ نہ سمجھیں گا۔ کہ اس کے قلب تیرہ میں اس وقت رحم یا پشیمانی کا ذرا بچا احسا
پیدا ہوا۔ اسے اس نعم کی کیا ہوا تھی۔ جو روزانہ کے حصہ میں آنے والا تھا! البتہ وہ یہ

ضرور سوچتا تھا کہ اس نعم کے اثرات کو دفع کرنے کے لئے مجھے کیا ترکیب اختیار کرنی چاہئے اس کے شہوانی تخیل نے ابدیدہ روزنامہ کی جو تصویر پیش کی۔ وہ معمول سے بھی زیادہ بھڑکتی تھی۔ چنانچہ مکان سے رخصت ہونے کے وقت تک خیالات کے زیر اثر اس کے جذبات جوانی انٹھا حدت اختیار کر چکے تھے۔ کہ اس وقت اگر اسے یقین دلایا جاتا۔ اس فعل بد سے دس ہزار کنبوں کی راحت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تو یہی وہ اپنے تہیہ سے باز آنے پر آمادہ نہ ہوتا مکان کے عقبی راستہ سے تارکی میں دسے پاؤں بانہ نکل کر سرسبزی کو رشتی جلد جلد قدم اٹھاتا اور گنگٹن سٹریٹ کو پہنچا۔

چند منٹ کے عرصہ میں جب وہ سنر سنگھی کے مکان کے قریب پہنچا۔ تو درٹ مشر کے گرجوں میں گھڑیال ایکس بج رہے تھے۔

یہ وہ وقت تھا۔ جو سرسبزی کے اس مکان میں داخل ہونے کے لئے مقرر ہو چکا تھا۔ وہاں پہنچکر اسے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا۔ کیونکہ کسی نے بڑی آہستگی اور احتیاط کے ساتھ صدر دروازہ کھول دیا۔ امدد نے لفظوں میں کہا کہ سرسبزی تم ہو؟ دروازہ کھولنے والے کے ہاتھ میں شمع نہ تھی کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ یہ سنر سنگھی ہی تھی۔

دسے پاؤں بڑی احتیاط کے ساتھ وہ اسے ساتھ لیکر زین کے اوپر چڑھتی گئی۔ نفس پرست بیرنٹ نے جو تانہ مار کر ہاتھ میں لیا۔

اپنے کمرہ کے دروازہ پر پہنچکر سنر سنگھی نے بیرنٹ کو ایک لمحہ کے لئے ٹھہرنے کو کہا اور خود اندر سے ایک شمع لینے گئی۔ شمع کی روشنی میں جب دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو جھجک کر پیچھے کو ہٹ گئے۔ کیونکہ اس وقت فطرت ان فی پھر اپنی جائز سطوت قائم کرنے لگی تھی۔ عورت اس مرو سے خوف زدہ ہو کر پیچھے کو ہٹ گئی۔ جو اس کی اپنی صنف کے ایک فرد کے ناموس پر مزہ لانا اور خونناک حملہ کرنے کو تیار مرد کے دل میں اس عورت سے نفرت کا احساس پیدا ہوا۔ جو اس گناہ آلودرات کو اس کے سفیناۃ فعل میں اپنے مطلب کی غرض سے امداد دعات پر آمادہ تھی۔

سنر سنگھی نے ایک کمرہ کی طرف اشارہ کیا۔ جو مکان کے آخری سرے پر واقع تھا۔ اور اس کے بعد جب وہ اپنے کمرہ میں داخل ہوئی۔ تو اس کے خیالات ایسے تھے۔ جو جینڈرینو گیٹ کے سرائاب مجرم کے لئے بھی باعث رشک نہیں ہو سکتے۔

ادھر سرخسری کو رشتی اس مقام تک پہنچا جہاں وہ مکہ واقع تھا جس میں ایک فرشتہ
خصیلت حسینہ آنے والی مصیبت سے بے خبر محو خواب تھی۔ اور اس نے دروازہ پر ہتھ کھد
دیکھا اب وہ دروازہ کو کھول کر اس کمرہ میں داخل ہوتا ہے۔ جہاں دودھ کے ایسے
سفید بستر پر موسم بہار کا ایک تازہ پھول حسن اور پاکیزگی کی علامت۔ اثرات خیر
سے محفوظ اور گھمبیس کے خطرات سے بے خبر ٹپا ہے۔ کہا کرتے ہیں نیکی کی حفاظت فرشتوں
کے سپرد ہوتی ہے۔ کیا اس وقت وہ فرشتے ہی محو خواب تھے؟

کمرہ کے اندر جا کر اس نے دروازہ کو بند کر لیا۔ اور شمع ہاتھ میں لئے بستر کے قریب پہنچا
ہلکی دھندل روشنی میں اسے ایک معصوم چہرہ نظر آیا جس کے رخساروں پر پھول کی ایسی رنگی
چھائی ہوئی تھی جس کے گلابی برٹ سٹونوں کو شرماتے تھے۔

روزانہ فرشتہ میں بے خبر مگر اس بے خبری میں بھی مضطرب تھی۔ یہ بے چینی کا شبہ
اس لادنیم یاسٹ افیون کا اثر تھی جسے اس کی شراب میں آمیز کر دیا تھا۔ اس کے اھصاب
اس زہر کے عادی نہ ہونے کی وجہ سے غیر معمول بدنی اضطراب پیدا کر رہے تھے۔

سرخ رخساروں میں سے ایک گدازاد سفید شگے باز پر اس طرح نکلا ہوا تھا۔ گویا رنگ
مرمر پر گلاب کی تکیاں بکھری ہوئی ہوں۔ دوسرا بازو خواب کی بے چینی میں چادر سے ٹھکرا
شانہ تک برہنہ تھا۔ اس حسینہ کی چپکا چوند پیدا کرنے والی سفید چھاتی اپنی عریانی میں ایک
ناقابل بیان پر کیف نگارہ پیش کر رہی تھی۔

ادھر ادھر نگارہ کتنا دلکش تھا جو اس وقت ادبائش امیر کی نظروں کے سامنے پیش
ہوا۔ اس کے جڑکتے ہوئے جذبات اس تصویر کو دیکھ کر دیوانگی کی موت تک پہنچ گئے۔
اس نے جلتی ہوئی شمع کو آتش دان پر رکھا اور جلد جلد کپڑے اتارنے لگا۔

اتن اے قہر آسمانی تو اس وقت کہاں گیا تھا؟ اے طوفان سے بھرے ہونے
بادوں۔ کیوں اس وقت تم نے اپنی حبیلی کے تیروں سے اس سیاہ باطن امیر کو خاک نہ کر دیا؟
... جس لئے تم نے اپنی کردار سے اس بدبخت کو خاک نہ کیا۔ جو اپنے آپ کو اس گستاخ
آورد ذات کا بہادر سمجھتا تھا۔

اس وقت جب کہ نذر پست باپ اپنے کمرہ میں سخت بے چینی کی حالت میں۔ اس

دودھی آگ کے شعلوں کو فرو کرنے سے قاصر جو اس کے سینہ میں بھڑک رہے تھے لڑکھاتا
پہرہ ہاتھ... اس وقت جب وہ قابلِ نفرت عورت جس نے اپنی فحش کے ایک پاک اور
معصوم فرد کے ناموس کی تباہی میں مدد دی۔ اپنے کمرہ میں اس فعلِ قبیحہ کی یاد سے زندہ
براندام تھی... ہاں اس وقت اس کمرہ میں جہاں روزانہ اپنی عصمت اور پاکیزگی کی خبری
میں مصائبِ عالم سے بدخبر سونے کے لئے لگی تھی۔ ایک شریر نفس... بد بخت...
دودھی ادبائش نے اس کی حرمت کا خون کیا!

”مجھے جھوٹا... مجھے مر جانے دو“ بہ نصیب روزانہ اپنی تباہی سے باخبر مایوسی
کی حالت میں کہہ رہی تھی۔ ”میرا جینا بیکار ہے“
روزانہ سنو تو ہمیں... میں منت کرنا ہوں یہ سروٹ نے اس کے ایک بازو کو تھام
ہوئے کمرہ کے تھکے نکل کر بھاگ نہ جائے کہا تم سماں کی لڑکی ہو۔ مجھے وارنہ۔ مجھ سے بچھڑ
کر کہاں جاؤ گی؟... جان سے گذر کر کیا حاصل کرو گی؟ جو کچھ ہو چکا۔ وہ اب واپس
نہیں آسکتی۔ رات کا واقعہ صرف میرے اند تھا رے علم میں ہے کسی تیسرے شخص کو کہیں
کی خبر نہیں۔ کیا تم اسے سارا دنیا میں مشہور کرنا چاہتی ہو؟“
”ابھی میرا کیا ہو گا؟“ روزانہ نے ناقابلِ بیان ذہنی اذیت کی حالت میں کہا۔ ”اے
میری عصمت...! افسوس میری حرمت...!“

جس وقت اس سینہ نے ہاتھ ملتے ہوئے یہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کئے۔ تو ایک منٹ
کے لئے سنگدل ادبائش کا قلب بھی متاثر ہو گیا۔
وہ جلدی سے بے چینی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ ”اے روزانہ! تیرا جہان سے نکل گیا واپس
نہیں آسکتا۔ اوقاتِ گزشتہ پر نشان ہونا بے سود ہے۔ میری جان یہ سوچ مجھے نہیں
کتنی محبت ہے! میرا غم فقط یہ ہے کہ تمہاری محبت نے مجھے دیوانہ کر دیا تھا۔ جو کچھ ہوا
کے عالم میں ہوا۔ اس لئے مجھ سے نفرت کرنے کی بجائے...“

”نہیں مجھے تم سے نفرت نہیں“ روزانہ کسیدہ سمجھ کر کہنے لگی۔ ”اور تم سے نفرت
کر کے مجھے اب حاصل کیا ہو گا۔ میرا دار و دار تم پر ہے اور وہ محبت ہی جس کا تم مجھے یقین
دلا۔ جو میری اس تباہی کی کسی حد تک تلافی کر سکتی ہے... مگر افسوس! پھر سے اب... اگر تم

یہ سن و میری بیٹی کا یہ حال ہوا... البتہ تو رحم کر...

اور یہ سبے جوڑ فحشاء کہہ کر اس نے پھر زار زور رونا شروع کر دیا۔

... روزِ رازِ راز... روزِ راز... اپنے جی کو سمجھا لو... سرسہری کو کشتی نے اس عالم پہر میں کہا ہے۔
وہ بوقتِ ضرورت افسوس کرنا اچھی طرح جانتا اور سبکدوش موجودہ زخمِ حرمت کا بہترین مرہم تھا۔
دیکھا میرے لئے اس بات کو دہرانے کی ضرورت ہے کہ مجھے تم سے بے حد محبت ہے؛ لے جان اس
طرح فحشاء اور ذہنی اضطراب کو دل میں جا نہ دو۔ مجھے اس پریشانی ہوتی ہے؟

مگر کیا تم نے مجھے ایک خوفناک سازش کا شکار نہیں بنایا؟... کہا تم نے میری تہا ہی کے لئے ہی
یہ سب تیاریاں کی تھیں؟ روزِ راز نے پھر کہا مجھے جانے دو۔ لے صاحب مجھے یہاں سے نکل جانے
دو۔ میں والد کے پاس جا کر ان کے قدموں میں گر جاؤنگی... میں انہیں سارے حالات سے
خبردار کر دوں گی... وہ مجھے معاف کر دیں گے۔ اور تم سے... جو میرے ناموس کو برباد
کر نیو لے ہو۔ اختتام لیں گے؟

اتنا کہہ کر اس نے پھر سرسہری کے ہاتھ سے نکلنے کی کوشش کی۔ مگر اس نے اسے مضبوط پکڑے
رکھا۔ ناچار بے بس ہو کر وہ پھر اس کی چھاتی پر گر پڑی۔

رفتہ رفتہ اوباش بیرونٹ نے لمبے مزید تسلیمیں دیں۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ اس کے
غم کو کم کرنے کی کوشش کی۔ وہ بیلوں۔ وہ دھڑ۔ چھوٹی قسمی اور قراروں سے کام لیکر وہ اس سے
معافی کا خواہش گزار ہوا۔ اور اس قدر پریشانی کا اظہار کیا کہ غریب روزِ راز یہ سوچنے لگی حقیقت میں
اس نے جو کچھ کیا وہ میرے لئے اسکی حد انتہا سے بڑھی ہوئی محبت کا ہی نتیجہ تھا۔

... لے میری ماہِ طہریت حسینہ بیرونٹ نے کہنا شروع کیا تم نے یہ خوبصورتی کیسے کمائی؟
بھلا اگر تمہارے حسنِ سحر افروز کا اثر نہ ہوتا۔ تو میں ہرگز اس افسوسناک فعل پر آمادہ نہ ہوتا۔ جس کا کچھ سے
ارتکاب ہوا اور جس کے لئے میں عمر بہرہ منجان رہوں گا۔ لے جان تمہاری صورت کو دیکھ کر میری
محبت دیوانگی کی حد تک پہنچ گئی تھی اور میری حالت اس شخص کی سی تھی۔ جو تاج سے بے خبر اور
لا پرواہ حصولِ دعا پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ میں اب محسوس کرتا ہوں کہ جو کچھ میں نے کیا وہ نہایت
شرمناک تھا۔ میں اپنے طرزِ عمل کو کمینہ اور قابلِ نفرت تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن میرے محبوب۔
حبیبِ خدا کی وجہ سے میں تمہارے گنہگار کے لئے در توبہ کھلا ہے۔ تو کیا حسینوں کی آگاہی
میں اس کا کوئی امکان نہیں؟ میری جان سے عزیز روزِ راز نے میں ایک معذور اور حسد نداشتی امیر

تم سے رحم اور معافی کا خوشگوار ہوتا ہوں۔ کیا اگر میں اپنی بقیہ عمر تمہاری راحت کو برقرار رکھنے اور تم سے محبت کرنے میں بسر کروں۔ تو بھی میری ایک خطا کی تلافی غیر ممکن ہے؟ اگر نہ ختم ہونے والی محبت... اگر ایسا پیارا جو کبھی دنیا میں کسی شخص نے دوسرے سے نہیں کیا۔ تمہارے لئے موجب تسکین ہو سکتا ہو تو اسے دلائم میں اپنی خطا کی تلافی ان فریبوں سے کرنے کو تیار ہوں۔
میرا تم مجھ سے شادی کر لو گے؟ روزانہ نے دل زبان سے پوچھا۔

”اے میری جان یقیناً۔ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کا عہد کرتا ہوں۔“ بیرونٹ نے کہا جو اس وقت اسکی تسلی کے لئے ہر ممکن اقرار کرنے کو تیار تھا۔

”مگر تمہیں اگر مجھ سے اتنی ہی محبت تھی تو تم نے صاف طور پر مجھ سے اظہار عشق کیوں نہ کیا؟ تم والد سے اسکا ذکر کرتے اور جس طرح بھائی کلیئر نے ایڈیٹس سے شادی کی تھی۔ مجھ سے شادی کر لیتے۔“ روزانہ نے جس کے دل میں پہرہ کھینچ دیا ہونے لگا تھا۔ کہا

بیرونٹ کہنے لگا ”میری جان میں نے کئی طریقوں پر تم سے اظہار محبت کیا۔ مگر تم میرا مطلب سمجھنے سے ناظر ہیں۔ تمہیں یاد ہو گا۔ ایک روز جب میں تم سے تمہارے والد کے مکان پر نشستگا۔ میں ٹاؤن میں نے کہا تھا وہ شخص کتنا خوش نصیب ہو گا۔ جو اس خوبصورت باقہ کو اپنا کہہ سکے۔ اسی طرح ایک اور موقع پر جب ہماری گفتگو موت کے ناگوار مضمون پر شروع ہوئی۔ تو میں نے تم سے کہا تھا۔ موت کا خیال بہت رنجیدہ ہے لیکن وہ شخص موت سے کتنا خوش ہو جو تمہاری خدمت گزار میں جان سے گزر جائے۔“

”اے۔ مجھے یاد ہے تم نے یہ الفاظ کہے تھے۔“ روزانہ کہنے لگی ”اور تمہاری غیر ماضی میں مجھے ان غفلتوں کا کئی بار خیال آیا۔ میں انہیں یاد کر کے خوش بھی ہوا کرتی تھی...“

”تو اس صدمہ میں لے جان جاؤ تم سمجھ سکتی ہو۔ مجھے اس خیال سے کشتہ باری ہوئی۔“
”تم میری محبت کو نظر انداز کر رہی ہو۔“ مکار بیرونٹ نے کہا ”اس طرح عالم یاس میں اگر میں نے اپنے دل میں اس بات کا عہد کر لیا کہ تم پر کسی نہ کسی طرح قبضہ حاصل کروں۔ تو کیا میرا یہ فعل قابل معافی نہیں؟ میں سوچتا تھا۔ ایک بار تمہیں اپنا بنا کر میں ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو تمہاری خدمت گزار سکون لگا۔“

”اگر تم مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ پورا کیا۔ تو شاید میں اب بھی خوش ہو سکتا۔“
اس خوفناک رات کی یاد میرے دل سے محو ہو جائے... نہیں مگر اس کی یاد دل سے

کبھی محو نہ ہو گی۔ روزانہ نے جلدی سے کہا کیونکہ ایسے رنجیدہ واقعات ذہن انسانی سے کبھی مٹ نہیں سکتے۔ تاہم جہانگیر نے کہا کہ اس امکان میں ہر قسم اس واقعہ کی تلافی سے دریغ تو نہ کرنا چاہیے؟

بیرونٹ کہنے لگا: روزانہ... پیاری روزانہ۔ یقیناً جانے۔ میں ایک ماہ کے اندازہ تم سے شادی کروں گا۔

خیر میں اس خیال سے اپنے دل کو تسلی دینے کی کوشش کروں گی۔ روتی ہوئی دوشیزا نے کہا: اور اب میں نہیں اس وعدہ کی قسم لے کر جو ابھی تم نے مجھ سے کیا اور جس پر مجھے یقین ہے... نیز اس محبت کے واسطے جس کا تم مجھ سے اظہار کرتے ہو۔ اتنا کرتی ہوں کہ اب تم مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ۔

بیرونٹ کو اندیشہ تھا۔ کہیں وہ طوفان غم جسے اس نے اپنی مصیبت آمیز دو ٹوکائی سے فرو کرنے میں کامیابی حاصل کی تھی۔ پہرہ روزانہ آئے۔ اس لئے اس نے اٹھ کر جلد علیحدہ کپڑے پہننے شروع کر دیے۔

دو تین دنوں کے اس عرصہ میں بالکل خاموشی رہی۔ آخر کپڑے پہن کر سرسری برباد دوشیزا کے قریب پہنچا اور کہنے لگا: روزانہ! ایک آخری پیار... اس کے بعد میں کل تک تم سے رخصت ہو جاؤں گا۔

اس نے اضطراب آمیز کھوکھلے لہجہ میں کہا: رخصت ہونے سے پہلے میرے ایک سوال کا جواب دیتے جاؤ۔ کیا سرسنگی سارے حالات سے باخبر ہے؟... مگر نہیں یہ کیونکہ ہر سنا ہے کہ وہ اس خوفناک سازش میں شریک ہوئی ہو... اگرچہ باوجود اس کے... حیرت زدہ روزانہ نے پہر ایک باریک دیکھ کر کہا: اس کی لاعلمی میں تم نصف شب کے وقت مکان میں داخل کیونکہ ہو سکتے تھے؟ لے آسمان۔ سخت خوفناک شبہات میرے دل میں..."

تیری جان ناحق اپنے دل کو مضطرب نہ کر دے بیرونٹ نے بہ نصیب حسینہ کو چمکاتے ہوئے کہا: سرسنگی اس بات سے تو خیردار ہے کہ میں تمہارا دل و جان سے پرستار ہوں وہ میری محبت سے واقف ہے۔ کیونکہ ہمارے درمیان جو قدیم دوستانہ تعلقات ہیں ان کا تقاضا ہے میں اپنا کوئی راز اس سے پوشیدہ نہ رکھوں۔ مگر پیاری روزانہ

اس نیک ہندو۔ پاک باطن خاتون کی نسبت اپنے دل میں کسی بے جانشینہ کو جگہ نہ دو۔
 میں اس مکان میں ایک کھرک کی راہ سے جو اتفاقیہ طور پر کھلی رہ گئی تھی۔ چوروں
 کی طرح داخل ہوا۔ اور اسی راہ سے اب وہیں جا رہا ہوں۔ کچھ ہو جائے۔ میں ان
 واقعات کا اس نیک خاتون کے دل میں شبہ پیدا کرنا پسند نہیں کرتا۔ اسے میری
 فرشتہ صورت حسینہ تم سکون مستیار کرو۔ تاکہ صبح کی حاضری کے وقت کوئی تہاڑی نشان
 صورت دیکھ کر شبہ نہ کر سنے سکے۔ روزانہ تم جانتی ہو۔ میں بہت جلد تم سے شادی کرنا
 اور اس وقت تمہارے لئے شرمسار ہونے کی کوئی وجہ نہ ہوگی۔“

”ہائے مگر اس وقت تک مجھے ہر ایک دوست اور رشتہ دار کے سامنے ظاہر میں
 نہیں تو باطن میں موزور شرمسار ہونا پڑے گا۔“ روزانہ نے ایک گہری آنکھیں کھانکھانے لگی
 کہ قدر خوفناک اندیشے... گنتے ہیبت ناک خیالات میرے دل کو اذیت دے رہے
 ہیں میری عزیز بہن خدا کرے تو مجھ سے زیادہ خوش رہے خدا کرے تو ان ذہنی کمالات
 سے آشنا نہ ہو۔ جو اس وقت میری طبیعت کو بے چین کر رہی ہیں۔“

”روزانہ میں ہر ایک مقدس نام کا واسطے کرتے سے التجا کرتا ہوں کہ اپنی طبیعت
 کو ساکن کر دے۔ سرسہری کو رشتی نے جواب دے تا تھا۔ کہیں ایسا نہ ہو یہ میرے جانے پر
 عالم یاس و اضطراب میں خودکشی کرے۔ گھبرا کر کہا۔ شرح کی روشنی میں اس نے دیکھا کہ کہا
 کا چہرہ لاش کی طرح سفید تھا۔ بچوں کی سرفہ بیت جھڑکی زردی میں تبدیل ہو چکی
 تھی اور آخری الفاظ کہتے ہوئے اس حسینہ کا چہرہ انتہائی قلبی اذیت کی وجہ سے
 متغیر ہو گیا تھا۔“

”ہائے میں کس طرح اپنی طبیعت کو صبر پر آمادہ کروں۔“ بد باد شدہ عقیذہ نے عالم یاس
 میں ہاتھ مل کر کہا اور اس کے ساتھ ہی پیراس کی آنکھوں سے سیلاب اشک بہنے لگا
 بیرونِ فطرت نسوانی سے اچھی طرح آگاہ تھا۔ اس لئے اس نے یہ بہتر سمجھا کہ
 دلی جوشِ آنسوؤں کی راہ سے خارج ہو جائے۔ چنانچہ تین چار منٹ تک اس کمرہ میں یہ
 نظارہ رہا کہ ادبائش امیر سیر کے قریب کھڑا بڑے سکون کے ساتھ۔ ہر قسم کے جذبات
 سے خالی... یا شاید شہوانی خیالات کا خفیف لقیہ اپنے ذہن میں لئے۔ اور تینہ
 کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جسے اس نے برباد کیا اور وہ اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے

جیسی ہتی۔ بالکل خاموش ... اور آنسو آنکھوں کی راہ سے گرتے ہوئے رات کے سناٹے کو صرف وہ آہیں قطع کر رہی تھیں جو وہ کہہ کر اس کے مضطرب سینہ سے نکلتی تھیں جب تک کہ وہ آنسو بہا یا کی سرسری خاموش کھڑا اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر جب اس کے غم کا اظہار کیسے قدر ہوا۔ تو اس نے دوبارہ اس پر نصیب حسینہ کو تسلیاں دینی شروع کیں جو اس کی نفسانی خواہشات اور اس کے جنہی جذبات پر قربان ہو چکی تھی۔

دل شکستہ روزانہ کو اس وقت ایسی تسلیوں کی بہت ضرورت تھی اس انتہائی مصیبت میں اس کا سہارا صرف وہ امید ہتی جو عیاش امیر کے مستقبل کی نسبت دلا رہا تھا۔ کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر غریب نے اپنے آپ کو اس کی عزت۔ اس کے رجم اور اس کے جھوٹے وعدوں پر چھوڑ دیا اور اس مرتبہ جب اس شیطان نے اسے یقین دلانے کی کوشش کی کہ جو کچھ میں نے کیا وہ میری انتہائی محبت کا ثبوت ہے تو وہ سکرائی بھی۔ اگرچہ میکراہٹ بہت چھکی اور تیز بارش کے بعد نوادہ ہونے والی دھوپ کا طبع عارضی تھی۔

آخر کار جب بیرنٹھ نے دیکھا کہ اس کی طبیعت کافی مسکن ہو چکی ہے اور اسے چھوڑ کر جانے میں کسی طرح کا خطرہ نہیں۔ تو وہ ایک زہری سانپ کی مانند ... بیباک وہ حقیقت میں تھا۔ تباہ حال۔ برباد شدہ دوشیزہ کے کردہ سے بے باؤں باز نکل گیا۔

برآمدہ سے گزر رہا تھا۔ تو اسے مسز سنگلی کے کردہ سے جسے اس ملعون عورت نے مٹا کھلائے دیا تھا۔ روشنی کی جھلک نظر آئی۔ اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ اب تک بیدار ہے کیا اسے حالات میں جو اس مکان میں ظہور پذیر ہوئے۔ اس شقی اظہار عورت کو بھی سنینہ آسکتی تھی؟

جس وقت سے بیرنٹھ نے مکان میں قدم رکھا۔ سیکڑول اندیشے اور بے چہم حضرات اس کی طبیعت کو پریشان کرتے رہے تھے۔

اس سے دینی زبان میں مخاطب ہو کر سرسری سننے کہا "میں کا یہاں ہو گیا اور وہ اس واقعہ کا کسی سے ذکر نہ کرے گی۔ تمہیں اس کی نظروں میں بے وث ثابت کرنے کی نسبت میں نے جو وعدہ کیا تھا۔ اسے بھی پورا کر دیا ہے"

مسز سنگلی نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور اپنے پتلے ہونٹ کو زور سے کٹاوا وہ لاکھ بڑی اور گہما گہما رہو۔ بہر حال اس وقت بڑی ہی کوشش سے اپنے ان نظروں کو

سکی کہ ظالم تر نہایت سیاہ باطن شیطان ہے۔ مگر سرسری نفس کے جذبات کو نہیں پہچاننا اگر پہچاننا۔ تو اس کا اظہار نہ ہونے دیا۔ بہر حال جلدی سے اپنی داشتہ کو شہرِ کفر کہہ کر وہ کمرہ سے باہر نکلا۔ اور اس طرح ڈبے پاؤں مکان سے رخصت ہو گیا۔

افلاس اور گناہ و ست بدست

باب ۶۹

اس خونخوار واقعہ کو جس کا ذکر کرتے ہوئے کئی بار ہمارا قلم لرزا۔ ایک ہفتہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔ اور اب ہمارا سینہ ان غلیظ گلیوں میں سے ایک کے خستہ حال بالا خانہ میں منتقل ہوتا ہے۔ یہ گنگ سڑیٹ سڑیٹ گانگوں سے مختلف اطراف کو کھلتی ہیں۔

رات کے منبجے تھے اور بارش کے بڑے بڑے قطرات اس کوہ کی چھت اور درجہ کے ساتھ زور سے گرا رہے تھے۔ جس کے اندر صرف ایک دھندلی سی شمع روشن تھی اور وہ بھی تیز سواکے جھونکوں سے جھللا رہی تھی۔

فرش زمین پر بھی ہوئی ایک کثیف گدڑی پر۔ ایک ۲۵ سالہ جوان تپلا اور چھا ہوا کبیل بیٹھے پڑا تھا۔ اس کا چہرہ اتنا زرد اور بیماری اور احتیاج سے اس قدر اترا ہوا تھا کہ بادی النظر میں اس کی عمر ۵۰ سال کے قریب معلوم ہوتی تھی۔

پاس ہی ایک ٹوٹی ہوئی کرسی پر ایک کسین جوان عورت بیٹھی تھی۔ اس کے کپڑے اتنے کم اور اس قدر دریدہ تھے کہ اسے سردی کے کانپ رہی تھی اور بھوک اور تکلیف کی علامات اس کے اپنے چہرہ پر بھی صاف طور سے نمودار تھیں اگرچہ ان علامات نے اس کو خوبصورتی کو جو شباب کا لازمہ ہے بالکل ہی محو نہ کر دیا تھا۔

وہ حقیقی معنوں میں خوبصورت نہ تھی اور نہ پہلے کبھی ہوا کرتی تھی۔ البتہ قبولِ صورتی اور حسن میں اگر کچھ اختلاف ہے۔ تو اس میں وصفِ اول ضرور موجود تھا۔ ہر چہ کہ اس نے دیدہ و پوشاک پہنی ہوئی تھی اور چہرہ پر انتہائی احتیاج کی علامات ظاہر تھیں۔ تاہم شہر میں کچھ کشش اب بھی باقی تھی۔

اس داستان کے ابتدائی ابواب میں ہم نے ایک جگہ ان سراؤں میں سے ایک کا نظارہ دکھایا تھا۔ جو کیسل سڑیٹ لائن ایک میں بکثرت واقع ہیں اور اگر ہمارے

ناظرین بھولے نہیں تو انہیں اس معصومی شادی کا حال بھی یاد ہو گا جو اس جگہ ایک چور
بجائیں پیڈلر اور ایک غریب مزدور کی بیٹی میلڈا برگز میں ہوئی تھی۔
کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ فرسش پر لیٹا ہوا مرد وہی چور پیڈلر ہے اور یہ بڑی
اس کی عاشقہ میلڈا برگز تھی۔

بشکل صورت نشست اختیار کر کے پیڈلر نے اس سے کہا ”بھرا بیٹم میرے سوال
کا کیا جواب دیتی ہو؟ کیا تم ہم یہ نہیں فلتے مریں گے یا روٹی مہیا کرنے کا کوئی ذریعہ اختیار
کیا جائے گا؟“

میلڈا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور وہ تاسف کما ہزار سے ہاتھ ملنے لگی۔
”دیکھو میرے سامنے اس طرح لٹوے نہ بیاؤ۔“ بدحاش مرلیض نے جھلا کر کہا ”تم
جانتی ہو اور میں جانتا ہوں۔ رونے دھونے سے بیٹ نہیں بھرتا۔ تین ہفتے ہمیں اس نیم گرسلی
کی حالت میں گزارنے آئی ایک پائی نہیں۔ اور جو پیسے پاس تھے سب صرف ہو گئے
ہیں۔ ملک مکان منہا سے سامنے نہیں کھا تا گیا ہے۔ میں کل صبح کراہ لے بغیر نہ
ٹکوں گا۔ ہماری سب چیزیں گرو پڑ چکی ہیں اور میری یہ حالت ہے کہ علاج تو ایک
طرف۔ خوراک تک کو محتاج ہوں۔ جس سے پھر تازہ دم ہو کر کماؤ کر سکوں۔۔۔“
”خدا اجانتا جو شش مجھ سے جہاں تک ممکن تھا۔ میں نے اپنا پیٹ کاٹ کر بھی
تھماری ضروریات پور کرنے کی کوشش کی۔“ میلڈا نے آنسو بہاتے اور سسکیاں
لیتے ہوئے کہا ”کئی بار جب تم بوچھتے تھے تم نے اپنے لئے گوشت روٹی رکھ لی ہے تو
میں ناں کہہ دیتی تھی اور عہد آدوسری جانب کو منہ پھیر لیتی تھی کہ تمہیں معلوم نہ ہو۔ میں نے
اپنے لئے کس قدر ناکافی کھانا رکھا ہے یا بالکل ہی نہیں رکھا۔ اس کے بعد تم ہی بتاؤ میں کیا
کروں؟ میرے الیم پھر دیہات کو چلے گئے ہیں اور وہاں گر جاکی خیرات پر پیٹ بھرتے
ہیں۔ میرا کوئی دوست یا رشتہ دار نہیں جو مدد دے اور تمہارے اپنے دوستوں میں سے
کوئی سر دست ادا دہر آدہ نظر نہیں آتا۔“

میلڈا اخرا کچھ ہو۔ کوئی انتظام ہونا ضرور چاہیے۔ ”مرد نے کہا“ ہم بھوکا مرنا تمہارے نہیں
کر سکتے۔ اس سے تو جو کچھ کیا جائے بہتر ہوگا میری آفتیں بھوک سے سلگ ہی ہیں اور میں
سمجھتا ہوں اگر مجھے تھوڑا سا ٹھنڈا ہوا گوشت اور پورٹ وائن مل جائے تو میرا حال بہت مشکل نہیں

”مگر اے خدائیں تمہیں یہ چیزیں کہاں سے لاکر دوں؟“ بد نصیب عورت نے چیخ کر کہا۔
 ”میرے پاس ڈبل روٹی خریدنے کو اتنی تک نہیں اور کوئی چیز نظر نہیں آتی جسے بیچ کر تمہارے
 لئے روٹی لاؤں۔“ پھر کمرہ کی پریشہ دیواروں کی طرف خوف زدہ نظروں سے دیکھ کر وہ
 کہنے لگی ”اے کس بچانگی کا عالم ہے۔ اے خدا تو ہی سہارا نگہبان ہے۔“
 اور یہ کہ اس نے انتہائی یاس کے عالم میں آگے پیچھے پنا شروع کر دیا۔
 جوش بیڈلر وحشیانہ خشونت کے لہجہ میں بولا ”خدا جو کچھ تمہیں دکھائی دیتا ہے تم اسے دیکھ
 رہی ہو۔۔۔ میری رائے میں اب صرف ایک ہی بات باقی رہ گئی ہے اور انجام کار ہمیں
 دہی کرنی پڑے گی۔“

مثیڈا نے گھبرا کر اپنے آشنائے چہرہ کی طرف غور سے دیکھنا شروع کیا۔
 ”غالباً تم میرا مطلب سمجھ گئی ہو۔ اس ہتھیار نے کہا ”اواس لئے اس کے متعلق کسی اور
 سے کام لینے کے سود ہو گا۔ تم دیکھتی ہو ہم بھوکے مر رہے ہیں۔ کر ایہ سرسبز چڑھ رہا ہے اور
 آمدنی کی کوئی سبیل نہیں ہیں اب صرف ایک امکان باقی ہے اور وہ یہ کہ تم خود بھوت
 عورت ہو اور خوبصورتی تمہارے خود ایک دولت ہے۔“
 ”اے جوش تم کیا کہتے ہو۔ کیا تم یہ چاہتے ہو میں ایک فاحشہ عورت بن جاؤں؟“
 مثیڈا نے خوف اور لامرت کے مشترکہ لہجہ میں چیکر کیا۔

جوش بیڈلر سختی سے بولا ”اس جوش و خروش کو جانے دو۔ ورنہ یا وہ رکھو میں
 چٹنی بنا کر رکھ دوں گا۔ اگر میرے پاس دھنا ہے تو روٹی کی فکر کر دو۔ ورنہ جہنم میں جاؤ۔ اگر
 فاقہ ہی مرنے ہے تو میں ایسا مرنے کو تیار ہوں۔“

”میرے خدا! جوش میں نہیں چھوڑ کر جانا منظور نہیں کر سکتی۔“ بد نصیب عورت نے جسے
 اپنے آشنائے حقیقی محبت تھی اس دھمکی سے مضطرب ہو کر کہا ”نہیں جوش میں نے تم سے
 وفاداری کا عہد کیا تھا اور میں اس پر کاربند رہنا چاہتی ہوں۔“

”اے اس باب کو جانے دو۔ مرو نے وحشیانہ لہجہ میں کہا۔ ”رور کو مجھے اور زیادہ
 پریشان کر دو۔ ورنہ بخدا اگرچہ میں بیمار ہوں۔ نہیں اچھی طرح ٹلا کے مکھا دوں گا۔ دیکھو
 اچھی لڑکی بنو۔ لٹی لین لو اور۔۔۔ ورنہ جہنم کی قسم۔۔۔“

”آہ! تم اتنے سنگدل نہیں ہو کہ مجھ پر ہاتھ اٹھاؤ۔ وہ دونوں ہاتھ ملا کر کہنے لگی۔“

علاوہ اگر میں نے اس معاملہ میں تمہارے کہنے پر عمل کیا تو کیا تم آئندہ ہمیشہ مجھ سے نفرت نہ کیا کرو گے؟

”بالکل نہیں“ جوش پیلہ برتنے یہ دیکھ کر کہ اسے اپنے مدعا میں کسی حد تک کامیابی کی امید ہو چلی ہے۔ نرم ہو کر کہا اور یہ ظاہر ہے کہ اپنی مجبوریوں اور اپنے آشنا کی دھمکیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ زیادہ عرصہ تک انکار جاری بھی نہ کر سکتی تھی۔ ”بالکل نہیں“ اس نے پھر اپنے لفظوں کو دہرا کر کہا ”مہتابا تو اُٹلیہ فرض تھا کہ جس وقت میں بیمار ہوا۔ تم خود معاش کی فکر کرنی اگر ایسا ہوتا تو ہماری نوبت فائدہ کشی تک نہ پہنچتی۔ اور میں اب تک سزا ہو گیا ہوتا مابھی اچھی لڑکی بنوا دیا جاسکتی ذریعہ سے اتنی نقدی جیب کرنا کہ کھلنے پینے کی چیزوں کے علاوہ مکان کا کرایہ ادا کرنے کی سبیل پیدا ہو جائے۔“

سخت اضطراب کی حالت میں دہرکتے ہوئے دل سے مٹیلڈ اپنی جگہ سے اٹھی۔ سرسٹوپی لکھ کر اس نے اپنا بیٹا ہوا وصالہ اوٹھ لیا جہاں لئے اب تک بچ رہا تھا کہ وہ آنا بیٹھا ہوا تھا کہ اسے کسی نے گرو رکھنا منظور کیا تھا۔

اس خوفناک و در زندگی کو شروع کرنے کی ترغیب کے طور پر جس پر غریب مٹیلڈ کو آمادہ کیا گیا تھا جوش پیلہ نے اس سے کہا ”آؤ رخصت ہونے سے پہلے ایک بوسہ دیتی جاؤ۔“ اس نے ٹھیک کر اپنے مرعیض شوہر کی بیٹان کو بوسہ دیا اور بے لفظوں میں کہنے لگی ”کیا یقیناً تم آئندہ مجھ سے نفرت نہ کرو گے؟“

”نہیں“ مٹیلڈ نے تیزی سے جواب دیا۔ ”خدا کے لئے جلد ہی جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ میں تمہارا چہرہ سے گوشت کا ٹکڑہ کاٹ کر کھاؤں۔ شیطان کی قسم بھوک سے میری جان نکلی جاتی ہے۔“

مٹیلڈ اس کے بدن میں کیچی پیدا ہوئی اور وہ بے تحاشا کمرہ سے باہر نکل گئی۔ جس وقت وہ مکان سے جانے لگی تو قریب ہی ایک اور کمرہ کا دروازہ کھلا اور ایک موٹا بدنما شخص جس کے منہ میں چھوٹا سا پاپ تھا یہ کہتا ہوا باہر نکلا ”آہ تمہاری چال ہے ہی میں نے سمجھ لیا تھا کہ تمہیں ہوگی۔ دیکھو سسر پیلہ اگر مجھے سارا کرایہ یا ایک حصہ آج ادا نہ کر دیا گیا تو میں یقیناً تم و دونوں کو گھر سے نکال دوں گا جس ہوا دار اور پراسا کرہ میں تم رہتے ہو اس کے لئے میرے پاس سیویں کرایہ دار پھرتے ہیں ادم تم سے کرایہ بھی

نیاد ہوا کر کے کویتار میں۔ بہر حال کرایہ روادار ہونے کی صورت میں میں تمہیں ضرور نکال دوں گا خواہ میرا کمرہ خالی ہی کیوں نہ پڑا رہے۔

مثیلہ اس سے زیادہ سننے کے لئے نہ ٹھہری اور بے تحاشا مکان سے چلی گئی بالکل مکان کی دھمکی اس کے کانوں میں خوفناک آواز کی طرح گونج رہی تھی۔

اندھاؤ صند چلے ہوئے اس نے یہ نہیں دیکھا کہ میرے قدم کس سمت میں اٹھ رہے ہیں۔ بازاروں میں سامروں کے ساتھ کئی بار اس کی ٹکرو ہوئی۔ کیونکہ انھیں اگرچہ کھلی ہتھیں، مگر وہ اس پاس کی اشیاء کو نہ دیکھتی تھیں۔ اس کی نگاہ میں دنیا بالکل تاریک نظر پیش کر رہی تھی۔

وہ اس طرح تیرہ بیسے قدم اٹھا کر چل رہی تھی۔ گویا کسی نہایت ضروری کام پر جا رہی ہو۔ اور کوئی مدد کے خواص اس کے پیش نظر نہ تھا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اپنے تلبی نظر اب میں وہ اس بات کو بالکل ہی مبہول گئی تھی کہ میں کس غرض سے ... اس تاریک رات کو حیرت و ہوا اور بارش بے رحمی سے سو رہی تھی اور اس کے بدن پر اتنے کپڑے بھی نہ تھے کہ اسے سردی سے محفوظ رکھ سکتے ... گھر سے نکلی ہوں۔

اس کے کان میں ہم سب آوازیں پہنچ رہی تھیں مگر اس طرح ہی ہوتی کہ وہ گاڑیوں کی کھڑکھڑاہٹ اور ہجوم کی گنگوہیں امتیاز نہ کر سکتی تھی۔ جب وہ کسی بازار کے ایک کنارے سے دوسرے کی طرف جاتی تو اس احتیاط کو بھی پیش نظر نہ رکھتی تھی جو گاڑیوں کی جھپٹ سے محفوظ رہنے کے لئے ضروری ہوتی ہے۔

بہت دیر کے بعد اس کے خیالات نے ایک معین صورت اختیار کرنی شروع کی اور وہیں اضطراب اور پریشانی کی حالت سے نکل کر اپنی اصلی صورت پر آنے لگا۔

اس نے اپنی رفتار دہلی کر دی اور معلوم ہوتا تھا اب اس کے مدعا کی غیر یقینی بھی سابق کی نسبت کم ہو چکی ہے۔ اس مکان میں مختلف آوازوں میں تیز کرنے کے قابل ہونے لگے۔

ہو بہدین کے وسط میں پہنچ کر وہ رک گئی اور یکایک اس کی آنکھیں کھلتی گئیں۔ کئی لمحوں کے فطرت گریں سے لگے کیونکہ اسے یاد آیا۔ میں اس دین اور فراخ باز میں بخش کی زندگی کا آغاز کرنے کے لئے آئی ہوں۔

وہ پھر ایک بار سوسے پاؤں تک کا بنی۔ نگہ کی گئی تھی جسے سر دی یا بارش کے اثر سے منسوب کیا جاسکے۔ یہ ایک قسم کی تشبیہی حرکت تھی جس کا آغاز اس کے قلب سے ہوا اور اس کا اثر برق کی تیزی رفتار سے ہر حصہ بدن میں پھیل رہا ہو کر رزہ کی صورت میں نمودار ہوا۔

”سٹ ادمیٹ کیوں راستہ روکے کھڑی ہے؟“ ایک مزدور نے جو سر پر بہت سا بوجھ رکھے چل رہا تھا اسے آواز دے کر کہا۔
اور مثیلاً ایک خوف زدہ آہو کی طرح پھر آگے کو چلنے لگی۔

اس نے دائیں بائیں دیکھا شاندار دوکانیں بیش قیمت مال و اسباب سے بھری ہوئی اور خریداروں کے ہجوم سے پُر نظر آتی تھیں۔ وہ نان بائیوں کی دوکانوں کے آگے بچنے ہوئے کباب اور بھنے ہوئے گوشت کی مشام روح افزا کو حاصل کرنے کے لئے رُک گئی۔ دوکانوں کی کھڑکیوں میں پچی ہوئی سبزی کے ڈھیر اور دکھانے کی بہت سی چیزیں سجی ہوئی تھیں۔

مگر کیا وہ ان دوکانوں کے آگے دست سوال دراز کرتی تو کوئی اس پر رحم کر کے اس کی ضروریات پورا کرنے پر آمادہ ہوتا؟ اس کا دل کہتا تھا نہیں، اس کے علاوہ اسے ضرورت صرف خوراک کی نہیں تھی کیونکہ شقی القلب مالک مکان کی خوفناک دھمکی انہیں کانوں میں گونج رہی تھی۔

یہ سوچ وہ پھر اندوگے اور پروردگی کی حالت میں آگے کو چلنے لگی۔
اسی طرح دقت گذرنا گیا۔ بچنے کے قریب تھے اور وہ سمجھتی تھی کہ اگر مجھے گناہ کے معذرتگی میں قدم رکھنا ہی ہے تو اس کے لئے یہی وقت موزوں ہوگا۔

لے ناظر یہ سمجھنا کہ اس جوان عورت سے اگر ایک چور کی داشتہ بننا منظور کر لیا تھا اور وہ ادنیٰ درجہ کی سڑوں کی بد اخلاقی اور کئی مہنتوں کی مسلسل مصیبت اور احتیاج سے گذر چکی تھی اس لئے وہ فحش کی زندگی بسر کرنے کے لئے یا کل آئادہ تھی، نہیں... سو با نہیں۔ عورت کی عصمت اس سے بہت مضبوط ہوتی ہے۔ جتنا بعض براہین لوگ خیال کرتے ہیں۔ اپنے شائے داشتہ ہونے کے لئے اس کے ساتھ محبت تھی۔ دوسرے وہ ان عورتوں میں سے نہ تھی جو آدائل عمر سے بد اخلاقی کے نظارے دیکھ کر گناہ کی

زندگی کے لئے تیار رہتی ہیں۔ حالات نے اسے لاکھ بڑی صحبت میں ڈال دیا ہو۔ اس کی فطرت بڑی نہ تھی وہ راہ جو اسے اپنے سامنے نظر آتی تھی بہت خوفناک تھی۔ وہ اس میں نظر ڈال کر بھی جاتی تھی مگر زندگی کی خزانہ حقیقتیں اسے اسی راہ پر چلنے کو بیڑا کرتی تھیں۔ فطرت انکار اور حاجت اصرار کر رہی تھی۔

جب وہ اپنے خیالات پریشان اور اذیت بخش جذبات کو فرو کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ ایک اور جوان عورت جو عمر میں اس سے مشکل ایک سال بڑی ہو گی۔ اس کے قریب پہنچی اور کہنے لگی۔ کیوں بہن۔ اس راہ کی دلفریبیاں بہتیں بھی اس طرف کو کھینچ لائی ہیں؟

مثیلا نے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا کہ یہ کوئی نہایت اونے درجہ کی باز آؤ عورت ہے۔ اس کے الفاظ سن کر بھراس کے آنسو بہنے لگے۔

”اودہ! معلوم ہوتا ہے۔ میرا خیال غلط نہ تھا۔“ اس زن فاحشہ نے کہا ”شکل و صورت کے اعتبار سے تم کچھ بڑی نہیں ہو اور میں امید کرتی ہوں خاصی آمدنی کا ذریعہ بن سکو گی۔“ بھراس نے چند اور عورتوں کو جو ہتھوڑے فاصلہ پر حلقہ زن تھیں آواز دے کر کہا ”سنی ہو ایک نئی چیز آئی ہے۔“

اس پر ان گھنگار عورتوں نے مثیلا کو گھیر لیا اور کہنے لگیں ”لاؤ اس خوشی میں کچھ پلاؤ تو سہی۔ ورنہ ہم سے بڑا کوئی نہ ہو گا۔“

وہ غریب لاکھ عذرات پیش کرتی ہے کہ میرے پاس ایک باقی تک نہیں رہتی۔ روتی اور منیں کرتی ہے۔ مگر زنان بازار کی سخت گیر ہوئی جاتی ہیں۔۔۔ کیونکہ اس زمانہ میں جس کا ہم ذکر کرتے ہیں ایسی طرازیوں کے انداز کے لئے خاص پولیس موجود نہ تھی۔۔۔ حالات بہت ناگوار ہو چکے تھے کہ ایک عرصہ پہلے بد وضع شخص جس نے عمرہ کپڑے پہنے ہوئے تھے اس عجوم کے قریب ٹھیکرے اور کہنے لگا ”کیوں کیا معاملہ ہے؟“

فاحشہ عورتوں میں سے ایک نے کہا ”یہ لڑکی گدارہ کی صورت نہ دیکھ کر ہم میں شریک ہوئے آئی ہے۔ مگر منہ میٹھا نہیں کراتی۔“

”بس بس غریب کو دق نہ کرو۔“ بڑھے نے کہا ”مگر کونسی لڑکی ہے جس کا تم ذکر کرتی ہو؟۔۔۔ بیشک خوبصورت ہے۔ اچھا میں نہیں اس کی طرف سے نصف کراؤں دیتا۔“

ہوں جینے تم میرے ساتھ آؤ کہ میں تم سے کچھ گفتگو کیا چاہتا ہوں۔
یہ کہتے ہوئے بدصورت بڑھنے نصف کر اؤن کا سکہ زنان بازار میں ایک
کوٹھے دیا اور اس کی خوشی میں وہ سب میٹھا برگز کو چھڑ کر ایک طرف کو چل دیں۔
ان کے جانے پر بڑھا میٹھا لے کہنے لگا ”میری جان ادھر آؤ۔ میں تمہیں ایک
خرے کی جگہ لے چلتا ہوں۔ وہاں ہم گفتگو کریں گے اور تم سے رخصت ہونے سے
پہلے ہی نصف گنی دوں گا۔“

بڑھیا بڑی چپ چاپ اس کے ساتھ ہوئی۔ اس شخص سے بدقت امداد ملنے پر
اس کے دل میں جذبات شکر گزاری پیدا ہوئے تھے جس خطرناک راہ پر وہ قدم
اٹھانے کو تھی۔ اس کے تصور نے پھر ایک بار اس کی طبیعت میں بے جینی پیدا
کی۔ مگر فاقہ کشی کی یا مہینگی مالک مکان کی دھمکی نے معاً اسے دبا دیا۔
بڑھیا ان ساٹھے اوباشوں میں سے ایک تھا جو سفید بانوں کو بدنام کیا کرتے ہیں
اس فحاش کے اکثر لوگ غروب آفتاب کے بعد یا ناندوں سے بچتے ہیں کہ شکر کوئی جوان
شکار مل جائے۔ پختہ عمر عورتوں سے انہیں لگاؤ نہیں ہوتا۔ معمولی حالات میں یہ شخص
میٹھا پر نوجوان تیار کیا۔ اس کی عمر ۱۵-۶ سال کے قریب تھی اور یہ ۱۲ سال کے
چوزوں کو پسند کرتا تھا۔ مگر اتفاق نے اسے اس کی راہ میں ڈال دیا۔ تو اس نے جد
کی خاطر اسے بھی نظر انداز کرنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ وہ بڑھا جس کے بال سفید تھے
اور جو عمر میں میٹھا کے دادا سے کم نہ ہو گا۔ اس کا باندو اپنے بازو میں لٹے ایک حقہ
خانہ کی طرف جس سے وہ باخبر تھا۔ قدم اٹھانے لگا۔

رات کے گیارہ بجے بھٹے کے اس بالا خانہ کا دروازہ جس میں جوش پیلر لٹا ہوا تھا
زور سے کھلا اور میٹھا اسو دار ہوئی۔

”کیوں کیا خبر لائی ہو؟“ اس حسی نے فکر سے پوچھا ”تم نے بہت دیر لگا دی۔“
گلوگیر متعجباً وازیں اس جوان عورت نے کہا ”میں اس سے پہلے نہ آسکی۔ لو اٹھو
پہٹ بھر کر کھاؤ۔ میں تمہارے لئے گوشت کی ایک پیٹ لیٹی آئی ہوں۔“
”اور مالک مکان؟“ اس کا کیا ہوا؟ جوش پیلر نے گھبرا کر پوچھا۔

”میں سانس کا حساب بھی کوڑی پیسے سے بیاقی کر دیا ہے۔ ایک خوندناک صورت کا بڑھال لگیا تھا۔ اس سے ایک پونڈ کم کر لائی ہوں“ یہ الفاظ اس نے ایسے لہجے میں کہے جس سے قلبی اضطراب اور دردناک جذبات کا اظہار ہوتا تھا ”کم بخت اتنا کمزور تھا کہ چھوٹے کوچی چاہتا تھا۔ لیکن اس نے نصف پونڈ کا وعدہ کر کے مجھے ایک پونڈ سے دیا۔ اب اگر تیارا جی چاہتا ہے تو لو اسے سیر ہو کر کھا لو“ اور کہتے ہوئے اس نے دیوانہ کی طرح ہنسنے لگا۔

جو شہ پیلہ اسے چمکانے کی غرض سے کہنے لگا ”میری جان تم بھی تو میرے ساتھ مل کر کھاؤ“ یہ جان کر کہ میں اس صورت سے معقول نفع کی صورت پیدا کر سکتا ہوں اب وہ اسے خوش کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

مگر اس نے بے صبری سے جواب دیا ”ہنسی میں اس میں سے ایک رقم بھی نہ لوں گی۔ میں اب بھوکے نہیں ہوں۔ اس کے علاوہ میرے لئے ان چیزوں کا کھانا جو میری اپنی عصمت کی فروخت سے حاصل کی گئی ہیں دیا ہی ہے۔ صبیحے کوئی ایسے گوشت کو کھانے یا اپنی ہی خون پیئے۔ البتہ بوتل میں تھوڑی شراب ہے۔ میں اس میں سے تمہاری خاطر چند گھونٹ پیئے لیتی ہوں“

اس کے زرد چہرہ کو خوف کی نظر سے دیکھ کر۔ کیونکہ اب اس پر انتہائی باورسی کا جب تک نمودار تھا۔ وہ کہنے لگا ”مگر امیر کے خیال میں آج تک تو تم شراب سے نفرت کیا کرتی تھیں“

”مگر آج میری وہ نفرت دور ہو گئی ہے“ اس نے جواب دیا۔ بہر حال اس وقت مجھے خوراک سے زیادہ شراب سے رغبت ہے۔ مگر تم کھانا شروع کرو“

یہ کہہ کر اس نے ایک باوامی کاغذ میں لپیٹی ہوئی چیزیں اس کے سامنے بکھاریں جو نے جب اس کاغذ میں لپیٹی ہوئی۔ مٹی۔ گوشت اور پیکیو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں نمی سے چمک پیدا ہو گئی۔

اس بات سے لاہرانا کہ یہ چیزیں کیونکر حاصل کی گئیں جو شہ پیلہ نے انہیں نیم کو رسی کی تیزی سے کھانے لگا اور ٹیبلڈ پاس کی دوکان سے بیرو لائے چلے گئی۔

والس نے اس سے جن شراب کے وہ کھلاں پے در پے پئے اور ایک بار پھر لایا

کی طرح ہتھ لگا کر کہنے لگی۔ "وہ شراب بھی کس مزے کی چیز ہے (اسے پی کر انسان سب کچھ کر گزرتا ہے)۔"

"گھٹیک ہے۔" جوش پیڈل کہنے لگا۔ "لو ایک گلاس اور پیو۔ پھر ہوک بھی لگ آگئی۔" شاید ایسا ہو، سٹیلڈ نے کہا۔ جس رات ایک بڑے پادری نے سرائے میں میرا تم سے نکاح کیا۔ تو میں شراب سے بیہوش تھی۔ آج جب میری زندگی کا نیا دور شروع ہوا ہے۔ میرے لئے پھر بیہوش ہونے کی ضرورت ہے۔"

"بھٹا سٹیلڈ۔" تم بڑے استقلال کا اظہار کر رہی ہو۔ جوش پیڈل نے کہا۔ وہ بولی۔ "ابھی کیا ہے۔ کوئی دن جاتا ہے۔ میں سب باتوں میں طاق ہو جاؤں گی انسان جس طاقت کو اختیار کرنا چاہے۔ کر سکتا ہے۔"

تیسرا گلاس ختم کر کے وہ بھی اپنے آشنائے ساتھ کہانے میں شریک ہو گئی۔ حلا کہ چند منٹ پیشتر وہ اسے اپنا گوشت اور خون ظاہر کر رہی تھی۔

جوش پیڈل کہنے لگا۔ اب تم سمجھ اور عمت بنتی جا رہی ہو۔ اور یہ ترقی دیکھ کر شہادت حوش ہوں۔ جب تم باہر سے واپس آئی ہو۔ تو ہتھاری صورت بہت پتلا کی جیجے تو ڈر پیدا ہو گیا تھا۔ کہیں خود کشی نہ کر بیٹھو۔"

"خود کشی! ابا! ابا! سٹیلڈ نے ایک عجیب سنی سنسنی کر کہا۔ "کچھ ہو۔ جب میں واپس آ رہی۔ تو بیشک میرے دل میں اس کا خیال پیدا ہوا تھا۔ مگر پھر مجھے تمہاری ہمدردی نافذ کشی اور محتاجی کا خیال آیا۔ اس لئے چلی آئی۔" لو ہتھاری سے شراب تو ادا ہے۔"

بہت فائدہ کرتی ہے۔ اگر میں جلنے سے پہلے اس کے دھگ بھٹ پی لیتی... افسوس ہے۔ اس وقت میرے پاس پیسے نہ تھے۔۔۔ تو میں روٹی ہوئی بازاروں میں آواہ

نہ پھر تھی۔ یہی وجہ ہے اکثر آوارہ عورتیں اس قدر شراب پی جاتی ہیں۔ اس کے چند گلاسوں نے میری طبیعت کو بالکل ہی بدل دیا ہے۔ اور اب تو دل اتنا خوش ہے کہ بے اختیار گانے کو جی چاہتا ہے۔ سننا یہ زینہ پر کون چڑھ رہا ہے۔"

"ہاں کوئی آواز ہے۔" جوش نے کسی کے دروازہ کے باہر کھٹنے کی آواز سن کر کہا۔ "ادھر پھر جیپ کسی نے آہٹ سے دستک دی۔ تو یہ بولا۔ "آجاؤ۔"

شخص نہ کہ اندر داخل ہوا۔ اس کی صورت دیکھ کر جوش پیڈل بہت خوش ہوا اور

کہنے لگا: کون۔ تم دی سنسرا

دودوست

باب ۷۰

ٹم دی سنسرا ایک طویل القامت مضبوط اور خاصہ شکیل ۴۴ سالہ جوان تھا۔ سسر کوٹ یلگنجی واسکٹ۔ اور خاکی پاجامہ پہنے۔ اور ٹوپی کو اس انداز سے لئے گویا وہ اس سے سر کے ناپ سے بہت بڑی ہو... جس کی وجہ شاید یہ تھی کہ اس کے لمبے بال حال میں جیل خانہ کی بے در پیچی کی نذر ہو چکے تھے... اس شخص نے کمرہ میں داخل ہو کر دھاندہ بند کرتے ہوئے کہا: کیوں یار جوش کیسے حال ہیں۔ خیر تو ہے۔ یوں بستر پر لیٹے ہوئے ہو؟

وہ بولا: تم کچھ پوچھو نہیں۔ بہت دن سے بیمار ہوں۔ درمیان میں اس تباہ حال کو ٹھے میں پڑا نظر آتا۔ اپنی کہو۔ آجکل کیا مصروفیت ہے؟

ٹم کہنے لگا: اب کچھ بڑے گہرے نکلا تھا اور کیلی سٹریٹ میں طاسن کی سرسے نمبر ۲۳ میں ایک ٹم فیس کے پاس پھیلا داس سے تنہا۔ ہی بیماری اور اس پتہ کی خبر لی۔ میں اس خیال سے آیا تھا کہ شاید اب تندرست ہو گئے۔ کیونکہ ایک کام میں تم سے مدد لینا مطلوب تھا مگر تم اتنے بیمار ہو کر اٹھنے کے قابل ہی نظر نہیں آتے...!

جوش کہنے لگا: یاد رکھو۔ میں بیمار رہا ہوں۔ مگر آج پیٹ بھر کے کھانا کبابا ہے اور گل کے لئے ہی عہدہ کبیلنے کی امید ہے۔ اس پر بھی میں دو دن میں پورا تندرست نہ ہوا۔ تو میرا نام پیڈلر نہیں کچھ اور کہنا۔ پس اگر کام الیا ہے کہ تم ایک دو دن انتظار کرو تو میں تمہاری مدد کو تیار ہوں۔ پیاری مٹی! ڈایر میرا دوست مشرٹو تھی پلٹ ہے اگر چاہئے دوستی میں ٹم دی سنسرا کے ہمشوہ ہے یا ٹم یہ میری عورت ہے خزاں بارونے سبھی شادی سرائے میں باقاعدہ طہر کی تھی۔ بڑی دفا دار سے ایک دوسرے سے واقف ہونے کے بعد اب ہمیں اس کے سامنے رانہ کی باتیں ظاہر کرنے میں نااہل نہ ہوگا مگر ٹڈا شراب ختم ہو گئی یا ابھی ہے؟

نہیں ابھی کافی ہے۔ عورت نے جواب دیا: میں مالک مکان سے دو گلاس مالک

لائی تھی۔ ایک سٹریٹ کے لئے حاضر ہے۔

تیسری جان ہم دوستوں میں تکلف کو دخل نہیں۔ تم دی سیر کرنے کہا۔ اس لئے تم مجھے تم کے سادہ نام سے ہی مخاطب کر سکتی ہو۔ ہمارے حلقہ میں سٹریٹ سٹریٹ کا لفظ نہیں بڑا جاتا۔

لڈا۔۔۔ جوش۔ میں تم دونوں کا جام صحت پیتا ہوں۔

مگر وہ سنجوڑ تو بیچ میں ہی رہی جس کا تم ذکر کر رہے تھے۔ پیدل رہو۔

پلٹ اپنا گلاس ختم کر کے ہونٹ چاٹا ہوا کہنے لگا۔ میں ابھی تم سے اس سنجوڑ کا ذکر کرتا ہوں۔ یہ تو تم جانتے ہو۔ اس حرام زادے اولڈ ڈیوٹھ کے خلاف میرے دل میں کتنا غصہ ہے۔

شعلون! شیطان! جوش یہی اپنے دوست کے غصہ میں حصہ لیکر کہنے لگا۔ ہاچی نے تم سے ۶ پونڈ ہی بنگالے۔ اور محشریٹ کے سامنے ذرا پیر دی نہ کی۔

تم پلٹ کے پیرو پر تندی کے آثار نمودار ہوئے۔ اور وہ بولا۔ یہ تو میری خوش فہمی سمجھو کہ مجھے کالے پانی کو نہیں بھیجا گیا۔ ورنہ کیا مجال۔ اس کجغت نے ذرا ہی مدد دی ہر بات یہ ہوئی۔ کہ محشریٹ۔ نہ ثبوت کو ناکافی باکرہ دماہ قید سخت ہی کافی سمجھی۔۔۔ مگر کیا ہوا قسم ہے دوزخ اور شیطان کی میں اس بد ذات سے اس دھوکہ دہی کا جو اس نے مجھ سے اور میرے سلسلہ میں تم سے اور مین مینس سال سے کی ایسا بدلہ لوں گا کہ یاد کرے میں جانتا ہوں۔ ایسے کاموں کو کس طرح کرنا چاہئے۔

کیا مطلب؟ جوش نے پوچھا۔

سیر کرنے لگا۔ مطلب یہ کہ مین مینس سال اچھی طرح جانتی ہے۔ وہ نابالک کہاں رہتا

ہے۔ کل رات اس نے اسے بورڈ میں دیکھا اور اس کے پیچھے چھ ایک شراب خانہ تک گئی تھی۔ یہ کوئی رات کے ۸ بجے کا ذکر ہے۔ اس نے یہ معلوم کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کہ یہ رہتا کہاں ہے۔ اگر کسی سے پوچھتی تو شب پیدا ہوتا۔ پس وہ باہر بیٹھی انتظار کرتی رہی۔ مین مینس گزرو گئے۔ مگر وہ نہ نکلا۔ اس سے اس نے اندازہ کیا کہ وہ اسی جگہ رہتا ہے۔ تصدیق کیلئے آج پھر وہیں گئی ہے۔ اور اس کی نقل و حرکت کی نگرانی کر رہی ہے۔ اگر معلوم ہوا کہ اولڈ ڈیوٹھ وہیں رہتا ہے۔ تو میں تم مل کر اس کے پاس چلیں گے۔ اس کا تین روپے ہوا کہ خالی ہاتھ پہر حال واپس نہ آئیں گے۔

جوش بولا: اولدے ڈیجھ کے پاس کچھ نہ کچھ نقدی ہر وقت رہتی ہے۔ اور تم اس کی کو تم چلنے ہو۔ کہ اس وقت ہم سے زیادہ کسی کو روپیہ کی ضرورت نہ ہو گی۔
 پلٹ بکنے لگا: قسم ہے جو میری جیب میں چھ دھام بھی ہوں میں آج ہی صبح جیل سے نکلا ہوں۔ اور اگر مئی سال کی مدد شامل حال نہ ہوتی۔ تو کسی کی جیب کاٹنے بغیر روٹی ملنا بھی ناممکن تھا۔ طاسن کی سرائے کو تم جانتے ہی ہو۔ وہاں بے پاب ایک بل کسی کا گناہ نہیں۔ مگر دوست میں سال کی داد دینا ہوں۔ میری قید کے دنوں میں کسی نے کسی طرح گزارہ چلاتی رہی۔ اور اب میں پھر اسے اپنے پاس رکھنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ اس کے پاس اس وقت تک کے گزارہ لافنی پیسے ہیں۔ کہ ہم اس ناہنجار اولدے ڈیجھ سے کچھ لے آئیں۔ یا کسی اور کے مال سے ہاتھ رنکیں۔ اور اتنے کی ہی سہر دست بچے ضرورت تھی۔

”تخیر اس سے امید ہے۔ ہمارا دین دن کا گناہ چل جائے گا۔“ جوش پٹلہ کرنے لگا۔ اور اتنے میں ہی کام کرنے لافنی پوجاؤں کا۔ پھر جو کہو میں اس کے لئے حاضر ہوں مگر تم۔ ایران کی پوجو تو ہم لوگوں کی بھی کیل زندگی ہے۔“
 پلٹ مشکریج میں بکنے لگا: ”تھاراپہ مطلب تو نہیں کہ تم اس کام سے دست بردار ہونا چاہتے ہو؟ اور اس ناگوار خیال کے دل میں پیدا ہوتے ہی جسے وہ ہمیشہ نظر انداز کرنے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ وہ تشنجی حرکت کے ساتھ کاٹا۔“

پٹلہ روتھے دل سے بولا: ”مجھ پوجو تو میں پھر ایک بار دیانت داری کی زندگی بسر کر سکی خواہش رکھتا ہوں۔ اس میں شک نہیں۔ جوش ادا مشاہد کے نشہ میں بہت برقرار رہتی ہے۔ مگر بیماری میں یا آرام کے وقت کئی طرح کے خیالات دل میں پیدا ہونے لگتے ہیں۔ میں اپنی بیماری کا تجربہ بیان کرنا ہوں۔ بستر پر لیٹے ہوئے عجیب و غریب خیالات طبیعت کو پہنچا کرتے تھے۔ اور سب سے زیادہ اسی لئے میں بیماری سے گھبراتا ہوں۔ تم انسان کے خیالات بھی عجیب تکلیف دہ چیز ہیں۔“

سینئر نے کہا: ”جوش تم سے پردہ نہیں۔ ایسے ہی خیالات جیل خانہ کی کوٹھڑی میں خود میرے دل میں کئی بار پیدا ہونے رہے۔ لوگ ہمیں دیکھ کر کہا کرتے ہیں۔ یہ تو عادی مجرم ہیں۔ اور بھاری سزا کے لئے کوٹھو اور طرح طرح کی چیزیں تیار کرتے ہیں۔“

تو ہمارے لئے سب سے بڑی سزا خیالات کی تنہائی میں چھوڑ دینا ہے۔ اگر میری سزا کچھ وزن رکھتی ہو۔ تو میں یہ کہوں مجبوروں سے مشقت لینے کی بجائے اگر انہیں اپنے واقعات زندگی پر نظر ڈالنے کا موقع دیا جائے۔ اور پھر جب ایسے لوگ جیل خانہ سے نکلیں۔ تو انہیں دیا شنکاری کی روٹی کمانے کا کوئی کام پیش کیا جائے۔ تو سو میں ۱۰ آدمیوں کی اصلاح مشکل نہیں لیکن فرض کرو۔ اتنے آدمی اصلاح نہ حاصل کریں تو یہی کیا ہے۔ جتنے بدی کی راہ سے بچیں تھے وہی ہیں۔ مجبوروں کی زندگی میں کچھ تو کمی ہو جائے۔ کیوں تمنا رہی کیا رائے ہے؟

مریض چور کہنے لگا۔ تم میں ان باتوں کو دل میں لانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ مثلاً تم کس دھیان میں لگی ہو۔ تم کسی گرجا کا پادری تو نہیں اور نہ میرے پاس وعظ کرنے کو آیا ہے۔ دیکھو مثلاً الحق نہ ہو۔ اور انکمیں پونچھ ڈالو۔ لاؤ وہ بوتل کہاں ہے۔ تم جانتی ہو شراب آن واحد میں سارے برسے خیالات کو دل سے دور کرتی ہے ساری لئے ہم اسے بڑی مقدار میں پینے کے عادی ہو گئے ہیں۔

تم پلینٹ نے اس گلاس کو ختم کر کے جو منیلا نے اس کے ہاتھ میں دیا تھا کیا میں کسی بار سوچا ہے کہ موقع ملے تو امریکہ جا کر کسی غیر آباد جگہ میں سکونت کر لوں اور وہاں نئے سرے سے زندگی شروع کروں۔ اب بھی اس سخت اولاد و تھ سے معقول تم ہاتھ لگ گئی۔ تو میں اس تجویز پر غور عمل کروں گا۔ ہم دونوں میں... ٹھنڈا عورت ہے اور عورت کسی گنتی میں نہیں ہوتی... ہم دونوں میں اس بات کا کچھ پردہ ہے کہ اگر چوری سے دست برداری کا موقع ملے۔ تو ہم آج اس کے لئے تیار ہیں۔ میں کئی بار سوچتا ہوں کہ عدوتوں کی اصلاح کے لئے تو مردوں نے کسی انتظام لئے ہیں۔ مگر اپنے بہادر مردوں کی اصلاح کے لئے کوئی ایسا سوسائٹی قائم نہیں کی۔ قسم لے لو۔ کہ میں ایسی اصلاحی سوسائٹی بنانے والا سب سے پہلا شخص ہوں۔

اس پر منیلا آٹکھینچو پونچھ کر بڑے جوش سے کہنے لگی۔ کیا تم تیار ای طلب ہے کہ اگر تم اس کام کو چھوڑنا چاہو تو چھوڑ نہیں سکتے؟ جوش اگر تم محنت مزدوری کر کے بارہ پندرہ شلنگ ہفتہ وار کماتو اس حال سے ضرور خوش رہو۔ ایسی باتیں جو تم نے آج کی ہیں میں نے اس سے پہلے کبھی تمہاری زبان سے نہیں سنی۔

مگر ہم لوگوں کو بلا سفارش کام کون دیگا؟ جوش پتہ لرنے ندر سے کیا تم کسی شریف

گھرا لے میں برتن مانتھنے کی نوکری چاہور وہ بھی سفارشی کے بنا نہیں تھی۔ سچ بولتی ہو۔ وہ لوگ جو سب سے زیادہ ہماری حالت پر افسوس کرتے ہیں۔ وہی ہر قہ پڑے تو سب سے کم ہمیں کام دینے پر آمادہ ہوتے ہیں۔

”بالکل ٹھیک ہے۔ تم دی سنیر نے کہا۔ اور ملدا اصل بات یہ ہے۔ کوئی ماں کے پیٹ سے برا پیدا نہیں ہوتا۔ حالات ہی انسان کو کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں۔ کم از کم میرے سال میں تو ایسا ہی ہوا تھا۔

”وہ کونسے حالات تھے؟“ جوش پید کرنے پوچھا۔ وہ چونکر بیٹھ لیٹے تھک گیا تھا۔ اس نے اب گفتگو کو جاری رکھنے کا خواہشمند تھا۔

”ہاں وہ حالات تو بتاؤ۔ جن کا تم ذکر کرتے ہو۔“ منیلا نے بھی گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

”تم کہنے لگا۔ داستان بہت لمبی ہے۔ ایسا نہ ہو تم سنتے سنتے اکتا جاؤ۔“

”نہیں نہیں میں اسے شرق سے سنوں گا۔“

”اور میں بھی؟“ منیلا کہنے لگی۔ یہ جلنے لگے۔۔۔ کہ تم کس طرح۔۔۔“

”میں کس طرح برسی کی راہ میں پڑا؟“ سنیر نے دنگا بیٹیک حالات نے سہی بچہ برسی پر

ڈالا تھا۔ اور اس کا جوتہ نہیں میری سرگزشت سے مل سکیگا۔“

یہ کہہ کر اس نے چند تسمیدی کلمات کے بعد اپنے واقعات، زندگی کو اپنے طور پر بکڑے

ہوئے نقطوں اور اوجھے ہوئے پیرایہ میں بیان کرنا شروع کیا۔ مگر ہم چونکہ ناظرین کو اس

کے حکم کی پیروی کیوں میں ڈالنا پسند نہیں کرتے۔ اس لئے حتی الامکان اسے صاف اور

سادہ عبارت میں درج کرتے ہیں۔

سلسلہ ثانی کی چھٹی جلد ختم ہوئی

نہایت دلچسپ اور قابلِ مبالغہ ناول

انقلابِ یورپ۔ فرانسیسی زبان کے بہترین مصنف ماس لیبلنگ کے عدیم النظیر ناول ۸۱۳ کا ترجمہ۔ عشق، سیاست اور سرگرمی ان تینوں کا مرکب۔ یہ ناول ہے جس کے ترجمے میں سے بیشتر یورپ کی تمام ترقی یافتہ زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ قصہ کی دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ اگر آپ پہلا باب پڑھ لیں۔ تو ختم کئے بغیر کہنا، پینا اور سونا بھی سرام ہو جائے۔ پہلے یہ ناول باقسط رسالہ ترجمان میں چھپا تھا۔ اور اس کی دلچسپی کی یہ کیفیت تھی۔ کہ لوگ دلوں پہنے پرچہ کے لئے چشم براہ ہوتے تھے۔ اب ناظرین کے انتظار پر اسے کتابی صورت میں تیلہ کیا گیا ہے۔ عصب کا دلغریب قصہ۔ مکتبہ میں لایا لے اٹھا رہے۔ ایسا دلکش کہ برسوں یاد رہے۔ ایسا پراسرار کہ نیند حرام کر دے۔ ۳۰۰ پڑھ کے صفحے۔ قیمت ہر جگہ مکمل تھ

شریف بدعاش۔ اسی مصنف کے ایک اور ناول کہ شرافت آرمین لوپن کا اردو ترجمہ جس میں ناول کے ہر کردار آرمین لوپن کی بعض حیرت خیز عبادیوں کا ذکر نہایت دلکش پیرایہ میں کیا گیا ہے۔ تین طریق پر اس شخص نے پہلک کی آنکھوں میں خاک جنو کی۔ فرانسیسی پولیس کے اعلیٰ کارکنوں کو اٹوٹا بنایا۔ عظیم خطرات کا مقابلہ کیا۔ اور سر بار بال بال بچنا رہا۔ اس کا ذکر خود اس کی زبان سے آرمین لوپن کا کیرکٹر ایک بالکل نئی چیز ہے۔ اور پہلک نے اسے جس قدر پسند کیا ہے۔ اس کا اندازہ اس غیر معمولی مانگ سے ہو سکتا ہے۔ جو اس کے پہلے ناول انقلابِ یورپ کے لئے پیدا ہوئی۔ اگر آرمین لوپن کے واقعات زندگی آپ کے لئے

کچھ دلچسپی رکھتے ہیں۔ تو ضرور اس نئی کتاب کی ایک جلد منگادیکھئے۔ ۵۰ صفحہ قیمت ۱۲

کامٹوں کا تاج۔ رہنما ناٹھ نیگی کے ایک مشہور نیکر ناول ٹکٹ کا اردو ترجمہ از بابو

ایثار چندر دیاں جس میں تہرہ اور تاج کے ایک تاریخی واقعہ کو پیش نظر رکھ کر نہایت دلچسپ پیرایہ میں خانہ افی رقابت اور برادرانہ حسد کا ہر شاخ انجام دیکھا گیا ہے۔ کس طرح حکومت کی

جاہ آھر کا تباہ کن سراب ثابت ہوئی ہے۔ بہت دلکش ناول ہے۔ قیمت ۴

نامہ ہنگال۔ ہنگال کے نام مشہور مصنفوں رہنما ناٹھ نیگی پر بیات کی ایک نئی شہر کی سب سے

اولاد و دت کی ۸۰ جیبہ کہانیوں کا اردو ترجمہ از شری تر قمر ام صاحب عزیز دہلوی ۱۰۰ صفحہ قیمت ۱۲

لال برادر اس کے پار سنسر ہو ڈیو لکھی لاہور

باپ کا قاتل

رینالڈس کے مہر کا انا ناول میں میری ساری زندگی کا دو جہز
منشی شمیم کدین صاحب علی کے قلم سے

کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ رینالڈ کتنا دلچسپ ہے؟ کیا اس کا نام ہی انیس سو تین کا مہر ہے؟
مہر اپنے چوٹے پنچے کوڑاؤ پر ہتھاکر آیا کرتا۔ اور اس کے نرم چمکیلے اور گہرے ہوئے بالوں پر
پھیرتا ہے۔ یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابل خزانہ کی حالت کو بھی قلعی فراوش کر کے ننھے بچہ کی
دلچسپی کے لئے بالکل بھول اور بے معنی زبان میں گفتگو کرنے لگتا ہے۔ وہ اپنے بچہ کی خاطر حکایتیں
بیان کرتا۔ اور عجیب گری-سٹائم مرزا کی اور دنیاوی فکر سب کچھ اس پر فراموش کر دیتا ہے یہاں تک کہ
اس کے ساتھ اس کی اوچھل کود میں شامل ہو جاتا ہے۔ اور ان سب باتوں کی تینوں طرف سے
اس کے لئے باعث راحت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچہ کے لئے وافر دولت کما سکوں۔ اسی فکر میں
اس کی ساری زندگی بسر ہوتی ہے۔ اور اس کا انعام؟... ہاں اس کا انعام کتنا راحت بخش
ہوتا ہے؟ بچہ اس کی آمد کے وقت ہمیشہ زرا باغ باغ خوشی سے اچھلتا۔ دروازے کے باہر معلوم
قدموں کی آہٹ سن کر دوڑتا اور ننھے بازو پھیلا کر توکی زبان میں کہتا ہے "ابا جان!"

ابلی بھی بچہ جو ان ہو کر باپ کو قتل کرے... یہی ننھے ننھے ہاتھ اتنے قوی ہو جائیں۔ کہ
اس پر محبت دل میں خنجر بزمک دیں جو ہر وقت اسی لئے نکلے کہ وہ مضطرب بن جائے! یہی
مقصود بچہ بالغ ہو کر دنیا کے ذلیل ترین گناہ کا مرتکب ہو... ہاں کیا عسرت ان کی اس
درجہ قابل نفرت ہو سکتی ہے؟ مصنف کی ہمت سے ماخوذ

گہرے جذبات سے پریشان اور عقلی تشویش کا ستر میں منور

مکمل اردو ترجمہ ۶ جلدوں میں قیمت ۱۰ روپے
لال برادر کس سے پار سنس روڈ نو لکھا لاہور

دوبائیں

یاد رکھنے اور ان پر عمل کرنے سے آپ ساری تکلیف نشوونما سے بچینگے

اول۔ امرت دھارا تقریباً ان کل امراض کا جو عام طور پر پگھڑوں میں۔ بوڑھوں بچوں۔ جوانوں مردوں باغوروں کو بلکہ مال مویشی کو ہوتی ہیں۔ چمکی علاج ہے اور لاکھوں ہسپتال کرنے والوں میں سے

۲۳ ہزار

کی یہ رائے ہے کہ امرت دھارا ہر وقت پاس رکھنی چاہیے۔ امرت دھارا کی مشہور سی دیکھ کر لوگوں نے جن نقلیں شروع کر دی ہیں۔ وہ سخت امراض میں دھوکا دیتی ہیں۔ ہمیشہ اصل کو خرید کر پاس رکھنا چاہیے۔ مفصل حالات کے واسطے رسالہ امرت مفت منڈوائیں۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے۔ (مجی) و نمونہ صرف ۸ روپے۔

دوم۔ امرت دھارا کے موجب کوئی دلدرد و نمید بعد پٹن بند ٹھاکر دت شرما و نمید مین طبی اخبار و نمید ایڈیٹر ہیں۔ تین درجن کے قریب مفید عام کتب کے مصنف ہیں اور آپ کی زیر نگرانی ششمانی ہندوستان کا سب سے بڑا اوشدھالیہ جس کی عمارت پر ۲ لاکھ روپیہ خرچ آیا ہے چل رہا ہے۔ امرت دھارا کے علاوہ کم سو کے قریب دیگر ادویات تیار رہتی ہیں۔ آپ ریسپونڈ کا نہایت غور سے علاج کرتے ہیں۔ جہاں جس دوائی کی ضرورت ہو بھیجی جاتی ہے۔ آپ خفیہ امراض مردانہ و زنانہ کے بھی خاص علاج ہیں۔ اور نہ انسانی خط و کتابت کے ذریعہ سے علاج کر دیا کر لیجیے نئی قوت حاصل کر چکے ہیں۔ نمونہ طبی اخبارات و نمید ایڈیٹر کا کارک و نمید امرت نمونہ طبی کتب نمونہ ادویات کا رخاؤ۔ رسالہ امراض مخصوصہ مردانہ اگر کاٹکٹ برائے محصل لاک آنے پر مفت بھیجے جاتے ہیں۔

تھم

المشا

مینجر کا رخاؤ امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بلڈ ٹیسٹس
امرت دھارا سٹریک۔ امرت دھارا ڈاکخانہ نمبر ۳۹۔ لاہور

بینالطس کے دو معرکہ ارناول

ان کا ضرور مطالعہ کیجئے

اسرارِ حرم (ترجمہ لوز آف دی حرم) اس حیرت خیز ناول کے واقعات کا آغاز ۱۸۷۱ء کے سلطان سلیم ثانی کے عہد سے ہوتا ہے۔

مصنف کا یہ فقرہ "میں یہ کیا غضب ہے کہ ان کے پاس عورتوں میں سے ایک نہ ایک نئی لاش ہستی نظر آتی ہے" پڑھنے والے کو اسرارِ نہاں کی تعقیب پر آمادہ کرتا ہے۔ جو اس میں سب سے زیادہ دلچسپی کا باعث ہے۔ یہی راز معلوم کرنے کے واسطے شاہی خاندان کا ایک زبردست مہجر جس کا نام کوس اور جہین کی ملاقات کے وقت تحلیل معلوم ہوتا ہے۔ یہیں بدل کر نکلتا ہے۔ خلیل نے واقعات کا پتہ دکھانے کے واسطے داستان گوئی کو اپنا پیشہ بنایا۔ اور اس سلسلہ میں یکے بعد دیگرے ساٹھ کہانیاں بیان کیں جن میں نہ صرف عثمان خاں بانی سلطنت ترکی کے زمانہ سے لیکر اس کے اپنے عہد کے محل وقوع آگئے۔ بلکہ کہانیوں کو زیادہ پر رخصت بنانے کے واسطے ان میں حسن و عشق کے گوشے بھی شامل کیے گئے ہیں۔ ۲۱۰ صفحے قیمت پیر

طلسم (ترجمہ پوپ جان) طلسم کی ایک سن دہائیوں میں کوئین میں معلوم متداول کے بعد دنیا میں ایک پیرا کرینکا خیال پیدا ہوا۔ ایک اور خوب جس پر رونے لگے بہتر سے ہنر

بانج دکھائے مگر جب کسی طرح کا سیاہی نہ ہوئی۔ تو کہا جاتا تھا کہ اس کے لیے دنیا میں جہیز نہ ملے گا۔ یہی کہانی ہے جو کہیں بدل کر چل سکی۔ یہ تھوڑے کے مدد سے معلوم میں ہنر کا ایک بڑا ہی مہر ہے۔ پھر پاپے کی عطر کی زیارت کے شوق نے رومانی سیر کرانی۔ آخر جب پوپ لیو چاہے انکھیں بند کیں۔ تو با اتفاق اس کے لیے (مرد سمجھ کر) پوپ منتخب کیا گیا۔ دو برس دو ماہ چار دن کی پوپ گری کے بعد ایک دن اس وقت جب کہ ایک کو بدستور مردانہ لباس میں ہٹا کیا تھا جاری تھی چراغ تو دہن نے شعلہ افشائی کر کے رازِ ناش کر دیا۔ روزہ اس شدت سے اٹھا کہ اسے ضبط کرنے میں جان تک لڑائی زچہ اور بچہ دونوں بڑا درگے۔ اس تاریکی نازل کا منظر ہسپانیہ اور اس کا زمانہ وہ ہے جب مسلمانوں کی حکومت کو اس ملک کا مورخ تھا اور سلطان عبدالرحمن والے ہسپانیہ کے حرم میں ہر سال کئی سو بکرہ عورتیں بطور قربان داخل کی جاتی تھیں۔ ۲۱۸ صفحہ قیمت پیر

ملنے کا پتہ۔ لال برادر س سلطنت ز اور باکسلر ز پارسر زوٹو نو لکھا لاہور

جارج سٹیم پریس لاہور پیر، پانچواں ایڈیشن داس پرنٹر چھپا۔

